U 33249

Title - FIRHANG - E - AMSHAL.

Creator - Sayyed Masood Hasan Rizvi Adee

Publisher - Shanti Press (Allahabad)

Date - 1937

Pages - 245.

Subject - Urdu Zuban - Firhang An

Presentation Copy
Allahabad
1955. Ram Babu Saksena

فرہنگ امثال

یعنی

فارسی اور عربی کے اُن اقوال و اشعار وغیرہ کا مجموعہ جو اردو میں
ضرب المثل ہو گئے ہیں یا اکثر استعمال ہوتے ہیں اور انکی شرح اور محل استعمال

مؤلفہ

سید مسعود حسن رضوی ادیب ایم۔اے

پروفیسر لکھنؤ یونیورسٹی

پبلشر

رائے صاحب لالہ رام دیال اگروالا

باہتمام کے۔ بی۔ اگروالا۔ شانتی پریس الہ آباد میں طبع ہوا

بار دوم   ۱۹۳۶ء   قیمت ۱۰ر

پرنٹر
کے۔بی۔اگروالا شانتی پریس
الہ آباد

دیباچہ

فارسی اور عربی کے بہت سے فقرے، جملے، مصرعے اور شعر ضرب المثل ہو گئے ہیں۔ اور اردو تحریر و تقریر میں کثرت سے استعمال کئے جاتے ہیں۔ مگر جو لوگ ان زبانوں سے ناآشنا ہیں اُنھیں ان کے سمجھنے میں دقت ہوتی ہے۔ بعض لوگ اظہار قابلیت کے لئے فارسی عربی کے امثال جا بیجا ٹھونس دیتے ہیں۔ جس سے قابلیت کی جگہ ناقابلیت کا اظہار ہوتا ہے۔ ان مثلوں کو سمجھنے اور استعمال کرنے کے لئے اُن کا مطلب اور محل استعمال جاننا نہایت ضروری ہے۔

ایک مدت سے میرا قصد تھا کہ ان مثلوں کو جمع کر کے لغت کے طور پر ردیف وار ترتیب دوں اور ہر مثل کا بامحاورہ ترجمہ اور اگر ضرورت ہو تو شرح بھی لکھوں۔ اکثر مثلیں ایسی ہیں کہ اُن کا صحیح استعمال سمجھنے کے لئے صرف اُن کے معنی جان لینا

کافی نہیں۔ اور بعض ایسی ہیں کہ اُردو میں اپنے مفہوم کے خلاف معنی دیتی ہیں۔ اس لئے اس کی بھی ضرورت تھی کہ ترجمہ اور شرح دینے کے بعد یہ بھی بتایا جائے کہ اُن کا استعمال کن موقعوں پر ہوتا ہے۔

جہاں تک مجھے علم ہے اب تک اس طرح کا کوئی فرہنگ مرتب نہیں کیا گیا۔ فارسی و عربی امثال کے بعض چھوٹے چھوٹے مجموعے تو میری نظر سے گزرے ہیں۔ مگر اُن مجموعوں میں نہ امثال کی شرح کی گئی ہے نہ محلِ استعمال بتایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اُن کا مقصد دوسرا تھا اس لئے ان کے مؤلفوں نے اس بات کا لحاظ نہیں رکھا کہ صرف وہی مثلیں جمع کریں جو اُردو میں مستعمل ہیں۔ اس فرہنگ میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے۔ اس وجہ سے بہت سی مثلیں جو اُردو میں رائج نہیں ہیں چھوڑ دینا پڑیں۔ مگر باوجود اس شرط کے یہ غالباً فارسی مثلوں کا سب سے بڑا مجموعہ ہے۔ عربی امثال بھی اس مجموعے میں شامل ہیں مگر صرف وہی جو اُردو ادب کا جز بن چکے ہیں۔

کسی فرہنگ کے کامل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا مگر جہاں تک نظر پہونچی اور حافظے نے کام دیا حتی الامکان کوئی کثیر الاستعمال مثل چھوڑی نہیں گئی ہے۔ فرہنگ کی تکمیل کے خیال سے بعض قلیل الاستعمال مثلیں بھی اس مجموعے میں شامل کر لی گئی ہیں۔

حتی الامکان مثلوں کا لفظی ترجمہ کیا گیا ہے۔ لیکن جہاں کہیں لفظی ترجمہ سے مطلب خبط ہو جانے کا خوف تھا وہاں مثل کے معنی لکھ دئے ہیں۔ ایک ایک مثل بہت سے مختلف موقعوں پر استعمال کی جاتی ہے اس لئے ضرورت تھی کہ ہر مثل کے محل استعمال سمجھانے کے لئے کئی کئی مثالیں دیجاتیں۔ مگر اس سے کتاب کا حجم بہت بڑھ جاتا لہذا مثالیں صرف اُن چند مقامات پر دی گئی ہیں جہاں بغیر اُن کے کام نہیں چل سکتا تھا۔ باقی مثلوں کا محل استعمال ایسی جامع عبارت میں بیان کر دیا گیا ہے جو ان تمام موقعوں کا احاطہ کرلے جہاں جہاں وہ مثل استعمال کی جا سکتی ہے۔

امثال کی ترتیب میں انگریزی لغتوں کی تقلید کی گئی ہے۔ یعنی مثلوں کے صرف حرف اول کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے بلکہ کل حرفوں کی ترتیب پر نظر رکھی گئی ہے۔ اس سے مثلوں کی تلاش میں بڑی آسانی ہوگی۔ کیونکہ ہر مثل اپنی مخصوص جگہ پر مل سکیگی۔ اگر کوئی مثل کچھ تغیر کے ساتھ دو طرح مستعمل ہے تو اُس کی دونوں صورتیں اپنی اپنی جگہ پر لکھ دی گئی ہیں۔ اور اگر کوئی پورا شعر اور اُس کا ایک یا دونوں مصرعے الگ الگ بھی مثل کے طور پر مستعمل ہیں تو شعر اپنی جگہ پر اور وہ مصرع یا مصرعے اپنی اپنی جگہ پر لکھ دیئے ہیں۔

ترتیب امثال میں الف ممدودہ و غیر ممدودہ و مقصورہ تینوں ایک حکم میں رکھے گئے ہیں۔ اور الف لام تعریفی میں اس امر کا

لحاظ نہیں کیا گیا کہ وہ تلفظ میں آتے ہیں یا نہیں۔ یعنی مثلوں کی ترتیب حروف مکتوبی کے اعتبار سے قائم کی گئی ہے۔ کہ، چہ، تہ، کو۔ کہ + ہ بچ + ہ۔ ان + ہ کے سلسلے میں رکھا ہے۔ لیکن اگر "نہ" کسی فعل یا مصدر کا جزو ہے تو وہ الگ نہیں لکھا گیا ہے۔ بلکہ اپنے بعد والے حرف میں ملا دیا گیا ہے۔ جیسے نگر و نگفتنی، نداد م، وغیرہ۔ مثلوں کو تلاش کرتے وقت ان باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

سید مسعود حسن رضوی
کوہ منصوری۔ ۹ جون سنہ ۱۹۴۲ء

(۱) آب از دریا بخشیدن

دریا سے پانی دینا ۔ یعنی کسی ایسے مال میں سے کچھ دینا جو اپنا نہیں ہے یا مُفت کا احسان رکھنا ۔

(۲) آب آمد و تیمم برخاست

پانی آیا اور تیمم رخصت ہوا ۔ مسلمانوں کو بعض عبادتیں بجا لانے کے لئے بالخصوص نماز پڑھنے کے لئے پانی سے وضو کرنا ضروری ہوتا ہے اور اگر پانی میسّر نہیں ہوتا تو خاک پر تیمم کرتے ہیں مگر جب پانی مل جاتا ہے تو وہ تیمم بیکار ہو جاتا ہے اس جملے میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یہ اکثر اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی آدمی کے آتے ہی کوئی شخص چلنے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے ۔

(۳) آب چو از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست

جب پانی سر سے گذر گیا تو کیا نیزہ بھر اور کیا ہاتھ بھر (نتیجہ ہر حالت میں موت ہے) یہ قول اُس وقت نقل کرتے ہیں جب کسی چیز کا مطلق وجود کسی بُرے نتیجے کا باعث ہوتا ہے اور اس چیز کی کمی یا زیادتی سے نتیجے میں کوئی فرق نہیں ہوتا ۔

(۴) آب حیواں درون تاریکی است

آبِ حیات اندھیرے میں ہے یعنی بعض نعمتیں بغیر سختیاں اُٹھائے ہوئے نہیں ملتیں ۔

(۵) آب در کوزہ و من تشنہ دہاں می گردم

پانی کٹورے میں ہے اور میں پیاسا پھر رہا ہوں یعنی اپنی تکلیف دور کرنے کے ذریعے اپنے پاس ہی موجود ہیں مگر میں اُن سے بے خبر ہوں اور اُن کی تلاش

میں سرگرداں ہوں۔

(۶) ابر را بانگِ سگ ضرر نہ کند

کُتّے کے بھونکنے سے بادل کا نقصان نہیں ہوتا یعنی معمولی لوگوں کی مخالفت سے بڑے آدمیوں کا کچھ نہیں بگڑتا۔

(۷) آبِ رفتہ بجوے باز آمد

جو پانی بہ گیا تھا وہ نہر میں واپس آیا۔ یعنی گئی ہوئی رونق پلٹی۔ بگڑا ہوا کام بن گیا۔

(۸) ابر می خواہند مستاں خانہ گو ویراں شود

نشے کے متوالے ابر کے خواہاں رہتے ہیں گھر چاہے ویران ہو جائے۔ اس مصرع میں ایسے لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو کسی چیز سے لطف اُٹھانا چاہتے ہیں اور اس کے بُرے نتائج کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔

(۹) ابلہ گفت و دیوانہ باور کرد

بے وقوف نے کہا اور سڑی نے یقین کر لیا۔ جب کوئی شخص کسی خلافِ قیاس بات کو صحیح سمجھ لیتا ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(۱۰) ابلہے کو بروزِ روشن شمعِ کافوری نہد
زود باشد کش بشب روغن نماند در چراغ

جو بیوقوف روزِ روشن میں کافوری شمع جلائیگا تھوڑے ہی دنوں میں رات کے وقت اس کے چراغ میں تیل نہ رہیگا یعنی جو بے محل اور بے ضرورت خرچ کرے گا اُس کے پاس ضرورت کے وقت کچھ نہ نکلے گا۔

(۱۱) آب نہ دیدن و موزہ کشیدن

بغیر پانی کو دیکھے ہوئے جوتا اُتار لینا۔ یعنی کسی کام کے لئے قبل از وقت تیاری کرنا۔

(۱۲) آتش سوزاں نہ کند با سپند :. آنچہ کند دودِ دلِ مستمند

تیز آگ کالے دانے کے ساتھ وہ سلوک نہیں کرتی جو مظلوم کے دل کا دھواں کر سکتا ہے مطلب یہ ہے کہ مظلوم اور دردرسیدہ کی آہ وزاری میں بڑا اثر ہوتا ہے۔

(۱۳) آتش نشاندن و اخگر گذاشتن و افعی کشتن و بچہ اش نگاہ داشتن کار خردمنداں نیست۔

آگ بجھانا اور چنگاری چھوڑ دینا۔ سانپ مارنا اور اُس کے بچے کو محفوظ رکھنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے یعنی جس چیز سے تم کو نقصان پہونچ سکتا ہو اُسے بالکل نیست و نابود کرو کیونکہ اگر وہ کچھ بھی باقی رہ گئی تو آگے چل کر کبھی نہ کبھی اس سے نقصان ضرور پہونچے گا۔

(۱۴) اختیار بدستِ مختار

اختیار مختار کے ہاتھ میں ہے۔ اس قول سے اپنی مجبوری ظاہر کرتے ہیں۔

(۱۵) آخر الحیل السیف

آخری تدبیر تلوار ہے۔ یعنی جب صلح و آشتی سے کام نہیں نکلتا تو تلوار اُٹھانا پڑتی ہے۔

(۱۶) آخر الدواء الکیّ

آخری دوا داغنا ہے۔ جب کوئی درد کسی دوا سے اچھا نہیں ہوتا

تو درد والے عضو کو داغنا پڑتا ہے۔ اس سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ جب نرمی سے کام نہیں نکلتا تو سختی کرنا پڑتی ہے۔

(۱۷) ادب آبِ حیاتِ آشنائی است

ادب دوستی کے لئے آبِ حیات ہے۔ یعنی اگر دوستی ہمیشہ قائم رکھنا ہو تو دوست کا ادب کرنا چاہیے۔

(۱۸) ادب تاجیست از فضلِ الٰہی * بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

ادب خدا کی مہربانی کا تاج ہے۔ اسے سر پر رکھ لے اور جس جگہ جی چاہے چلا جا۔ یعنی با ادب آدمی کی ہر جگہ عزت ہوتی ہے۔

(۱۹) آدمیاں گم شدند ملک خدا خر گرفت

آدمی گم ہو گئے اور خدا کے ملک پر گدھے نے قبضہ کر لیا۔ یہ مصرع اُس وقت پڑھتے ہیں جب کسی بیوقوف کو کوئی اعلیٰ عہدہ مل جاتا ہے یا جب کوئی آدمی کوئی ایسا کام ہاتھ میں لیتا ہے جس کی اہلیت اس میں نہیں ہوتی۔

(۲۰) آدمی را آدمیت لازم است
عود را گر بو نہ باشد ہیزم است

آدمی میں آدمیت ضرور ہونا چاہیے عود میں اگر خوشبو نہ ہو تو وہ محض ایندھن ہے یعنی جس طرح بغیر خوشبو کے عود میں اور دوسری لکڑیوں میں کوئی فرق نہیں اسی طرح بے آدمیت کے آدمی میں اور دوسرے جانوروں میں کوئی فرق نہیں۔

(۲۱) آدمی را بچشم حال نگر

آدمی کو حال کی نظر سے دیکھو (دیکھو نمبر ۱۴۲)

(۲۲) اِذا فاتَ الشرطُ فاتَ المشروط

جب شرط فوت ہوگئی تو مشروط بھی فوت ہوگیا۔ اگر کوئی ارادہ کوئی وعدہ یا کوئی عہد کسی شرط پر کیا جائے اور وہ شرط پوری نہ ہو تو اس ارادے یا یا وعدے یا عہد کا پورا کرنا بھی واجب نہیں رہتا۔

(۲۳) ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست
در حضرتِ کریم تقاضا چہ حاجت است

ہم حاجتمند لوگ ہیں مگر ہماری زبان سے سوال نہیں نکلتا۔ سخی کے سامنے تقاضا کرنے یعنی مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔

(۲۴) ارزاں بے علت گراں بے حکمت

خرابی کی وجہ سے سستی اور خوبی کی وجہ سے مہنگی۔ یعنی سستی چیز میں کوئی خرابی اور مہنگی چیز میں کوئی خوبی ضرور ہوتی ہے۔

(۲۵) آرے بہ اتفاق جہاں می تواں گرفت

بے شک میل جول سے تمام دنیا پر قبضہ کیا جا سکتا ہے۔

(۲۶) آرے طریق دولت چالاکی است و چستی

بیشک دولت کا ذریعہ چالاکی و چستی ہے۔ یعنی چالاکی و چستی ہی سے دولت حاصل ہوتی ہے۔

(۲۷) ازاں گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک

جس گناہ سے دوسرے کو کوئی نفع پہونچے اُس سے کیا خوف یعنی،
اگر دوسروں کی بھلائی کے لئے کوئی بُرا کام بھی کرنا پڑے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

(۲۸) از بیضۂ خاکی چوزہ نہ زاید

خاکی انڈے سے بچہ نہیں پیدا ہوتا یعنی نا اہل سے کوئی کام نہیں ہوسکتا۔

(۲۹) از پائے لنگ چہ سیر و از دست گرسنہ چہ خیر

لنگڑا پیر کیا چل سکتا ہے اور بھوکا ہاتھ کیا خیرات کرسکتا ہے۔

(۳۰) از تو حرکت از ما برکت

تجھ سے حرکت مجھ سے برکت۔ یہ قول خدا کی زبان سے ہے۔ یعنی اگر
تو (انسان) حرکت یعنی کوشش محنت۔ دوڑ دھوپ کرے تو میں،
برکت دونگا۔

(۳۱) از چاہ بروں آمدہ در چاہ اُفتاد

(ایک) کنویں سے نکلا (دوسرے) کنویں میں گر پڑا۔ یعنی ایک آفت سے
بچا تو دوسری میں مبتلا ہو گیا۔

(۳۲) از خرداں خطا و از بزرگاں عطا

چھوٹوں سے خطا اور بڑوں سے عطا یعنی چھوٹوں سے قصور ہو ہی
جاتا ہے اور بڑے معاف کر ہی دیا کرتے ہیں۔

(۳۳) از خرس موئے بس است

ریچھ کا ایک بال بھی بہت ہے۔ یعنی کسی ظالم یا جابر سے یا کسی ایسے شخص سے،

جس سے کچھ بھی ملنے کی امید نہ ہو جو کچھ مل جائے وہی بہت ہے۔

(۳۴) از خیالِ پری و دیو بگذر * آدمی را بچشم حال نگر

کل اور پرسوں کا خیال چھوڑ دے اور آدمی کو آج کی نظر سے دیکھ۔
یعنی ہر شخص کی عزت و توقیر اس کی موجودہ حالت کے موافق کرنا چاہیے۔
اس بات پر نظر نہ کرنا چاہیے کہ پہلے وہ کس حال میں تھا۔

(۳۵) از دل برود ہر آنچہ از دیدہ برفت

جو آنکھ سے چلا گیا وہ دل سے بھی چلا جاتا ہے۔ یعنی جو چیز نظر کے سامنے نہیں رہتی اُس کا خیال بھی دل سے نکل جاتا ہے۔

(۳۶) از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است

دوزخ کے رہنے والوں سے پوچھو اُن کے نزدیک اعراف ہی بہشت ہے۔
اعراف بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک مقام ہے جہاں بہشت کا سا آرام تو نہیں ہے مگر دوزخ کی سی تکلیف بھی نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ مصیبتوں میں مبتلا ہیں وہ اس حالت کو بھی بہت پسند کریں گے جس میں اُن کی تکلیفیں کم ہو جائیں عیش و عشرت کا سامان ہو یا نہ ہو
(دیکھو ۵)

(۳۷) از دوست نادان دشمن دانا بہتر

نادان دوست سے عقلمند دشمن اچھا۔

(۳۸) از دوست یک اشارت و ز ما بسر دویدن

دوست کا ایک اشارہ اور ہمارا سر کے بل دوڑنا۔ یعنی اِدھر دوست نے

اشارہ کیا آدھا ہم سر کے بل دوڑے۔ مطلب یہ ہے کہ دوستی کے یہ معنی یہ ہیں کہ انسان خودی اور خود غرضی کو چھوڑ کر دوست کی مرضی کا تابع ہو جائے اور اُس کے اشارے پر چلے۔

(۳۹) آزردن دل دوستاں جہل است

دوستوں کا دل دُکھانا حماقت ہے

(۴۰) آزردہ دل آزردہ کند انجمنے را

رنجیدہ آدمی ساری محفل کو رنجیدہ کر دیتا ہے (دیکھو ۶)

(۴۱) از صد زبان زبان خموشی نکوتر است

خاموشی کی زبان سیکڑوں زبانوں سے اچھی ہے۔ یعنی بعض موقعوں پر چپ رہنا بولنے سے اچھا ہوتا ہے۔

(۴۲) از ضعف بہر جا کہ نشستیم وطن شد

ضعف کی وجہ سے ہم جہاں بیٹھ گئے وہی وطن ہو گیا۔ یعنی ضعف کا یہ عالم ہے کہ بیٹھ کے اُٹھنا مشکل ہے۔

(۴۳) از کفچۂ مار حلوا نتواں خورد

سانپ کے کفچے (پھن) سے حلوا نہیں کھایا جا سکتا۔ یعنی بُروں سے اچھائی کی اُمید نہیں ہو سکتی۔

(۴۴) از کوزہ ہماں بروں تراود کہ درو است

پیالے سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اُس میں ہوتی ہے۔ یعنی جیسی جس کی فطرت ہوتی ہے ویسے ہی افعال اُس سے سرزد ہوتے ہیں۔

(۴۵) از گفتن آتش دہن نسوزد

آگ کہنے سے مُنہ نہیں جلتا۔ یعنی کسی مضرت رساں چیز کا نام لینے سے کوئی ضرر نہیں پہونچتا۔

(۴۶) از گوشۂ بامے کہ پریدیم پریدیم

جس کوٹھے کے گوشے سے ہم اُڑے تو بس اُڑے۔ یعنی جس سے ایک دفعہ تعلق قطع کر لیا پھر کبھی نہ ملے۔ اُردو میں ایک مثل ہے۔ "چھوڑے گاؤں کا نام کیا"

(۴۷) از مکافاتِ عمل غافل مشو

عمل کے بدلے سے غافل نہ رہ۔ یعنی تو جیسا کام کرے گا ویسا بدلا ضرور پائے گا (دیکھو ع۹۶۸)

(۴۸) از ماست کہ بر ماست

ہماری جو حالت ہے وہ ہماری ہی بنائی ہوئی ہے۔

(۴۹) از من بگیر عبرت و کسبِ ہنر مکن
با بخت خود عداوتِ ہفت آسمان مخواہ

مجھ سے عبرت حاصل کر اور کوئی ہنر نہ سیکھ۔ سات آسمانوں کی عداوت اپنے نصیب کے لئے مول نہ لے۔ اس شعر میں اہل کمال کی پریشان حالی دکھائی گئی ہے۔ یہ شعر اُس وقت پڑھتے ہیں جب کسی سے یہ کہنا ہوتا ہے کہ ہم نے ہُنر سیکھ کے کیا پایا جو تم پاؤ گے۔

(۵۰) آزمودہ را آزمودن جہل است

آزمائے ہوئے کو آزمانا نادانی ہے۔

(۵۱) آزمودہ را نہ باید آزمود

آزمائے ہوئے کو آزمانا نہ چاہیئے۔

(۵۲) از مئے دولت اگر مست نہ گردی مردی

اگر دولت کی شراب سے مست نہ ہو جاؤ تو مرد ہو (دیکھو ۹۵۴)

(۵۳) از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ
آثار پدید است صنادیدِ عجم را

ٹوٹے پھوٹے دروازوں اور گرتی ہوئی دیواروں کے نقش و نگار سے عجم کے بزرگوں کے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ شعر اس وقت پڑھتے ہیں جب کسی عالی شان عمارت کے کھنڈر یا کوئی اور چیز دیکھ کر کسی قوم یا کسی شخص کی گزشتہ عظمت یاد آجاتی ہے۔

(۵۴) از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

ایک دل ہزاروں کعبوں سے بہتر ہے (دیکھو ۶۳۶)

(۵۵) از یں سو راندہ و ازاں سو درماندہ

اِدھر سے نکالا ہوا اور اُدھر سے مجبور۔ یہ فقرہ اس موقع پر استعمال کیا جاتا ہے جب کوئی کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے نہ یہ کرتے بنتا ہے نہ وہ۔ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ نہ دنیا کا نہ آخرت کا۔

(۵۶) آساں گردد برانچہ ہمت بستی

جس کام پر ہمت باندھ لی وہ آسان ہو جاتا ہے۔

(۵۷) آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است
با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

دونوں جہانوں کا آرام ان دو باتوں کی تفسیر ہے دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ نرمی۔ یعنی یہ دو کام کرنے سے انسان دنیا میں بھی آسائش سے بسر کر سکتا ہے اور آخرت میں بھی۔

(۵۸) اسپ تازی اگر ضعیف بود ÷ ہمچناں از طویلۂ خر بہ

تازی گھوڑا اگر کمزور بھی ہو جائے تو بھی گدھوں کے پورے طویلے سے اچھا ہے۔ یعنی کوئی بیش قیمت چیز کچھ خراب ہو جانے کے بعد بھی بہت سی ادنیٰ چیزوں سے اچھی رہتی ہے۔

(۵۹) اسپ تازی شدہ مجروح بہ زیر پالاں
طوق زرّیں ہمہ در گردن خر می بینم

تازی گھوڑے پالانوں سے زخمی ہو گئے ہیں اور گدھوں کی گردن میں سونے کے طوق دکھائی دیتے ہیں۔ یعنی جو لوگ قدر کے قابل ہیں وہ تکلیف میں ہیں اور نااہل نہایت آرام سے ہیں۔

(۶۰) اسپ چوبیں راہ نہ میرود

لکڑی کا گھوڑا راہ نہیں چلتا۔ یعنی نااہل سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔

(۶۱) اسپ لاغر میاں بکار آید، روز میداں نہ گاو پرواری

جنگ کے دن پتلی کمر والا گھوڑا ہی کام آتا ہے موٹا تازہ بیل کام نہیں آتا۔ یعنی کسی چیز کی قدر و قیمت اس کے قد و قامت کے لحاظ سے نہیں ہوتی بلکہ اُس کے اوصاف کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

(۶۲) اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید

وفادار گھوڑا وفادار عورت اور وفادار تلوار کس نے دیکھی ہے۔

(۶۳) استغفر اللہ

خدا سے مغفرت چاہتا ہوں۔ اس جملے سے اکثر انکار کی تاکید مقصود ہوتی ہے۔ مثلاً استغفر اللہ میں نے ہرگز تم پر کوئی الزام نہیں لگایا۔ استغفر اللہ بھلا آپ اور جھوٹ بولتے۔

(۶۴) آسماں بار امانت نہ توانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

آسمان امانت کا بوجھ نہ اٹھا سکا تو (کارکنان قضا و قدر نے) فال کا قرعہ مجھ دیوانے کے نام ڈال دیا۔ اس شعر میں قرآن شریف کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جسکا ترجمہ یہ ہے ہم نے آسمان زمین اور پہاڑوں پر امانت پیش کی تو انھوں نے اُس کے اٹھانے سے انکار کیا اور ڈرے اور انسان نے اسے اٹھا لیا۔ یہ شعر اس وقت پڑھتے یا لکھتے ہیں جب کوئی ایسا اہم کام کسی کے سر پر آپڑے جس کو بڑے بڑے لوگ بھی انجام دینے کی ہمت نہ کرتے ہوں۔

(۶۵) آسودگی حرفے ست نہ اینجاست نہ آنجاست

اطمینان ایک لفظ ہے جو نہ یہاں ہے نہ وہاں ہے یعنی اطمینان کا نام ہی نام ہے حقیقت میں اس کا کہیں وجود نہیں۔

(۶۶) آسودہ دلاں لذتِ آزار نہ دانند
راحت طلباں دردِ دل زار نہ دانند
ایں رسم قدیم است کہ مرغانِ چمن سیر
حالِ دلِ مرغانِ گرفتار نہ دانند

جنہیں اطمینان نصیب ہے وہ تکلیف کا مزہ نہیں جانتے جن کی آرام سے گزرتی ہے وہ درد بھرے دل کا دکھ نہیں سمجھتے۔ یہ پرانا دستور ہے کہ چمن میں سیر کرنے والی چڑیاں اُن چڑیوں کے دل کا حال نہیں جانتیں جو قید میں ہیں۔ اکثر اس رباعی کا صرف پہلا مصرع یا صرف دوسرا مصرع یا آخر کے دو مصرعے پڑھتے ہیں۔

(۶۷) آسودہ کسے کہ خر نہ دارد

آرام سے وہی ہے جس کے پاس گدھا نہیں ہے۔ یعنی سامان زندگی جتنا مختصر ہو اور تعلقات جتنے کم ہوں اطمینان اور بے فکری اُتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔

(۶۸) اصل بد از خطا خطا نہ کند

بد اصل آدمی خطا سے کبھی نہیں چوکتا۔ یعنی کمینہ آدمی ضرور دھوکا دیتا ہے۔ اس مصرع کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ بد اصل آدمی غلطی سے

خطا نہیں کرتا بلکہ جان بوجھ کے کرتا ہے۔

(۶۹) اظہر من الشمس وابین من الامس

آفتاب سے زیادہ روشن اور گزرے ہوئے دن سے زیادہ ظاہر۔
جب یہ کہنا ہوتا ہے کہ فلاں بات ایسی کھلی ہوئی اور اتنی ظاہر ہے
کہ اس کے لئے کسی ثبوت یا کسی دلیل کی ضرورت نہیں تو یہ فقرہ
بولتے ہیں۔ اکثر صرف "اظہر من الشمس" کہتے ہیں۔

(۷۰) اَعلَی اللہُ مَقَامَہٗ

خدا اس کا مقام یعنی مرتبہ بلند کرے۔ کسی مرحوم محترم ہستی
کے ذکر کے ساتھ یہ دعائیہ جملہ کہتے ہیں۔

(۷۱) اَعُوذُ بِاللہ

میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ کسی چیز سے اپنی برأت ظاہر
کرنے کے لئے یہ فقرہ بولتے ہیں۔

(۷۲) اعوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطانِ الرَّجِیم

شیطان رجیم سے (بچنے کے لئے) میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔
(رجیم کے معنی سنگسار کیا ہوا، مراد مردود)

(۷۳) آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

آفتاب کی دلیل آفتاب ہے۔ یعنی فلاں بات ایسی صاف ظاہر
ہے کہ اس کے لئے دلیل اور ثبوت کی ضرورت نہیں۔

(۷۴) آفتابِ لبِ بام

کوٹھے کے کنارے پر پہونچا ہوا آفتاب یعنی ڈوبتا ہوا سورج۔
جس چیز کے مٹنے کا زمانہ قریب اور جس آدمی کے موت کے دن
نزدیک ہوں اُس کو "آفتابِ لبِ بام" کہتے ہیں۔

(۷۵) آفریں باد بریں ہمتِ مردانۂ تو

تیری اس مردانہ ہمت کو شاباش جب کوئی آدمی کوئی بڑا کام کرتا ہے
تو اس کی تعریف میں یہ مصرع پڑھتے ہیں۔ جب کوئی نہ کرنے کا کام
کر بیٹھتا ہے تو بھی یہ مصرع طنز سے پڑھتے ہیں۔

(۷۶) افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

رنجیدہ آدمی ساری محفل کو رنجیدہ کر دیتا ہے (دیکھو نمبر ۴۲)

(۷۷) اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانیِ ما نیز جاودانی نیست

اگر دشمن مر گیا تو یہ خوشی کا مقام نہیں ہے کیونکہ ہماری زندگی بھی
ہمیشہ باقی رہنے والی نہیں ہے۔

(۷۸) اگر بینی کہ نابینا و چاہ است ٭ وگر خاموش بنشینی گناہ است

اگر دیکھو کہ اندھا کنویں کے پاس پہونچ گیا ہے اور اس میں گرنے کو
ہے تو تمھارا خاموش بیٹھے رہنا گناہ ہے۔ یعنی اگر تمھاری خاموشی
سے کسی نادان کا کچھ نقصان ہوتا ہو یا کوئی تکلیف پہونچتی ہو تو تم کو
ہرگز خاموش نہ بیٹھے رہنا چاہئے۔

(۷۹) اگر پدر نتواند پسر تمام کند

اگر باپ سے نہ ہو سکے تو بیٹا پورا کرے - یعنی اگر کوئی کام باپ شروع کرے مگر اُسے پورا نہ کر سکے تو بیٹے کو چاہیئے کہ اُسے پورا کر دے جب کسی بات میں بیٹا باپ سے بڑھ جاتا ہے تو بھی یہ قول نقل کرتے ہیں اس سے کبھی تعریف منظور ہوتی ہے کبھی طنز مقصود ہوتا ہے۔

(۸۰) اگر دریافتی بر دانشت بوسہ ور گر غافل شدی افسوس افسوس

اگر تم بات کی تہ کو پہونچ گئے تو تمھاری عقل بوسہ دینے کے قابل ہے یعنی تم بڑے عقلمند ہو اور اگر تم نے غفلت کی تو افسوس ہے کسی کو کوئی نصیحت کرنے کے بعد یہ شعر کہتے ہیں۔

(۸۱) اگر روزی بدانش بر فزودے
ز ناداں تنگ تر روزی نبودے

اگر روزی عقل کی وجہ سے بڑھتی ہوتی تو نادان سے زیادہ مفلس اور پریشان حال کوئی نہ ہوتا - یعنی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے بیوقوف نہایت آسائش کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزی حاصل کرنے کے لئے خالی عقل سے کام نہیں چلتا قسمت بھی چاہیئے۔

(۸۲) اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبے
بر آورند غلامان او درخت از بیخ

اگر رعیت کے باغ سے بادشاہ ایک سیب کھالے تو اُس کے غلام پورا درخت جڑ سے اکھاڑ لیں مطلب یہ ہے کہ بادشاہ اور حاکم کو بہت

احتیاط لازم ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ رعایا کے مال پر ذرا
بھی بیجا تصرف کرے گا تو اس کے نوکر چاکر رعایا کو بالکل
تباہ و برباد کر ڈالیں گے۔

(۸۳) اگر شہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پروین

اگر بادشاہ دن کو رات کہے تو کہنا چاہیئے کہ یہ کیا چاند تارے
نکلے ہوئے ہیں مطلب یہ ہے کہ بادشاہ کی مخالفت نہ کرنا چاہیئے۔

(۸۴) اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

اگر دنیا میں بہشت ہے تو یہی ہے یہی ہے یہی ہے۔ یہ شعر کسی
پر فضا مقام یا کسی دلکشا عمارت کی تعریف کے موقع پر آتا ہے۔

(۸۵) اگر قحط الرجال افتد از یں سہ انس کم گیری
یکے افغان دوم کمبوہ سوم بد ذات کشمیری

اگر آدمیوں کا کال پڑ جائے تو بھی ان تین سے دوستی نہ کرنا ایک
افغان دوسرے کمبوہ تیسرے بد ذات کشمیری۔ یعنی ان تین قوموں
سے دوستی کی امید نہ رکھنا چاہیئے۔ کہتے ہیں کہ یہ قول شہنشاہ
اورنگ زیب کا ہے۔

(۸۶) اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

(یہ حالت) اگر رہے گی تو ایک رات رہے گی دوسری رات کو نہ رہے گی

یعنی یہ حالت بالکل عارضی ہے۔ ایک آدھ دن سے زیادہ باقی نہ رہیگی۔

(۸۷) اگر ہوس است ہمیں قدر بس است

اگر تجھ کو خواہش ہے تو اتنا بھی بہت ہے۔

(۸۸) اگر یار اہل است کار سہل است

اگر دوست لائق ہے تو کام آسان ہے۔ یعنی اگر کسی لائق آدمی سے سابقہ پڑتا ہے تو کسی کام میں کوئی دقت نہیں ہوتی البتہ نااہل آدمی کے ساتھ گزر کرنا مشکل ہے۔

(۸۹) اَلْاَشْیَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِہَا

چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں۔ مثلاً اگر رات نہ ہو تو دن کوئی چیز نہیں اور رنج نہ ہو تو خوشی کچھ نہیں (دیکھو ۳۸۲)

(۹۰) اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات

اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں۔ یعنی جو کام کسی اچھے ارادے سے کیا جائے وہ اچھا ہے۔ نتیجہ چاہے بُرا ہی ہو۔ اور جو کام کسی بُری نیت سے کیا جائے وہ بُرا ہے۔ نتیجہ چاہے اچھا ہو۔

(۹۱) اَلْاَقَارِبُ کَالْعَقَارِبِ

عزیز بچھوؤں کے مثل ہوتے ہیں۔ جب کسی کو اپنے عزیزوں سے تکلیف پہونچتی ہے تو وہ یہ فقرہ کہتا ہے۔

(۹۲) اَلْاَمَان اَلْحَذَر
امان کے معنی حفاظت اور پناہ۔ حذر کے معنی پرہیز اور خوف۔ اس فقرہ سے کبھی کسی کیفیت کی شدت دکھاتے ہیں کبھی تعجب کا اظہار مقصود ہوتا ہے اور کبھی اسے "خدا بچائے" کے معنی میں بولتے ہیں۔ ان دونوں لفظوں کو ساتھ بولنا ضروری نہیں ہے کبھی صرف "الامان" یا "الحذر" بھی کہتے ہیں۔ مثلاً میں ایک جلسے میں شریک ہوا وہ مجمع تھا کہ الاماں اور وہ گرمی تھی کہ الحذر۔

(۹۳) اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب
حکم ادب سے بالاتر ہے۔ یعنی اگر کوئی بزرگ کسی ایسے کام کا حکم دے جس کے کرنے میں ادب مانع ہو تو تم ادب کا لحاظ نہ کرو اور حکم کی تعمیل کرو۔

(۹۴) اَلْاِنَاءُ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ
برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اس میں ہوتی ہے۔ یعنی جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر آتا ہے۔ یا جو جیسا ہوتا ہے ویسے ہی کام کرتا ہے۔

(۹۵) اَلْاِنْتِظَارُ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْت
انتظار موت سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔

(۹۶) اَلْاِنْسَانُ بِاللِّسَان
انسان زبان سے انسان ہے۔ یعنی زبان ہی کی بدولت انسان

دوسرے حیوانوں سے افضل ہے

(۹۷) اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ اَلْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ

انسان غلطی اور بھول کی سواری ہے۔ غلطی اور بھول انسان پر سوار رہتی ہے۔ یعنی انسان سے غلطی اور بھول چوک کا ہو جانا ہر وقت ممکن ہے۔

(۹۸) اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ

انسان غلطی اور بھول سے مل کر بنا ہے۔ یعنی غلطی اور بھول چوک انسان کا فطری خاصہ ہے، اُس کے خمیر میں شامل ہے۔

(۹۹) اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ

اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا۔ یعنی فلاں چیز کی حالت اب بھی ویسی ہی ہے جیسی پہلے تھی۔

(۱۰۰) اَلثَّالِثُ بِالْخَیْرِ

تیسرے آدمی کے ساتھ بھلائی ہوتی ہے۔ جب دو آدمی کوئی کام کر رہے ہوں اور کوئی تیسرا آدمی آ کر ان میں شامل ہو جائے تو اس فقرے سے اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

(۱۰۱) اَلْحَدِیْدُ بِالْحَدِیْدِ یُفْلَحُ

لوہا لوہے سے کٹتا ہے۔ یعنی سخت آدمی سخت ہی آدمی سے دبتا ہے۔

(۱۰۲) اَلْحَقُّ مُرٌّ

سچ کڑوا ہوتا ہے۔ سچی بات زہر ہوتی ہے۔ کھری کھری باتیں

بُری لگتی ہیں۔

(۱۰۳) اَلحَقُّ یَعلُو وَلا یُعلیٰ

حق بلند ہوتا ہے اس پر کوئی شے بلند نہیں ہو سکتی یعنی حق غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔

(۱۰۴) اَلحَلوُ لِلمُومِن

شیرینی مومن کے لئے ہے جن لوگوں کو مٹھاس سے شوق ہوتا ہے وہ اس کی فضیلت میں یہ قول پیش کرتے ہیں۔

(۱۰۵) اَلحَمدُ لِلّٰہ

ہر طرح کی تعریف خدا کے لئے زیبا ہے۔ یہ فقرہ اکثر کوئی اچھی خبر سننے کے بعد یا سنانے سے پہلے اظہار شکر کے لئے بولا جاتا ہے۔

(۱۰۶) اَلحَیَاءُ جُزءٌ مِنَ الاِیمان یا اَلحَیاءُ مِنَ الاِیمان

حیا ایمان کا ایک جز ہے۔

(۱۰۷) الخاموشی نیم رضا

خاموشی آدھی رضامندی ہے (خاموشی فارسی لفظ ہے اس کے ساتھ عربی قاعدے کی رو سے الف لام لانا صحیح نہیں ہے مگر اردو میں اکثر یونہی بولتے ہیں اس لئے یونہی لکھا گیا ہے)

(۱۰۸) اَلدُّنیا جِیفَۃٌ وَطُلّابُھا کِلاب

دُنیا مردار ہے اور اس کے خواہشمند کتے ہیں۔

(۱۰۹) اَلدُّنْیَا سِجْنٌ لِلْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃٌ لِلْکَافِرِ
دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے بہشت ہے۔

(۱۱۰) اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ
کوشش میری طرف سے اور اس کا پورا ہونا خدا کی طرف سے ہے
یعنی کوشش کرنا ہمارا کام ہے اور کامیابی خدا کی مدد پر منحصر ہے۔

(۱۱۱) اَلسُّکُوْتُ کَالْاِقْرَارِ
سکوت مثل اقرار کے ہے۔ کوئی بات سن کر خاموش ہو رہنا
گویا اس کا اقرار کرنا ہے۔

(۱۱۲) اَلشَّاذُّ کَالْمَعْدُوْمِ
شاذ مثل معدوم کے ہے۔ یعنی جو چیز بہت کمیاب ہو اس کا
وجود اور عدم برابر ہے۔

(۱۱۳) اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ
عقلمند کو اشارہ کافی ہے۔

(۱۱۴) اَلْعِلْمُ حِجَابٌ اَکْبَرُ
علم سب سے بڑا پردا ہے۔ علوم ظاہری حقائق باطنی کے سمجھنے میں
حائل ہوتے ہیں۔ یہ صوفیوں کا قول ہے۔

(۱۱۵) اَلْعَوَامُ کَالْاَنْعَامِ
عام لوگ مثل چوپایوں کے ہوتے ہیں۔ کہ جس راستے پر لگا دیئے جائیں
اسی پر چلنے لگتے ہیں سوچتے سمجھتے کچھ نہیں۔

(۱۱۶) اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ

خدا کی پناہ۔

(۱۱۷) اَلْغِنَاءُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا

گانا بجانا زنا سے بدتر ہے۔ یہ مسلمانوں کے بعض فرقوں کا اعتقاد ہے۔

(۱۱۸) اَلْغَیْبُ عِنْدَ اللّٰہِ

غیب کا حال خدا جانتا ہے۔

(۱۱۹) اَلْفَقْرُ فَخْرِی

فقیری میرا فخر ہے۔ یہ رسول عربی کا قول ہے (فقر سے مراد ہے اسباب دنیا سے استغنا)

(۱۲۰) اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ

مفلسی دونوں جہانوں میں منہ کی سیاہی ہے یعنی مفلسی کی وجہ سے اکثر انسان کو وہ کام کرنا پڑتے ہیں جن سے اس کی دنیا بھی بگڑتی ہے اور عاقبت بھی۔

(۱۲۱) اَلْقَاسِمُ مَحْرُوْمٌ

بانٹنے والا محروم رہ جاتا ہے۔

(۱۲۲) اَلْقَرْضُ مِقْرَاضُ الْمُحَبَّۃِ

قرض محبت کے لئے قینچی ہے۔ یعنی قرض لینے دینے سے محبت اور دوستی میں فرق آجاتا ہے۔

(۱۲۳) اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفَا

کریم جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کر دیتا ہے۔

(۱۲۴) اَللّٰہُ اَکْبَر

خدا سب سے بڑا ہے۔ حیرت اور تعجب کے وقت بھی یہ فقرہ بولتے ہیں۔ مسلمانوں کا قومی نعرہ بھی یہ فقرہ ہے۔

(۱۲۵) اللہ بس باقی ہوس

خدا کافی ہے۔ خدا کے علاوہ اگر کسی چیز کی خواہش کی جائے تو یہ محض ہوس ہے۔

(۱۲۶) اَللّٰہُمَّ اجْعَلْنِی مَحْسُوداً وَلَا حَاسِداً

یا اللہ مجھکو محسود بنا حاسد نہ بنا۔ یعنی مجھکو اس قابل بنا دے کہ دوسرے مجھ پر رشک کریں اور مجھکو رشک وحسد کے عیب سے محفوظ رکھ۔

(۱۲۷) اَللّٰہُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا

اے خدا ہم کو اپنے نفسوں کی برائیوں سے محفوظ رکھ۔

(۱۲۸) اَللّٰہُمَّ زِدْ فَزِدْ

یا اللہ زیادہ کر اور زیادہ کر۔ اس جملے سے کسی چیز کی زیادتی یا ترقی کی دعا کرتے ہیں۔

(۱۲۹) اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّد

خداوندا محمد اور آل محمد پر رحمت نازل کر۔ یہ عربی جملہ درود کہلاتا ہے۔ مسلمان اس کو زبان پر جاری کرنا ثواب سمجھتے ہیں۔ کوئی اچھی خوشبو سونگھ کر، کوئی اچھی صورت دیکھ کر، یا کوئی اچھی

بات سن کر بھی درود پڑھتے ہیں۔

(۱۳۰) اَلْمَاضِیْ لَا یُذْکَرُ

گزری ہوئی بات کا ذکر نہیں کیا جاتا ہے۔ یعنی جو بات گزر گئی اُس کا کیا ذکر۔

(۱۳۱) اَلْمَامُوْرُ مَعْذُوْرٌ

جو شخص کسی کام پر مامور کیا جائے وہ اس کے کرنے میں قابل الزام نہیں ہے۔

(۱۳۲) اَلْمَجْبُوْرُ مَعْذُوْرٌ

جو مجبور ہے وہ معذور ہے۔ یعنی اگر کسی کو کوئی بُرا کام مجبوراً کرنا پڑے تو اُس پر کوئی الزام نہیں۔

(۱۳۳) اَلْمَعْنٰی فِیْ بَطْنِ الشَّاعِرِ

معنی شاعر کے پیٹ میں ہیں۔ یعنی فلاں بات کا مطلب صرف کہنے والا ہی سمجھا ہوگا اور کسی کی سمجھ میں نہیں آیا

(۱۳۴) اَلْمَکْتُوْبُ نِصْفُ الْمُلَاقَاتِ

خط آدھی ملاقات کے برابر ہے۔

(۱۳۵) اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ

آدمی لباس سے آدمی معلوم ہوتا ہے۔ یعنی انسان کی عزت لباس سے ہوتی ہے۔

(۱۳۶) اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ

لوگ اپنے بادشاہ کے طریقے پر چلتے ہیں۔

(۱۳۷) اَلنَّحوُ فی الکَلام کالمِلحِ فی الطعام

کلام میں نحو جیسے کھانے میں نمک۔ یعنی کلام کے لئے نحو اتنی ہی ضروری ہے جتنا کھانے کے لئے نمک۔

(۱۳۸) آلو چو بہ آلو نگرد رنگ برآرد

آلو جب آلو کو دیکھتا ہے تو رنگ لاتا ہے۔ یعنی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ اردو میں یہ مثل یوں مشہور ہے "خربوزے کو دیکھ کے خربوزہ رنگ پکڑتا ہے"

نوٹ۔ آلو ایک ایرانی پھل کا نام ہے۔

(۱۳۹) اَلوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیہ

بیٹا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے۔ اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ بیٹے میں باپ کی کچھ نہ کچھ شان ضرور ہوتی ہے۔

(۱۴۰) الٰہی آفتابِ دولت و اقبال ہمیشہ درخشاں و تاباں باد

خدا کرے دولت و اقبال کا آفتاب ہمیشہ چمکتا رہے یعنی آپ کی دولت اور آپ کا اقبال ہمیشہ قائم رہے۔ یہ جملہ اکثر عرضی کے آخر میں لکھتے ہیں۔

(۱۴۱) الٰہی در جہاں باشی بہ اقبال
جواں بخت و جواں دولت جواں سال

الٰہی تو دنیا میں اقبال مند خوش نصیب، دولتمند اور تندرست رہے۔

(۱۴۲) آمدم بر سر مطلب
اب میں مطلب پر آیا۔ یعنی اب میں مطلب کی بات کہتا ہوں۔
کسی تمہید یا جملہ معترضہ کے بعد یہ جملہ بولتے ہیں۔

(۱۴۳) آمدن بہ ارادت و رفتن بہ اجازت
آنا ارادے سے اور جانا اجازت سے۔ یعنی آدمی آتا ہے اپنے ارادے
سے مگر جانا چاہتا ہے، تو جس کے پاس آیا تھا اس سے
اجازت لے کر رخصت ہوتا ہے۔

(۱۴۴) آمنّا وَ صَدَّقْنا
ہم نے یقین کیا اور سچ جانا۔ ان الفاظ سے کسی کے قول کی تصدیق
کرتے ہیں۔

(۱۴۵) اَنَارَ اللّٰہُ بُرْہَانَہٗ
خدا اس کی دلیل کو روشن کرے۔ یہ فقرہ کسی مرحوم بادشاہ
کے ذکر کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

(۱۴۶) اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
بے شک ہم خدا کے لئے ہیں اور اسی کی طرف واپس جانے والے
ہیں۔ مسلمانوں میں دستور ہے کہ کسی کے مرنے کی خبر سن کر
یہ جملہ کہتے ہیں۔ یہ قرآن شریف کی ایک آیت ہے۔

(۱۴۷) آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند * آیا بود کہ گوشۂ چشمے بہ ما کنند
جو لوگ ایک نظر میں خاک کو کیمیا بنا دیتے ہیں کیا ہو سکتا ہے کہ وہ

انکھیوں سے ہماری طرف بھی دیکھ لیں۔ جب کسی بڑے
آدمی کے سامنے کوئی غرض پیش کی جاتی ہے۔ تو یہ شعر
پڑھتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کی مہربانی سے ہر
ادنیٰ اعلیٰ ہو سکتا ہے اگر آپ میری طرف بھی ذرا سی توجہ
فرمائیں تو میرا مقصد بھی حاصل ہو جائے۔

(۱۴۸) آنانکہ غنی تر اند محتاج تر اند

جو لوگ زیادہ سیر چشم ہوتے ہیں وہی زیادہ محتاج رہتے ہیں۔

(۱۴۹) انا و لا غیری

میں اور میرے سوا کوئی نہیں۔ جو شخص اپنے آگے کسی کی کچھ ہستی
نہیں سمجھتا وہ اس قول کا مصداق ہوتا ہے۔

(۱۵۰) انچہ بر خود نہ پسندی بہ دیگراں هم مپسند

جو بات اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو۔

(۱۵۱) انچہ دانا کند کند ناداں ٭ لیک بعد از خرابی بسیار

جو کام عقلمند کرتا ہے وہی بیوقوف بھی کرتا ہے مگر بہت خرابی کے بعد۔

(۱۵۲) انچہ در دیگ است بچمچہ می آید

جو کچھ دیگ میں ہے وہ چمچے میں آئے گا۔ یعنی اصلیت کہاں تک چھپے گی
آخر ظاہر ہو کر رہیگی۔

(۱۵۳) انچہ ما در کار داریم اکثرے درکار نیست

جو چیزیں ہمارے کام میں ہیں ان میں سے اکثر غیر ضروری ہیں (دیکھو ۴۸۶)

(۱۵۴) انچہ ما کردیم با خود ہیچ نابینا نہ کرد

ہم نے اپنے ساتھ جو کچھ کیا ہے کسی اندھے نے بھی نہیں کیا یعنی ہم نے اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی ماری ہے۔ اپنے حق میں آپ برائی کی ہے

(۱۵۵) انچہ نصیب است بہم می رسد

جو قسمت میں ہوتا ہے وہ ضرور ملتا ہے۔

(۱۵۶) اندرون قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

تو نے مجھے ایک تختہ میں باندھ کر دریا کی گہرائی میں ڈال دیا ہے اور کہتا ہے کہ ہشیار رہ دامن نہ بھیگنے پائے۔ یہ شعر ایسے موقع پر لاتے ہیں جب سامان تو ایسے جمع کر دیئے جائیں کہ کوئی شخص ایک کام کرنے پر مجبور ہو جائے اور پھر وہ اسی کام سے روکا جائے

(۱۵۷) آں دفتر را گاؤ خورد و گاؤ را قصاب برد

اس دفتر کو گائے کھا گئی اور گائے کو قصائی لے گیا جب کوئی شخص کسی سے کوئی چیز مانگے اور وہ صاف انکار نہ کرے بلکہ ایسے عذر پیش کر دے جس سے نتیجہ یہی نکلتا ہو کہ وہ چیز نہیں مل سکتی تو یہ جملہ بولتے ہیں۔

(۱۵۸) اندک اندک ہمی شود بسیار

تھوڑا تھوڑا بہت ہو جاتا ہے۔

(۱۵۹) اندکے جمال بہ از بسیاری مال

تھوڑا سا حسن بہت سی دولت سے اچھا ہے۔

(۱۶۰) آں را کہ بدادند بدادند بدادند ۔ واں را کہ ندادند ندادند ندادند

(کارکنانِ قضا و قدر نے) جس کو دیا دیا دیا ۔ جس کو نہیں دیا نہیں دیا نہیں دیا ۔ یعنی خدا جس کو دیتا ہے دیتا ہی چلا جاتا ہے اور جس کو نہیں دیتا کچھ بھی نہیں دیتا ۔ اس شعر میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں بعض لوگ تو اتنے امیر ہیں کہ اُن کی دولت کی انتہا نہیں اور بعض ایسے مفلس ہیں کہ کوڑی پاس نہیں ۔

(۱۶۱) آں را کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک

جس کا حساب صاف ہے اُس کو جانچ کا کیا خوف

(۱۶۲) آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

جس کو خبر ہوئی اُس کی خبر پھر نہ آئی ۔ یعنی جس کو خدا کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے وہ خود گُم ہو جاتا ہے یعنی اُسے دنیا سے کوئی مطلب نہیں رہتا ۔

(۱۶۳) آں را کہ عقل بیش غم روزگار بیش

جس کے عقل زیادہ ہوتی ہے اُس کو غم بھی زیادہ ہوتا ہے ۔

(۱۶۴) انشاء اللہ

اگر خدا نے چاہا ۔ جب کوئی شخص آئندہ زمانے میں کوئی کام کرنے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے تو یہ فقرہ استعمال کرتا ہے ۔ اس سے اپنی بے بسی کا اظہار مقصود ہوتا ہے ۔ یعنی اگر خدا نے چاہا تو میں ایسا کروں گا یا یہ کام ہوگا ورنہ میں کیا اور میرا ارادہ کیا ۔

(۱۶۵) انشاء اللہ تعالیٰ

اگر خدا کے بزرگ نے چاہا (دیکھو فقرہ ماقبل)

(۱۶۶) انصاف شیوہ ایست کہ بالائے طاعت است

انصاف ایسی روش ہے کہ اس کا مرتبہ عبادت سے بھی بلند ہے -

(۱۶۷) آں صید کہ دیدی بہ کمند تو نیاید

وہ شکار جو تم نے دیکھا تھا تمھاری کمند میں نہ پھنسے گا - یعنی تمھاری فلاں خواہش پوری نہ ہوگی -

(۱۶۸) اُنظر الیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ من قال

یہ دیکھو کہ کیا کہا یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا - یعنی جو بات سنو اسے عقل سے جانچو - اچھی ہو تو مان لو بُری ہو تو نہ مانو اور اس کا ذرا بھی خیال نہ کرو کہ اس بات کا کہنے والا کون ہے -

(۱۶۹) آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

وہ پیالہ ٹوٹ گیا اور وہ ساقی نہ رہا کسی گزشتہ جلسے کی یاد میں یا کسی گزری ہوئی اچھی حالت کا بیان کرتے وقت یہ مصرع اکثر پڑھتے ہیں -

(۱۷۰) آنکس کہ بداند و بداند کہ بداند ٭ اسپ طرب خویش بہ افلاک رساند

وانکس کہ بداند و بداند کہ بداند ٭ او ہم خرک لنگ بہ منزل برساند

وانکس کہ نداند و بداند کہ بداند ٭ در جہل مرکب ابدالدہر بماند

جو شخص جانتا ہے اور جانتا ہے کہ میں نہیں جانتا ہوں وہ اپنا خوشی کا گھوڑا آسمانوں تک پہنچا دیتا ہے - اور جو شخص جانتا ہے اور جانتا ہے

کہ میں جانتا ہوں وہ بھی اپنا لنگڑا گدھا منزل تک پہنچا دیتا ہے۔
اور جو شخص نہیں جانتا ہے اور جانتا ہے کہ میں جانتا ہوں وہ ہمیشہ
جہل مرکب میں مبتلا رہتا ہے۔ یعنی جو عالم اپنے کو جاہل سمجھتا
ہے اس کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ اور جو عالم اپنے کو عالم سمجھتا ہے
وہ بھی خیر غنیمت ہے۔ اور جو جاہل اپنے کو عالم سمجھتا ہے وہ
ہمیشہ اس غلط فہمی میں مبتلا رہتا ہے۔ اُس کو کبھی کچھ نہیں آتا۔

(۱۷۱) آں کہ شیراں را کند روبہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

وہ چیز جو شیروں کو لومڑی کی طرح بزدل بنا دیتی ہے ضرورت ہے
ضرورت ہے ضرورت۔ یعنی غرض یا ضرورت وہ چیز ہے جو بڑے بڑے
سرکشوں اور آن بان والوں کے بل نکال دیتی ہے۔

(۱۷۲) انگشت کاسب کلید روزی است و دست بے ہنر کفچۂ گدائی

محنتی آدمی کی انگلی روزی کی کنجی ہے اور بے ہنر آدمی کا ہاتھ
گدائی کا کفچہ یا بھیک کا ٹھیکرا ہے۔ یعنی جو آدمی محنت کرتا ہے
اُس کے لئے روزی کا دروازہ ہر جگہ کھلا ہوا ہے اور جو شخص
کوئی کام نہیں جانتا اُسے بھیک مانگنا پڑتا ہے۔

(۱۷۳) انگور ز انگور ہمی گیرد رنگ

انگور سے انگور رنگ پکڑتا ہے۔ یعنی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔
خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

(۱۷۴) اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَّات
بیشک اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں (دیکھو ع۹۰)

(۱۷۵) اِنَّمَا الدُّنیا مَتَاعُ الْغُرُور
بیشک دنیا دھوکے کی پونجی ہے۔ یعنی دنیا صرف ایک دھوکا ہے اس کی حقیقت کچھ نہیں ہے۔

(۱۷۶) آوازِ دُہل شنیدن از دور خوش است
ڈھول کی آواز سننا دور ہی سے اچھا ہے۔ جب کسی شخص یا کسی چیز سے بخوبی واقفیت ہو جانے کے بعد یہ حقیقت کھلتی ہے کہ ہم نے اُسے جس درجے کا سمجھا تھا حقیقت میں وہ اُس سے بہت کم ہے یا جب کسی کی شہرت کسی بات میں اصلیت سے زیادہ ہو جاتی ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔ اس فارسی قول کا ترجمہ بھی اُردو میں یوں رائج ہے "دور کے ڈھول سہانے"۔

(۱۷۷) آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدارا
کتوں کے بھونکنے سے فقیر کی روزی کم نہیں ہوتی یعنی لوگ لاکھ رکاوٹیں پیدا کریں جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

(۱۷۸) آوازِ گدا رونقِ بازارِ کریم است
فقیر کی آواز سخی کے بازار کی رونق ہے۔ یعنی اگر فقیر نہ ہوں تو سخی کی سخاوت ظاہر نہ ہو۔

(۱۷۹) او بہ فکرِ عجب و من بہ خیالِ عجبے

وہ عجیب فکر میں ہے اور میں عجیب خیال میں ہوں یعنی ہم کسی
اور تاک میں ہیں اور وہ کسی اور گھات میں ہے۔

(۱۸۰) او خویشتن گم است کرا رہبری کند

وہ خود بھٹکا ہوا ہے کسی کو راستہ کیا بتائے گا۔

(۱۸۱) او سبق ہرگز نگیرد آنکہ بنیادش بد است
تربیت نااہل را چوں گردگاں بر گنبد است

جس کی فطرت خراب ہے وہ کوئی اچھا اثر قبول نہیں کرتا نالائق کو
تعلیم دینا گنبد پر اخروٹ رکھنا ہے۔ یعنی جس طرح گنبد پر اخروٹ
ٹھہر نہیں سکتا اسی طرح نااہل پر تعلیم کا اثر باقی نہیں رہ سکتا۔

(۱۸۲) اوقات مکن ضائع و تنہا بنشیں

اوقات ضائع نہ کر اور تنہا بیٹھ۔ یعنی بیکار باتوں میں وقت ضائع
کرنے سے تنہا بیٹھے رہنا اچھا ہے۔

(۱۸۳) اول ندّاف بودم بعد ازاں گشتم شیخ
غلہ چوں ارزاں شود امسال سید می شوم

میں پہلے دھنا تھا اس کے بعد شیخ ہوا۔ اگر غلہ سستا ہو گیا تو اس
سال سید ہو جاؤں گا۔ جب کوئی ادنیٰ طبقے کا آدمی دولتمند ہو جاتا
ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا شمار عالی خاندان لوگوں میں ہونے لگے

اور وہ خود یا دوسرے لوگ اس کے نام کے ساتھ کوئی اعزازی لفظ مثلاً "شیخ" یا سید وغیرہ لگانے لگتے ہیں تو یہ قول نقل کیا جاتا ہے۔ اکثر اس شعر کا صرف دوسرا مصرع پڑھتے ہیں۔

(۱۸۴) اول اندیشہ وانگہے گفتار

پہلے سوچنا پیچھے کہنا۔ یعنی جو بات کہو سوچ سمجھ کے کہو۔

(۱۸۵) اول بہ آخر نسبتے دارد

اول کو آخر سے کچھ تعلق ہوتا ہے جب کسی کام کا انجام وہی ہوتا ہے جس کی امید اس کے آغاز سے کی گئی تھی تو یہ جملہ بولتے ہیں۔

(۱۸۶) اول خویش بعدہٗ درویش

پہلے خود اس کے بعد فقیر۔ مطلب یہ کہ انسان پہلے اپنی اور اپنوں کی فکر کرتا ہے اس کے بعد غیروں کی۔

(۱۸۷) اول شب می کشد مفلس چراغ خانہ را

غریب آدمی اپنے گھر کا چراغ رات کے ابتدائی حصے ہی میں بجھا دیتا ہے۔

(۱۸۸) اول طعام بعدہٗ کلام

پہلے کھانا پیچھے باتیں۔ بھوک کی حالت میں لوگ یہ فقرہ کہتے ہیں مطلب یہ ہوتا ہے کہ پہلے کھانا کھالیں اس کے بعد باتیں کریں گے۔

(۱۸۹) اہانۃ العبد اہانۃ المولیٰ

غلام کی توہین آقا کی توہین ہے۔

(۱۹۰) آہستہ خرام بلکہ مخرام ✤ زیر قدمت ہزار جان است

آہستہ چل بلکہ بالکل نہ چل۔ تیرے قدم کے نیچے ہزاروں جانیں ہیں۔

(۱۹۱) آہستہ لب بجنباں دیوار گوش دارد

آہستہ ہونٹ ہلاؤ دیوار کے کان ہیں۔ یعنی جو باتیں تم پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو وہ بہت آہستہ کہو ممکن ہے کہ کہیں آڑ میں کوئی چھپا ہوا سُن رہا ہو۔

(۱۹۲) آہن بہ آہن تواں کرد نرم

لوہا لوہے سے نرم کیا جا سکتا ہے۔ یعنی سخت آدمی سخت ہی آدمی سے دبتا ہے۔

(۱۹۳) آہن سرد کوفتن

ٹھنڈا لوہا پیٹنا۔ یعنی ایسی کوشش کرنا جس کا نتیجہ کچھ نہ ہو۔

(۱۹۴) آئینہ بدست زنگی

حبشی کے ہاتھ میں آئینہ۔ جب کسی کو کوئی ایسی چیز مل جائے جس سے اس پر اپنے عیب ظاہر ہو جائیں تو یہ قول ادا کرتے ہیں۔

(۱۹۵) آئینہ داری در مجلس کوراں

اندھوں کی محفل میں آئینہ دکھانا۔ یعنی ایسی جگہ کوئی کمال دکھانا جہاں اُس کا سمجھنے والا اور قدر کرنے والا کوئی نہ ہو۔

(۱۹۶) آئینہ عیب پوشِ سکندر نمی شود

آئینہ سکندر کے عیب نہیں چھپاتا۔ یعنی صاف گو لوگ بڑے بڑوں کے عیب اُن کے منہ پر کہہ دیتے ہیں (دیکھو ۶۹۳)

(۱۹۷) ایاز قدرِ خویش بہ شناس

اے ایاز اپنی قدر پہچان۔ جب کوئی شخص اپنی ہستی کو بھول جاتا ہے یا اپنی حیثیت سے بڑھ کر کوئی بات کہتا ہے تو یہ جملہ بولتے ہیں۔
(ایاز سلطان محمود غزنوی کا سرچڑھا غلام تھا)

(۱۹۸) اے آمدنت باعثِ آبادیِ ما

تمہارا آنا ہمارے یہاں آبادی کا باعث ہے۔ اس مصرع سے مہمان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

(۱۹۹) اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

اے بادِ صبا یہ سب تیرا ہی لایا ہوا ہے۔ جب کسی کی طرف اشارہ کرکے یہ کہنا مقصود ہوتا ہے کہ یہ سارا فساد اس کی ذات کا ہے تو یہ مصرع استعمال کرتے ہیں۔

(۲۰۰) اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

آدمی کی شکل کے شیطان بہت ہیں۔ یعنی ایسے لوگ بہت ہیں جو صورت میں تو انسان ہیں مگر سیرت میں شیطان ہیں۔

(۲۰۱) اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

افسوس کتنی آرزوئیں خاک ہوگئیں۔ یعنی پوری نہ ہوسکیں۔

(۱۰۲) اے بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد

بہت سے خرقے آگ کے مستحق یعنی جلا دینے کے قابل ہوتے ہیں۔ خرقہ درویشوں کی پوشاک ہے۔ مراد یہ ہے کہ بہت سے لوگ صوفیوں اور درویشوں کی پوشاک پہن کر دنیا کو دھوکا دیتے ہیں۔ وہ اپنے کو خدا رسیدہ اور تارک الدنیا ظاہر کرتے ہیں مگر حقیقت میں دنیا داروں سے کہیں بد تر ہوتے ہیں۔

(۱۰۳) اے روشنیِ طبع تو بر من بلا شدی

اے میرے ذہن کی تیزی تو میرے لئے بلا ہوگئی۔ یہ اس وقت کہتے ہیں جب کسی کو اپنی طبیعت کی تیزی سے کوئی تکلیف یا نقصان پہونچ جاتا ہے۔

(۱۰۴) اے زبردست زیر دست آزار، گرم تا کے بماند ایں بازار

اے کمزوروں کو ستانے والے زبردست! یہ بازار کب تک گرم رہیگا؟ مطلب یہ ہے کہ کوئی کتنا ہی طاقت یا اختیار والا کیوں نہ ہو اگر وہ کمزور اور غریبوں کو ستانے پر کمر باندھ لے گا تو کبھی نہ کبھی اس کا زور ضرور ڈھے جائے گا۔

(۱۰۵) اے زر تو خدا نۂ ولیکن بہ خدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

اے دولت تو خدا نہیں ہے مگر خدا کی قسم ستار عیوب (عیبوں کو چھپانے والی) اور قاضی الحاجات (ضرورتوں کو پورا کرنے والی)

ہے۔ ستار عیوب اور قاضی الحاجات خدا کے مخصوص اوصاف ہیں۔

(۲۰۶) اے زفرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

اے فرصت سے بے خبر جو کچھ کرنا ہو جلد کر لے۔

(۲۰۷) اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

اے پھول میں تجھ سے خوش ہوں کیونکہ تجھ سے کسی کی بو آتی ہے۔ یہ مصرع اس وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کسی چیز یا کسی شخص سے اس لئے محبت ہوتی ہے کہ وہ کسی کی یادگار رہے۔

(۲۰۸) ایلچی را چہ زوال

ایلچی کو کیا زوال۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی کے پاس کسی دوسرے کا پیغام لے جاتا ہے اس کو کوئی نقصان نہیں پہونچتا وہ پیغام کتنا ہی بُرا کیوں نہ ہو۔ کیونکہ پیغام کی اچھائی بُرائی کا ذمہ دار تو وہ ہے جس نے پیغام بھیجا نہ کہ وہ جو پیغام لے گیا۔

(۲۰۹) ایلچی را زوال نیست

ایلچی کو زوال نہیں (دیکھو فقرۂ ماقبل)

(۲۱۰) اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

اے بلبل پروانے سے عشق سیکھ کہ وہ جل مرا مگر اُف تک نہ کی۔

(۲۱۱) ایں خانہ تمام آفتاب است

یہ گھر کا گھر آفتاب ہے۔ یعنی فلاں خوبی یا فلاں عیب اس

گدھے کے سب لوگوں میں موجود ہے

(۲۱۲) ایں خیال است و محال است و جنوں

یہ خیال ہے اور محال اور جنون ہے۔ یہ اس وقت کہتے ہیں جب کوئی دور از عقل بات کہتا ہے یا اَن ہونی بات کی اُمید کرتا ہے۔

(۲۱۳) ایں دست را مباد بآں دست احتیاج

خدا نہ کرے کہ یہ ہاتھ اُس ہاتھ کا محتاج ہو یعنی دوسروں کا محتاج ہونا درکنار اگر اپنا ہی ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کا محتاج ہو تو یہ بھی بُرا ہے۔

(۲۱۴) ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

میں یہ دعا کرتا ہوں اور تمام دنیا آمین کہے۔ کوئی دعا کرنے کے بعد یہ مصرع پڑھتے یا لکھتے ہیں۔

(۲۱۵) ایں دفتر بے معنی غرق مئے ناب اولیٰ

اس بے معنی دفتر کو شراب خالص میں ڈبو دینا ہی بہتر ہے۔ یعنی یہ تحریر بالکل لغو و مہمل ہے اس قابل نہیں کہ اس کی طرف ذرا بھی توجہ کی جائے۔

(۲۱۶) ایں را بہ کسے گو کہ ترا نشناسد

یہ بات اُس سے کہہ جو تجھ کو پہچانتا نہ ہو۔ یعنی ہم تم کو خوب جانتے ہیں اور تمہارے فریب میں نہیں آ سکتے۔

(۲۱۷) ایں رسم قدیم است کہ مرغان چمن سیر
حالِ دلِ مرغانِ گرفتار ندانند

یہ پرانا دستور ہے کہ چمن میں سیر کرنے والی چڑیاں قیدی چڑیوں کے دل کا حال نہیں جانتیں۔ یعنی جو آرام سے بسر کرتے ہیں وہ مصیبت زدوں کا حال نہیں جانتے۔

(۲۱۸) ایں رہ کہ تو می روی بہ ترکستان است

جس راستے پر تم جا رہے ہو یہ ترکستان کو جاتا ہے یعنی جو طریقہ تم نے اختیار کیا ہے۔ اس سے تمھارا مقصد حاصل نہ ہوگا۔

(۲۱۹) ایں زرِ قلب بہ ہر کس کہ دہی باز آید

یہ کھوٹا سونا جس کو دو گے واپس کر دے گا۔

(۲۲۰) ایں سعادت بہ زورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جب تک خداوند کریم عطا نہ کرے کوئی خود یہ سعادت حاصل نہیں کر سکتا۔

(۲۲۱) ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

تم نے یہ کام کیا اور مرد یہی کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص کوئی بڑا کام کرتا ہے تو اُس کی تعریف میں اور اگر بُرا کام کرتا ہے تو طنز کے طور پر یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۲۲۲) ایں کہ می بینم بہ بیداریست یا رب یا بخواب

خدا وندا یہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں جاگتے میں دیکھ رہا ہوں
یا سوتے میں اکثر جب کوئی اچھی بات خلاف امید ہو جاتی ہے
تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۲۲۳) ایں گل دیگر شگفت

یہ دوسرا پھول کھلا۔ یعنی فلاں بات تو ہو ہی چکی تھی یہ ایک
نئی بات اور ہو گئی۔

(۲۲۴) ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد

لوگ کہتے ہیں کہ جوان مر گیا یہ بڑا غمناک واقعہ ہے۔ یہ مصرع
کسی جوان آدمی کی موت کی خبر سن کر پڑھتے ہیں۔

(۲۲۵) ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

عاشقی میں جہاں اور غم ہیں وہاں ایک یہ بھی سہی۔ یہ قول ایسے
موقعوں پر نقل کیا جاتا ہے جہاں کچھ مصیبتیں پہلے سے موجود
ہوں اور کوئی تازہ مصیبت اور آ پڑے۔

(۲۲۶) ایں ہم بر سر الم

جہاں اور مصیبتیں تھیں وہاں یہ بھی سہی۔

(۲۲۷) ایں ہم غنیمت است

اتنا بھی غنیمت ہے۔

(۲۲۸) اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

تو نے مجھ کو خوش کیا خدا تجھ کو خوش رکھے۔

(۲۲۹) با ادب باش تا بزرگ شوی

با ادب رہو تاکہ بزرگ ہو جاؤ۔ یعنی تم دوسروں کا ادب کروگے
تو لوگ تمھارا بھی ادب کریں گے۔

(۲۳۰) با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب

با ادب آدمی خوش نصیب ہے اور بے ادب آدمی بدنصیب ہے۔

(۲۳۱) بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

جس شخص کے نصیب کی کملی سیاہ بنی گئی ہے وہ زمزم اور کوثر
کے پانی سے کبھی سفید نہیں ہو سکتی۔ یعنی قسمت کی برائی کوشش
سے دور نہیں ہو سکتی (زمزم مکہ کے ایک چشمے کا نام ہے
جس کا پانی متبرک سمجھا جاتا ہے) کوثر بہشت کی ایک نہر کا نام ہے۔

(۲۳۲) با تنگ ظرفاں نشستن عمر ضائع کردن است

اوچھی طبیعت والوں میں بیٹھنا عمر ضائع کرنا ہے۔

(۲۳۳) با خدا کار است ما را نا خدا در کار نیست

ہم کو خدا سے کام ہے ناخدا کی ضرورت نہیں۔ یعنی ہم کو خدا کے
سوا کسی کی مدد نہیں چاہیئے (ناخدا = ملاح)

(۲۳۴) با درد کسے رسد کہ دردے دارد

ہمدردی وہی کرتا ہے جو خود تکلیف میں ہوتا ہے۔

(۲۳۵) بادُرد کشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

تلچھٹ پینے والوں سے جو اُلجھا وہ گرا۔ رندوں اور آزادوں سے جو اُلجھا ذلیل ہوا۔

(۲۳۶) با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ نرمی (دیکھو ۵۸۵)

(۲۳۷) بادہ نوشیدن و ہشیار نشستن سہل است
گر بدولت برسی مست نگردی مردی

شراب پی کے ہوشیار بیٹھنا تو آسان ہے۔ اگر دولت پا کے ہوش میں رہو تو البتہ مرد ہو (دیکھو ۹۵۴)

(۲۳۸) باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

بارش کی فطری صفائی و پاکیزگی سے کسی کو انکار نہیں ہے لیکن باغ میں لالہ اُگتا ہے اور اُوسر زمین میں گھاس پھوس۔ یعنی جیسی جس کی فطرت ہوتی ہے ویسا ہی اثر وہ ہر بات سے لیتا ہے۔

(۲۳۹) بار ہا گفتہ ام و بار دگر می گویم

بار ہا کہہ چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں۔

(۲۴۰) بارے بہیچ خاطر خود شاد می کنم
خیر۔ کسی طرح اپنے دل کو خوش کر لیتا ہوں۔

(۲۴۱) بازار مصطفےٰ اخریدار خدا
بازار مصطفےٰ کا اور خریدار خدا۔ اردو میں اس فقرے کو اس محل پر نقل کرتے ہیں جب یہ کہنا ہوتا ہے کہ تم فلاں چیز کو لے کر بازار میں جا بیٹھو کوئی نہ کوئی خریدار آ ہی جائے گا۔

(۲۴۲) باز گردد باصل خود ہر چیز
ہر چیز اپنی اصلیت کی طرف پلٹتی ہے۔

(۲۴۳) باز گو از نجد و از یاران نجد
نجد اور نجد والے دوستوں کا ذکر پھر کرو۔ یاران نجد سے کوئی گذری ہوئی صحبت مراد ہوتی ہے (نجد ملک عرب کے اس علاقہ کا نام ہے جس میں مجنوں رہتا تھا)۔

(۲۴۴) بازی بازی باریش بابا ہم بازی
کھیلتا ہے کھیلتا ہے باپ کی ڈاڑھی سے بھی کھیلتا ہے جب کوئی شخص اپنے سے بڑے رتبے والے کے ساتھ تمسخر کرتا ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(۲۴۵) با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ
جس کا دل سیاہ ہو اُس کو نصیحت کرنے سے کیا فائدہ۔ (ایک عام خیال ہے کہ گناہوں کی کثرت سے دل سیاہ ہو جاتا ہے)

(۲۴۶) باقی داستان فردا شب

باقی داستان کل رات کو جب کوئی شخص کسی طولانی قصہ کا
کچھ حصہ دوسرے وقت یا دوسرے دن کے لئے اٹھا رکھتا
ہے تو یہ قول نقل کرتا ہے۔

(۲۴۷) باکہ وفا کرد کہ با ما کند

آپ نے کس کے ساتھ وفا کی ہے کہ ہمارے ساتھ کرے گا۔

(۲۴۸) با گرسنگی قوت پرہیز نماند: افلاس عنان از کف تقوی بستاند

بھوک کے ساتھ پرہیز کی قوت باقی نہیں رہتی۔ افلاس پرہیزگاری
کے ہاتھ سے باگ لے لیتا ہے۔ یعنی مفلسی میں پرہیزگار رہنا اور
گناہ سے بچنا مشکل ہے۔

(۲۴۹) بالاتر از سیاہی رنگ دگر نباشد

سیاہی سے بہتر کوئی اور رنگ نہیں ہے۔

(۲۵۰) باللہ العظیم

قسم ہے خدا کے بزرگ کی۔

(۲۵۱) با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

مسلمان کے ساتھ اللہ اللہ اور برہمن کے ساتھ رام رام۔
یہ مصرع اُن لوگوں کے لئے پڑھا جاتا ہے جن کا طریقہ یہ ہے
کہ جس رنگ کے لوگوں میں بیٹھتے ہیں وہی رنگ خود اختیار کر لیتے ہیں۔
کبھی کبھی اس مصرعے سے بے تعصبی کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

(۲۵۲) باہمیں مرماں بباید ساخت

انھیں لوگوں میں بسر کرنا چاہیے۔ اس کا مطلب اکثر یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ اچھے ہوں یا بُرے گزر انھیں کے ساتھ کرنا ہے۔

(۲۵۳) بایہیچ دلاور سپر تیر قضا نیست

کسی بہادر کے پاس تیر قضا کی سپر نہیں ہے یعنی حکم الٰہی ٹل نہیں سکتا قانون قدرت بدل نہیں سکتا (قضا = حکم خدا یا قانون قدرت)

(۲۵۴) باید متاع نیکو از ہر دکاں کہ باشد

اچھا مال چاہیے کسی دکان کا ہو۔

(۲۵۵) ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

راستے کا فاصلہ دیکھو تو کہاں سے کہاں تک ہے۔ یہ اُس موقع پر بولتے ہیں جب دو چیزوں میں کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی۔

(۲۵۶) بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

مظلوموں کی آہ سے ڈرو کیونکہ جب وہ دعا کرتے ہیں تو قبولیت درگاہ الٰہی سے اس دعا کے استقبال کے لئے آتی ہے۔ یعنی مظلوم کی دعا خدا قبول کر لیتا ہے۔

(۲۵۷) بخت چو برگردد اسپ تازی خر گردد

جب مقدر پلٹ جاتا ہے تو تازی گھوڑا گدھا ہو جاتا ہے۔ یعنی جب کسی کے بُرے دن آتے ہیں تو اچھی چیزیں بھی بُری ہو جاتی ہیں۔

(۲۵۸) بخیل ار بود زاہد بحر و بر ٭ بہشتی نباشد بحکم خبر

کنجوس آدمی اگر خشکی و تری میں یعنی دنیا بھر میں سب سے بڑا زاہد ہو تو بھی حدیث کی رو سے اُس کو بہشت نصیب نہ ہوگی۔

(۲۵۹) بد است مرگ ولے بدتر از گمان تو نیست

موت بُری ہے مگر تیرے گمان سے زیادہ بُری نہیں ہے یعنی تو انتہا درجے کا بدگمان ہے۔

(۲۶۰) بدگہر با کسے وفا نہ کند

بد اصل یعنی کمینہ آدمی کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتا

(۲۶۱) بدنام کنندۂ نکونامے چند

چند نیک ناموں کو بدنام کرنے والا۔ جب کسی اچھے خاندان میں کوئی نالائق پیدا ہو جاتا ہے اور لوگ اُس خاندان کی عظمت کی بنا پر اُسے بھی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو واقف حال لوگ یہ مصرع پڑھتے ہیں اور جب کسی معزز خاندان کے کسی شخص کی عزت یا تعریف اس کے خاندانی اعزاز کی بنا پر کرتے ہیں تو وہ شخص اظہار انکسار کے لئے یہ مصرع پڑھتا ہے۔

(۲۶۲) بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند

لالچ عقلمند کی آنکھ سی دیتا ہے۔ یعنی لالچ میں پڑ کر عقلمند آدمی بھی بُرے بھلے میں تمیز نہیں کر سکتا۔

(۲۶۳) برات عاشقاں برشاخ آہو

عاشقوں کا حصہ ہرن کے سینگ پر۔ مراد یہ ہے کہ عاشقوں
کے مقدر میں محرومی ہے۔

(۲۶۴) براحتے نہ رسید آں کہ محنتے نہ کشید

جس نے تکلیف نہیں اٹھائی وہ راحت تک نہیں پہنچا۔ یعنی
اگر آرام کرنا چاہتے ہو تو محنت کرو۔

(۲۶۵) براہ او چہ در بازیم نے دینے نہ دنیا سے
دلے داریم واندوہے سرے داریم و سودائے

میں اس کی راہ میں کیا لٹاؤں نہ دین ہے نہ دنیا ہے۔ ایک
دل ہے اور اندوہ ہے ایک سر ہے اور سودا ہے۔

(۲۶۶) برایں زیستم ہم برایں بگزرم

میں اسی پر زندہ رہا اور اسی پر مروں گا۔ یعنی میرا خیال
عقیدہ یا شیوہ تمام عمر یہی رہا اور مرتے دم تک یہی رہیگا۔

(۲۶۷) برایں عقل و دانش بباید گریست

اس عقل اور اس سمجھ پر رونا چاہیئے۔ جب کسی سے کوئی بیوقوفی
سرزد ہوتی ہے تو یہ مصرع پڑھ دیتے ہیں۔

(۲۶۸) برایں مژدہ گر جاں فشانم رواست

اگر اس خوشخبری پر میں اپنی جان نثار کر دوں تو مناسب ہے۔
کوئی بڑی اچھی خبر سن کر یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۲۶۹) برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر

رکھ چھوڑنے کے لئے کیا پتھر کیا سونا - یعنی روپیہ اگر صرف کیا جائے تو اس سے ہر طرح کے عیش اور فائدے اٹھائے جا سکتے ہیں - اور اگر جمع رکھا جائے تو بالکل بے کار ہے - اس حالت میں اشرفیوں کا انبار اور کنکر پتھر کا ڈھیر برابر ہے -

(۲۷۰) برخیز و عزم جزم بہ کار صواب کن

اٹھ اور نیک کام کا پختہ ارادہ کر

(۲۷۱) بر رسولاں بلاغ باشد و بس

ایلچیوں کا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے - اس مصرع سے اکثر یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہم نیک صلاح دے کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے اب ماننا نہ ماننا آپ کے اختیار میں ہے -

(۲۷۲) بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر + ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

زبان پر خدا کی تعریف اور دل میں بیل گدھا - اس طرح خدا کی تعریف کرنے کا کیا اثر ہو سکتا ہے - مطلب یہ ہے کہ صرف زبان سے خدا کی حمد کرنا کافی نہیں ہے دل کو بھی خدا کی طرف متوجہ کرنا چاہئے - زیادہ تر اس شعر کا صرف پہلا مصرع نقل کرتے ہیں -

(۲۷۳) بہر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد

آدم زاد کے سر پر جو مصیبت پڑتی ہے وہ آخر گذر جاتی ہے - یعنی کوئی مصیبت ایسی نہیں جو ہمیشہ باقی رہے -

(۲۷۴) بر صراطِ مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

اے دل سیدھے راستے پر کوئی گمراہ نہیں ہوتا۔ یعنی جو سیدھی راہ چلتا ہے وہ راستہ نہیں بھولتا۔ منزل پر ضرور پہنچ جاتا ہے۔ جو حصولِ مقصد کے صحیح ذریعے اختیار کرتا ہے وہ ضرور کامیاب ہوتا ہے۔

(۲۷۵) برعکس نہند نام زنگی کافور

لوگ کیا الٹی بات کرتے ہیں کہ حبشی کا نام کافور رکھتے ہیں حبشی بالکل سیاہ ہوتا ہے اور کافور بالکل سفید۔ یہ مصرع اس محل پر لاتے ہیں جب کسی کی طرف ایسے اوصاف منسوب کئے جائیں جن کے برعکس صفتیں اس میں موجود ہوں۔

(۲۷۶) بر کریماں کار ہا دشوار نیست

اہلِ کرم کے نزدیک بڑے بڑے کام بھی مشکل نہیں۔ اس مصرع سے مراد یہ ہوتی ہے کہ کرم والوں کے لئے دوسروں کی مشکل آسان کر دینا کوئی بڑی بات نہیں۔

(۲۷۷) برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

عقلمندوں کی نگاہ میں سبز درختوں کا ہر پتا خدا کی معرفت کے دفتر کا ایک ورق ہے۔ یعنی عقلمند آدمی دنیا کی ذرا ذرا سی چیز سے خدا کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں۔

(۲۷۸) برگ سبز است تحفۂ درویش

سبز پتی فقیر کا تحفہ ہے۔ اکثر پان دیتے وقت یہ مصرع پڑھتے ہیں منشا یہ ہوتا ہے کہ ہم اور کس قابل ہیں ہمارے پاس جو حقیر ہدیہ موجود ہے وہ حاضر ہے۔

(۲۷۹) بر مخنث سلاح جنگ چہ سود

ہیجڑے کو جنگ کے ہتھیار لگانے سے کیا فائدہ (اس کے دل میں بہادری تو پیدا ہو ہی نہیں سکتی)

(۲۸۰) بر مزار ما غریباں نے چراغے نے گلے
نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے
(سرآید)

ہم غریبوں کی قبر پر نہ کوئی چراغ ہے نہ کوئی پھول ہے نہ یہاں پروانے کا پر جلتا ہے نہ بلبل کی آواز آتی ہے اس شعر سے کسی قبر کی بیکسی دکھاتے ہیں (کہتے ہیں کہ یہ شعر زیب النسا نے اپنی قبر پر لکھوایا تھا)

(۲۸۱) بر من منگر بر کرم خویش نگر

مجھ کو نہ دیکھ اپنے کرم کو دیکھ۔ یعنی تو اس بات پر غور نہ کر کہ میں کرم کا مستحق ہوں یا نہیں بلکہ یہ خیال کر کہ تو اتنا بڑا کریم ہے ایک میں ہی تیرے کرم سے کیوں محروم رہ جاؤں۔ جب کسی کے سامنے کوئی عرض پیش کی جاتی ہے اور یہ بھی کہنا مقصود ہوتا ہے کہ میں حقیقتاً کسی مہربانی کا مستحق نہیں ہوں تو یہ مصرع استعمال کیا جاتا ہے۔

(۲۸۲) برو این دام بر مرغ دگر نہ ÷ کہ عنقا را بلند است آشیانہ

جا یہ جال کسی دوسری چڑیا کے لئے لگا کہ عنقا کا آشیانہ بہت اونچا ہے (وہ اس جال میں پھنس نہیں سکتا) مطلب یہ کہ جاؤ یہ چال کسی اور سے چلو میں تمہارے فریب میں نہیں آسکتا۔

(۲۸۳) بر ہمانیم کہ ہستیم و ہماں خواہد بود

ہم اسی بات پر قائم ہیں جس پر ہیں اور یہی ہوگا۔ یعنی ہماری جو نیت تھی وہی ہے اور وہی رہیگی۔

(۲۸۴) بزرگاں خردہ بر خرداں نگیرند

بڑے اپنے چھوٹوں پر نکتہ چینی نہیں کیا کرتے ہیں۔

(۲۸۵) بزرگش نخوانند اہل خرد ÷ کہ نام بزرگاں بزشتی برد

جو شخص بزرگوں کا نام بری طرح لیتا ہے اس کو عقلمند لوگ بزرگ نہیں سمجھتے ہیں۔

(۲۸۶) بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال

بزرگی عقل سے ہے نہ کہ سن سے۔ یعنی بزرگ وہ ہے جو عقلمند زیادہ ہو نہ کہ وہ جس کی عمر زیادہ ہو۔

(۲۸۷) بسفر رفتنت مبارک باد ÷ بسلامت روی و باز آئی

تم کو سفر کرنا مبارک ہو سلامتی کے ساتھ جاؤ اور واپس آؤ۔ جب کوئی عزیز یا دوست سفر کرنے لگتا ہے۔ تو یہ شعر یا اس کا کوئی مصرع پڑھتے ہیں۔

(۲۸۸) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
رحیم اور بخشش کرنے والے خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)
مسلمان لوگ اسی قسم کا کام کے شروع کرتے وقت یہ جملہ کہتے ہیں۔

(۲۸۹) بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است
عقل حیرت کے مارے جل گئی کہ یہ کیا عجیب بات ہے۔ کوئی
حیرت خیز بات دیکھ کر یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۲۹۰) بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے
ایک ناتجربہ کار آدمی کو تجربہ کار بننے کے لئے بہت سفر کرنا چاہئے۔

(۲۹۱) بشہر خویش ہر کس شہریار است
اپنے شہر میں ہر شخص بادشاہ ہے۔ اردو میں ایک مثل ہے
"اپنے دروازے پر کتا شیر ہوتا ہے"

(۲۹۲) بعد از خرابی بصرہ
بصرہ کی تباہی کے بعد جب کوئی کام بہت خرابیوں کے بعد
انجام پاتا ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(۲۹۳) بقدرِ مال باشد سرگرانی
جتنی دولت ہوتی ہے اتنی ہی فکر ہوتی ہے۔

(۲۹۴) بقدرِ ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را
دویدن رفتن استادن نشستن خفتن و مردن
جتنا سکون زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی آرام زیادہ ملتا ہے۔ دوڑنے

چلنے پھرنے کھڑے رہنے - بیٹھنے - سونے اور مرنے کے فرق کو دیکھو۔

(۲۹۵) بقول شخصے

کسی شخص کے قول کے مطابق جب کسی دوسرے آدمی کا قول
نقل کرتے ہیں تو یہ فقرہ لاتے ہیں۔

(۲۹۶) بقیۃ السیف

تلوار سے بچے ہوئے کسی شکست کھائی ہوئی فوج کے جتنے سپاہی
زندہ بچ جاتے ہیں وہ "بقیۃ السیف" کہلاتے ہیں۔

(۲۹۷) بگفتن آتش دہن نہ سوزد

آگ کہنے سے منہ نہیں جلتا - یعنی مضرت رساں چیز کا نام لینے
سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

(۲۹۸) بلائے طویلہ بر سر میموں

طویلے کی بلا بندر کے سر - اسی محل کے لئے اُردو کی ایک مثل ہے
"کرے داڑھی والا پکڑا جائے مونچھوں والا"

(۲۹۹) بلبلا مژدہ بہار بیار۔ خبر بد بہ بوم شوم گزار

اے بلبل بہار کی خوشخبری لا - بری خبر منحوس اُلو کے لئے چھوڑ دے
نوٹ - اُلو کا بولنا کسی بری خبر کا پیش خیمہ سمجھا جاتا ہے۔

(۳۰۰) بلقمان حکمت آموزی چہ حاجت

لقمان کو حکمت سکھانے کی کیا ضرورت - پڑھے ہوئے کو پڑھانے
اور سیکھے ہوئے کو سکھانے کی کوئی ضرورت نہیں - یہ مصرع اکثر

اس معنی میں نقل کرتے ہیں کہ "آپ خود سمجھدار ہیں آپ کو سمجھانے کی ضرورت نہیں"

(۳۰۱) بلے خود کردہ را درماں نباشد

ہاں اپنے کیئے کا کوئی علاج نہیں۔

(۳۰۲) بلے کے کارگر باشد سنانِ خار بر خارا

ہاں کانٹے کی نوک پتھر پر کب اثر کرتی ہے۔ یعنی جن لوگوں میں اثر قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ان پر تعلیم یا نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔

(۳۰۳) بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

ہاں میوے سے میوہ رنگ پکڑتا ہے۔ یعنی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

(۳۰۴) بمرگش بگیر تا بہ تپ راضی شود

اُسے موت کی دھمکی دو تاکہ بخار پر راضی ہو جائے یعنی اگر کسی کو کسی مشکل بات پر راضی کرتا ہو تو اس سے زیادہ دشوار بات پر اُسے مجبور کرو اس طرح پہلی بات مشکل نہ معلوم ہوگی اور وہ آسانی سے اس پر آمادہ ہو جائے گا۔

(۳۰۵) بمطلب می رسد جویائے کام آہستہ آہستہ
ز دریا می کشد صیاد دام آہستہ آہستہ

جو شخص کسی مقصد کی جستجو میں ہوتا ہے وہ آہستہ آہستہ اپنی مراد کو

پہنچتا ہے۔ اہی گیر دریا سے جال آہستہ آہستہ کھینچتا ہے۔ یعنی صبر و استقلال کے ساتھ کوشش کرنے سے آدمی رفتہ رفتہ اپنا مقصد حاصل کر لیتا ہے اور جلدی کرنے سے کام بگڑ جاتا ہے۔

(۳۰۶) بندگی باید پیمبر زادگی در کار نیست

بندگی چاہیئے پیمبرزادگی کی ضرورت نہیں یعنی ہمیں کام کا آدمی چاہیئے ہم کو اس کے عالی خاندان ہونے سے کچھ سروکار نہیں۔

(۳۰۷) بندگی بیچارگی

نوکری بیچارگی ہے۔ یعنی مجبوری اور بے اختیاری نوکری کا لازمہ ہیں۔

(۳۰۸) بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اے جامی تو عشق کا بندہ ہو گیا ہے اب اپنے نسب کو بھول جا کیونکہ اس راہ میں فلاں ابن فلاں ہونا کچھ وقعت نہیں رکھتا یعنی عشق کی دنیا میں وضیع و شریف امیر و غریب سب ایک ہیں۔

(۳۰۹) بنگر کہ چہ میگوید و منگر کہ کہ می گوید

یہ دیکھو کہ کیا کہتا ہے یہ نہ دیکھو کہ کون کہتا ہے۔ یعنی تم سے جو بات کہی جائے اسے عقل سے جانچو کہ وہ اچھی ہے یا بری۔ اگر اچھی ہو تو مان لو چاہے کسی چھوٹے سے چھوٹے یا جاہل سے جاہل نے کہی ہو اور اگر بری ہو تو ہرگز نہ مانو چاہے کسی بڑے سے بڑے یا عالم سے عالم نے کہی ہو یہ مصرع ایک عربی قول کا ترجمہ ہے (دیکھو ۱۶۸)

(۳۱۰) بہ نیم بیضہ کہ سلطاں ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

اگر بادشاہ آدھے انڈے کے لئے ظلم جائز رکھے تو اس کے لشکر والے ہزار چڑیاں بھون کر کھا جائیں یعنی بادشاہ کو چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی عدل و انصاف کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ اس لئے کہ اگر وہ ذرا سا ظلم بھی روا رکھے گا تو اس کے ماتحت اعمال بہت ظلم کرنے لگیں گے۔

(۳۱۱) بود ہم پیشہ با ہم پیشہ دشمن

ایک ہی پیشہ کے لوگ ایک دوسرے کے دشمن ہوتے ہیں۔

(۳۱۲) بوسہ بہ پیغام راست نیاید

پیغام سے بوسہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ کچھ کام ایسے ہیں جو اصالتاً ہی کئے جا سکتے ہیں۔

(۳۱۳) بوقت تنگ دستی آشنا بیگانہ می گردد
صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد

مفلسی کے زمانے میں دوست غیر ہو جاتے ہیں۔ جب صراحی خالی ہو جاتی ہے تو پیمانہ الگ ہو جاتا ہے۔ دوسرا مصرع صرف مثال کے طور پر ہے۔

(۳۱۴) بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

چاہے جس رنگ کا لباس پہن لے میں تیرے قد کے انداز کو پہچانتا ہوں یعنی لباس کا رنگ بدل دینے سے تو مجھ سے نہیں چھپ سکتا جب

کوئی شخص فریب سے یا کسی دوسرے کے نام سے کوئی کام کرنا چاہتا ہے اور کسی پر حقیقت کھل جاتی ہے تو وہ یہ شعر پڑھتا ہے۔

(۳۱۵) بہر زمیں کہ رسیدیم آسماں پیدا است

ہم جس سرزمین پر پہنچے وہاں آسمان کو موجود پایا۔ آسمان مصیبتوں اور تکلیفوں کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ لہذا اس مصرع کا مفہوم یہ ہوا کہ ہم جہاں کہیں گئے وہیں مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

(۳۱۶) بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ✽ اگر خارے بود گلدستہ گردد

جس کام کے لئے ہمت باندھ لی جائے تو اگر کانٹا ہو تو گلدستہ ہو جاتا ہے۔ یعنی ہمت باندھ لینے سے ہر مشکل اور تکلیف دہ کام آسان اور خوشگوار ہو جاتا ہے۔

(۳۱۷) بہر یک گل منت صد خار می باید کشید

ایک پھول کے لئے سو کانٹوں کا احسان اٹھانا پڑتا ہے یعنی ایک خواہش پوری کرنے کے لئے سیکڑوں باتیں اپنی خواہش کے خلاف کرنا پڑتی ہیں اور ایک مقصد حاصل کرنے میں سیکڑوں دقتیں پیش آتی ہیں۔

(۳۱۸) بہشت آنجا کہ آزارے نہ باشد ✽ کسے را با کسے کارے نہ باشد

بہشت وہیں ہے جہاں کوئی تکلیف نہ ہو اور کسی کو کسی سے سروکار

(۳۱۹) بہنگام سختی مشو ناامید ✽ کہ ابر سیہ بارد آب سپید

سختی کے وقت ناامید نہ ہو۔ کالا بادل سفید پانی برساتا ہے۔

یعنی بعض اوقات نتیجہ ظاہری حالات کے خلاف نکلتا ہے
اس لئے کسی حال میں ناامید نہ ہونا چاہئے۔

(۳۳۰) بے ادب پا منہ ایں جا کہ عجب درگاہ است
سجدہ گاہِ ملک و روضۂ شاہنشاہ است

اس جگہ بے ادبی سے قدم نہ رکھ یہ عجب درگاہ ہے یہ فرشتوں
کے سجدہ کرنے کی جگہ اور ایک شاہنشاہ کا روضہ ہے۔

(۳۳۱) بے ریاضت نتواں شہرۂ آفاق شدن

بغیر محنت کے دنیا بھر میں مشہور ہو جانا ممکن نہیں۔

(۳۳۲) بے زر بے پر

مفلس آدمی مجبور ہوتا ہے۔

(۳۳۳) بے زری کرد بمن آنچہ بہ قاروں زر کرد

میرے ساتھ مفلسی نے وہ کیا جو قارون کے ساتھ دولت
نے کیا تھا (دیکھو ۵۲۶)

(۳۳۴) یک بینی و دو گوش

ایک ناک اور دو کانوں کے ساتھ۔ جب کوئی کہیں خالی
ہاتھ جاتا ہے یا اس کے ساتھ کچھ اسباب نہیں ہوتا تو وہ
اس قول کا مصداق ٹھہرتا ہے۔ یعنی وہ اپنے ساتھ اگر کچھ
لایا ہے تو بس ایک ناک اور دو کان۔

(۳۲۵) بیک کرشمہ دو کار

ایک کرشمے سے دو کام " ایک پنتھ دو کاج "۔

(۳۲۶) بیّنوا توجروا

بیان کیجیے آپ کو اجر ملیگا۔ جب کسی عالمِ دین سے کوئی دینی مسئلہ دریافت کرتے ہیں تو سوال کے آخر میں یہ جملہ لکھ دیا کرتے ہیں مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر آپ اس مسئلہ کو بیان کرینگے تو خدا آپ کو اس کا اجر دیگا (اس جملہ میں دو الفاظ ہیں مگر وہ تلفظ میں نہیں آتے)

(۳۲۷) پا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے

پیر دوسرے کے ہاتھ میں اور ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں۔ یہ فقرہ اکثر اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب یہ کہنا مقصود ہوتا ہے کہ فلاں شخص اس طرح نکالا گیا کہ پیر کسی نے پکڑے اور ہاتھ کسی نے یعنی بہت بری طرح نہایت ذلت کے ساتھ۔

(۳۲۸) پاجی بہ طوافِ کعبہ حاجی نشود

پاجی آدمی کعبہ کے گرد پھرنے سے حاجی نہیں ہو جاتا یعنی عبادت کے ظاہری ارکان بجا لانے سے کسی بد نفس آدمی کی طبیعت نہیں بدل جاتی۔

(۳۲۹) پاک باش بے باک باش

پاک رہ بیباک رہ۔ یعنی اگر تو نے کوئی برائی نہیں کی تو تجھکو کسی قسم کا خوف نہ کرنا چاہیئے۔

(۳۳۰) پائے در زنجیر پیش دوستاں
بہ کہ با بیگانگان در بوستاں

پیر میں زنجیر پہن کر یعنی قید ہو کر دوستوں میں رہنا اجنبی لوگوں کے ساتھ باغ کی سیر کرنے سے بہتر ہے۔

(۳۳۱) پائے گدا لنگ نیست ملک خدا تنگ نیست

میرے پانوں میں لنگ نہیں ہے اور خدا کا ملک تنگ نہیں ہے۔
اس سے اکثر یہ مطلب ہوتا ہے کہ میری روزی کا صرف یہی موجود ذریعہ نہیں ہے جہاں کہیں چلا جاؤنگا اور محنت مشقت کرونگا وہیں گذر ہو جائے گی۔ اُردو میں ایک مثل ہے ایک در بند ہزار در کھلے۔

(۳۳۲) پدرم سلطاں بود

میرا باپ بادشاہ تھا۔ جب کوئی اپنے خاندان یا اپنی قوم کی گذشتہ عظمت پر فخر کرتا ہے تو یہ فقرہ استعمال کرتے ہیں۔

(۳۳۳) پراگندہ روزی پراگندہ دل

جس شخص کا کوئی مستقل ذریعہ معاش نہیں ہوتا اس کا دل پریشان رہتا ہے۔

(۳۳۴) پرتوِ نیکاں نہ گیرد ہر کہ بنیادش بد است
تربیت نا اہل را چوں گردگاں برگنبد است

جس کی فطرت بری ہوتی ہے وہ اچھوں کا اثر قبول نہیں کرتا۔

نااہل کی تربیت ایسی ہے جیسے گنبد پر اخروٹ جس طرح گنبد پہ
اخروٹ ٹھہر نہیں سکتے اسی طرح نااہل پر تربیت کا اثر باقی نہیں رہ سکتا۔

(۳۳۵) پرستار زادہ نیاید بکار + اگرچہ بود زادۂ شہریار

لونڈی بچہ کام نہیں آتا چاہے وہ بادشاہ سے پیدا ہوا ہو۔

(۳۳۶) پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ بورانی ست بادنجان و بادنجان بورانی

تیس برس کے بعد خاقانی کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ بورانی بادنجان
ہے اور بادنجان بورانی ہے جب کوئی شخص کوئی بات جانتا ہو
مگر اس کی خبر اسے نہ ہو اور ایک مدت کے بعد اسے معلوم ہو کہ
میں اس بات کو جانتا تھا تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔

بورانی = ایک طرح کا کھانا جو بینگن دہی اور مسالوں سے بنتا ہے۔
بادنجان = بینگن۔
خاقانی = ایران کا ایک مشہور شاعر۔

(۳۳۷) پس خوردۂ سگ سگ را شاید

کتے کا جھوٹا کتے ہی کو چاہیئے یعنی جو چیز کسی ذلیل آدمی کے
تصرف میں آچکی ہو وہ اس قابل نہیں رہتی کہ کوئی معزز آدمی
اسے اپنے تصرف میں لائے۔

(۳۳۸) پسر کہ بد گہر افتد پدر چہ کار کند

لڑکا نالائق نکل جائے تو باپ کیا کرے۔ یعنی جب لڑکا نالائق ہوتا ہے

تو باپ کے بنائے کچھ نہیں بنتی۔

(۳۳۹) پسر نوح با بدان بنشست ٭ خاندان نبوتش گم شد

سگ اصحاب کہف روزے چند ٭ پے نیکاں گرفت مردم شد

حضرت نوح کا بیٹا بروں کے ساتھ بیٹھا اس کا خاندان نبوت گم ہو گیا
اصحاب کہف کا کتا چند روز نیکوں کے پیچھے چلا اور آدمی ہو گیا۔

یعنی جیسی جس کی صحبت ہوتی ہے ویسا ہی وہ خود بھی ہو جاتا ہے۔

(۳۴۰) پسر نوح = حضرت نوح ایک نبی تھے۔ اُن کا بیٹا اُن کی نبوت پر ایمان نہیں لایا اور کفار سے مل گیا۔ جب حضرت نوح نے اپنی امت کی بداعمالیوں سے تنگ آکر بددعا کی اور قہر الٰہی طوفان کی شکل میں نازل ہوا تو انھوں نے اپنے بیٹے کو اپنی کشتی پر بٹھانا چاہا مگر وہ ان کے مرتبہ کا قائل نہ تھا اُسے یقین نہ ہوا کہ یہ معمولی سی کشتی طوفان کا مقابلہ کر سکیگی اس لئے اُس نے منظور نہ کیا اور کہا کہ میں فلاں پہاڑی پر چڑھ جاؤنگا اور طوفان سے محفوظ رہونگا۔ مگر طوفان اتنا بڑھا اور پانی اتنا چڑھا کہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی اونچا ہو گیا اور اُن چند خوش اعمالوں کے سوا جو حضرت نوح کی کشتی پر سوار تھے ساری دنیا غرق ہو گئی۔

اصحاب کہف = غار والے لوگ۔ دقیانوس بادشاہ کے ظلم سے تنگ آکر سات حق پرست آدمی ایک غار میں چھپ رہے تھے۔ ایک کتا بھی ان کی رفاقت میں ان کے ساتھ اسی غار میں جا چھپا تھا۔

ان سب پر ایک ایسی نیند غالب کر دی کہ یہ تین سو برس تک سوتے رہے۔ اتنی مدت کے بعد ایک دفعہ جاگے اور پھر سو گئے۔ اب قیامت کے دن اٹھینگے۔ یہی لوگ اصحاب کہف کہلاتے ہیں۔

(۳۴۱) پس ماندۂ گاو را خر باید داد

بیل کا جھوٹا گدھے کو دینا چاہیئے۔ یعنی جس چیز پر کوئی ذلیل آدمی تصرف کر چکا ہو وہ اسی قابل ہے کہ اس سے زیادہ ذلیل آدمی کو دی جائے۔

(۳۴۲) پشہ چو پُر شد بزند پیل را

جب بہت سے مچھر جمع ہو جاتے ہیں تو ہاتھی کو گرا دیتے ہیں۔ یعنی جب بہت سے کمزور آدمی متفق ہو جاتے ہیں تو بڑے سے بڑے شہ زور پر غالب آ جاتے ہیں۔

(۳۴۳) پنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد
بر گردن او بماند و بر ما بگذشت

ظالم سمجھا کہ اس نے مجھ پر جفا کی لیکن مجھ پر سے تو وہ گزر گئی البتہ اسکی گردن پر ایک وبال باقی رہ گیا۔

(۳۴۴) پند پدر نافع نشد رسوائے مادرزاد را

پیدائشی بدنام کو باپ کی نصیحت روک نہ سکی یعنی بعض لوگ ایسی بری عادتیں ساتھ لے کر پیدا ہوتے ہیں کہ ان پر بزرگوں کی نصیحت کچھ اثر نہیں کرتی اور وہ رسوا اور بدنام ہو کر رہتے ہیں۔

(۳۴۴) پیراں نمی پرند مریداں می پرانند

پیر نہیں اُڑتے مرید اُن کو اُڑاتے ہیں۔ یہ جملہ اُس موقع پر استعمال کرتے ہیں جب کوئی شخص خود کسی کمال کا دعویٰ نہ کرے مگر اس کے ماننے والے یا طرفدار اُس کی شہرت کی غرض سے کسی کمال کو اُس کی طرف منسوب کریں۔

(۳۴۵) پیر شو و بیاموز

بڈھا ہو اور سیکھ۔ یعنی تمھارا سن کتنا ہی آگیا ہو کسی سے کچھ سیکھنا تمھارے لئے عیب نہیں ہے۔ تمھیں بڑھاپے میں بھی سیکھنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

(۳۴۶) پیر من خس است اعتقاد من بس است

میرا پیر تو گھاس پھوس ہے (یعنی بالکل بے حقیقت ہے) میرا اعتقاد کافی ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص دل سے کسی کو باکمال یا صاحب کرامات ماننے لگے تو وہ اس کو ایسا ہی معلوم ہوگا چاہے حقیقت میں ایسا نہ ہو۔

(۳۴۷) پیر من ہرچہ کند عین عنایت باشد

میرا پیر جو کچھ کرے وہ اس کی عین عنایت ہے۔

(۳۴۸) پیر نابالغ

نابالغ بڈھا۔ جو لوگ بوڑھے ہو کر بچے بنتے ہیں یا بچوں کی طرح بے عقلی کی باتیں کرتے ہیں اُن کو "پیر نابالغ" کہتے ہیں۔

(۲۴۹) پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است

جو بڈھا عشق کا دم بھرتا ہے وہ بہت غنیمت ہے۔

(۲۵۰) پیری و صد عیب چنیں گفتہ اند

لوگوں نے کہا ہے کہ ایک بڈھاپا اور سو عیب۔ اکثر صرف اتنا ہی کہتے ہیں "پیری و صد عیب"

(۲۵۱) پیش از مرگ واویلا

مرنے سے پہلے واویلا۔ یعنی کسی مصیبت کے آنے سے پہلے ہی اس سے اثر لینا۔ یا کسی واقعہ کے وقوع سے پہلے ہی اس کے متعلق غوغا مچانا۔

(۲۵۲) پیش از من و تو لیل و نہارے بودہ است

مجھ سے اور تجھ سے پہلے کئی دن رات گزر چکے ہیں جب کوئی شخص کسی بات پر بہت اتراتا ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں مطلب یہ ہوتا ہے کہ دنیا بہت پرانی ہے اس میں نہ معلوم کیسے کیسے لوگ گزر چکے ہیں۔

(۲۵۳) پیش ازیں من ہم دریں باغ آشیانے داشتم

اس سے پہلے میرا بھی اس باغ میں آشیانہ تھا۔ یعنی فلاں مقام سے اب تو ہم کو کوئی تعلق نہیں رہا مگر کبھی تھا۔

(۲۵۴) پیش پا افتادہ

پاؤں کے آگے پڑا ہوا۔ جو بات یا مضمون بالکل سامنے کا ہوتا ہے

یعنی جس کے لئے زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہیں ہوتی
اُسے "پیش پا اُفتادہ" کہتے ہیں۔

(۲۵۵) پیش طبیب مرو پیش کار آزمودہ برو
حکیم کے پاس نہ جاؤ تجربہ کار کے پاس جاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ جو
شخص کسی بات کا صرف علم رکھتا ہے اس سے زیادہ اس شخص کی رائے
صائب ہوگی جو اس چیز کا تجربہ رکھتا ہے۔

(۲۵۶) پیش کسے رو کہ طلبگار تست
ناز برآں کن کہ خریدار تست
اس کے پاس جا جو تیرا طلبگار ہے اور اس سے ناز کر جو تیرا خریدار
ہے۔ یعنی کسی کے ناز وہی اُٹھا سکتا ہے جس کے دل میں اُن کی
محبت یا عزت ہو۔ اکثر اس شعر کا صرف دوسرا مصرع نقل کرتے ہیں۔

(۲۵۷) پیش مرداں چہ گنہ ہم چہ ثواب
مردوں کے آگے کیا گناہ کیا ثواب۔ جو اللہ والے لوگ لذتوں
کی طرف توجہ نہیں کرتے اُن کو تو کیا، کھا لیا جو ملا پہن لیا۔

(۲۵۸) پیش مُلا شاعر، پیش شاعر مُلا، پیش ہیچ ہر دو پیش ہر دو ہیچ
شاعر کے سامنے مُلا، مُلا کے سامنے شاعر، جو کچھ نہ ہو اس کے سامنے
دونوں اور دونوں کے سامنے کچھ نہیں۔ اس سے وہ لوگ مراد ہیں
جو حقیقت میں کسی طرح کی قابلیت نہیں رکھتے مگر ناواقفوں کے
سامنے قابلیت کا اظہار کرتے ہیں۔

(۳۵۹) پیل در گل ماندہ را سہ پیل باید تا کشد
کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہاتھی کو نکالنے کے لئے تین ہاتھی چاہئیے۔ یعنی مصیبت میں کسی بڑے آدمی کی مدد کرنا بھی بڑے ہی آدمیوں کا کام ہے۔

(۳۶۰) تا ببینیم کہ از غیب چہ آید بیروں
دیکھیں غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

(۳۶۱) تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود
جب تک عراق سے تریاق لایا جائے سانپ کا کاٹا مر جائے گا۔
جب کسی امر کے لئے کسی فوری تدبیر کی ضرورت ہو اور کوئی شخص ایسی تدبیر بتائے جس میں بہت دیر لگے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(۳۶۲) تا تو بہ من می رسی من بہ خدا می رسم
جب تک تم میرے پاس پہونچو گے میں خدا کے پاس پہنچ جاؤنگا۔
جب کسی کام میں بہت دیر ہونے کا احتمال ہوتا ہے یا جب بعد از وقت کسی کامیابی کا خیال ہوتا ہے تو یہ جملہ پڑھتے ہیں

(۳۶۳) تا خدا ندہد سلیمان کے دہد
جب تک خدا نہیں دیتا سلیمان کب دیتا ہے۔ یعنی اصل میں دینے والا صرف خدا ہے۔ جب وہ دلواتا ہے تبھی ہی کوئی دیتا ہے۔

(۳۶۴) تا در میانہ خواستۂ کردگار چیست
دیکھنا چاہئیے کہ اس معاملہ میں خدا کو کیا منظور ہے۔ جب کسی کام کا

انجام سمجھ میں نہیں آتا یا جب کوئی تدبیر شروع کرتے ہیں تو یہ
مصرع پڑھتے ہیں مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی سعی کرتے ہیں نہیں
خدا کو کیا منظور ہے۔

(۳۶۵) تا ریشہ در آب است امید ثمرے ہست
جب تک جڑ پانی میں ہے پھل کی امید ہے جب تک کامیابی
کا کچھ بھی امکان ہو تب تک نا امید نہ ہونا چاہیئے۔

(۳۶۶) تا سال دگر کہ خورد زندہ کہ ماند
اگلے سال تک کون جیتا ہے اور کون شراب پیتا ہے یعنی موجودہ
زمانے کو غنیمت سمجھو اور خوب لطف اٹھاؤ زندگی کا کچھ اعتبار
نہیں ہے۔

(۳۶۷) تا شب نہ روی روز بہ جائے نہ رسی
اگر رات کو نہ چلو گے تو دن کو کہیں نہ پہونچو گے۔ یعنی بغیر محنت
کئے ہوئے کوئی مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

(۳۶۸) تا که احمق باقی است اندر جہاں
مرد عاقل کے شود محتاج ناں
دنیا میں جب تک احمق باقی ہیں عقلمند لوگ روٹی کو محتاج نہ رہینگے
یہاں احمق سے دولتمند احمق مراد ہیں۔

(۳۶۹) تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد
جب تک آدمی بات نہیں کرتا اس کے عیب اور ہنر چھپے رہتے ہیں۔

(۳۷۰) تا نباشد چیزکے مردم نہ گویند چیزہا

جب تک کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہوتی لوگ بہت سی باتیں نہیں کہتے۔ یعنی جب تک کسی بات کی کچھ اصلیت نہ ہو لوگ اُسے بڑھا کے نہیں بیان کرتے۔ یا جو بات عام طور پر مشہور ہو جاتی ہے وہ کچھ نہ کچھ اصلیت ضرور رکھتی ہے البتہ ممکن ہے کہ اس میں لوگوں نے بہت مبالغہ کر دیا ہو۔

(۳۷۱) تا نفس باقی ست راہِ زندگی ہموار نیست

جب تک سانس باقی ہے زندگی کا راستہ ہموار نہیں ہے۔ یعنی آخر دم تک انسان کو دقتوں سے سابقہ پڑتا رہتا ہے کامل عیش و اطمینان کی زندگی کبھی نصیب نہیں ہوتی۔

(۳۷۲) تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس

سخن شناس کی خاموشی اور ناشناس کی تعریف (دیکھو ۱۷۷)

(۳۷۳) تحصیل حاصل

جو چیز حاصل ہو اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا یعنی فعل عبث۔

(۳۷۴) تخت یا تختہ

اس قول میں "تخت" سے تخت سلطنت "تختہ" سے تختہ تابوت مراد ہے۔ معنی یہ ہیں کہ یا تخت سلطنت پر بیٹھیں گے یا تختہ تابوت پر لیٹیں گے۔ یعنی یا سلطنت لے لیں گے یا جان دے دیں گے۔

(۳۷۵) تخم تاثیر صحبت اثر

نطفہ میں تاثیر اور صحبت میں اثر ہوتا ہے۔

(۳۷۶) تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ

انسان تدبیر کرتا ہے اور تقدیر ہنستی ہے جب کسی تدبیر کا انجام خلاف خواہش ہوتا ہے تو یہ قول کرتے ہیں۔

(۳۷۷) ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

تجھ کو دیکھا ہے اور یوسف کا نام سنا ہے۔ سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی چیز کے مانند کہاں ہوتی ہے۔ یعنی تو یوسف سے بہتر ہے۔

(۳۷۸) تربیت نااہل را چوں گردگاں برگنبد است

نالائق کو تعلیم دینا گنبد پر اخروٹ رکھنا ہے۔ جس طرح گنبد پر اخروٹ ٹھہر نہیں سکتا اسی طرح نااہل پر تعلیم کا اثر باقی نہیں رہ سکتا (دیکھو ۲۳۴)

(۳۷۹) ترکی تمام شد

ترکی تمام ہو گئی یعنی فلاں شخص کا سارا زور شور سارا رعب داب مٹ گیا۔

(۳۸۰) تشنہ در خواب آب می بیند

پیاسے کو خواب میں پانی دکھائی دیتا ہے۔ اردو میں یہ مثل ہے

"بلی کو خواب میں چھیچھڑے دکھائی دیتے ہیں"

(۳۸۱) تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

مصنف اپنی تصنیف کو خوب بیان کرتا ہے۔ جب کسی شخص سے اس کا کلام یا اُس کی تصنیف پڑھوانا مقصود ہوتا ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۳۸۲) تُعْرَفُ الْأَشْيَاءُ بِأَضْدَادِهَا

چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں۔ مثلاً اگر رات نہ ہو تو دن کوئی چیز نہیں۔ رنج نہ ہو تو خوشی کچھ نہیں (دیکھو ۵۹)

(۳۸۳) تعریف زیادہ بدتر از دشنام است

بہت زیادہ تعریف گالی سے بدتر ہے۔ یعنی جب کسی شخص کی تعریف حد سے زیادہ کی جاتی ہے تو اُسے ناگوار ہوتا ہے اور کچھ شرم سی معلوم ہوتی ہے۔ وہ تعریف تعریف ہی نہیں رہتی بلکہ تضحیک معلوم ہونے لگتی ہے۔

(۳۸۴) تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ

(خدا) جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے یہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔

(۳۸۵) تعظیم کارِ نگیراں معاف

کاریگروں کو تعظیم معاف ہے۔ یعنی جو شخص کارِ منصبی میں مصروف ہو اُس پر تعظیم و تکریم کے بہت سے آداب لازم نہیں رہتے۔

(۳۸۶) تکبر عزازیل را خوار کرد۔ بزندان لعنت گرفتار کرد

غرور نے شیطان کو ذلیل کیا اور لعنت کے قید خانے میں گرفتار کیا۔ یعنی غرور بڑے سے بڑے آدمی کو ذلیل و حقیر کر دیتا ہے۔ (شیطان اصل میں ایک جن تھا۔ اس نے خدا کی اتنی عبادت کی کہ اس کا مرتبہ فرشتوں سے بڑھ گیا اور معلم الملکوت یعنی فرشتوں کا استاد اس کا لقب ہوا۔ جب حکم خدا سے حضرت آدم کا پتلا بن چکا تو فرشتوں کو حکم ہوا کہ اُسے سجدہ کریں۔ سب نے خدا کے حکم کی تعمیل کی مگر شیطان کے سر میں اپنے رتبے کا غرور سمایا ہوا تھا اُس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور انکار پر اڑا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے درجے سے اُتار دیا گیا اور ذلیل ترین مخلوق قرار دیا گیا۔

(۳۸۷) تکلیف مالا یطاق

ایسا فرض جو طاقت سے باہر ہو۔

(۳۸۸) تکیہ بر جائے بزرگاں نتوان زد بگزاف

لاف زنی سے بزرگوں کی جگہ پر تکیہ (بستر) نہیں لگایا جا سکتا ہے یعنی محض ڈینگیں مارنے سے بزرگوں کی جگہ نہیں مل سکتی۔ اگر تم کو اُن کے مرتبے کی خواہش ہو تو اُن کی سی قابلیت اور اُن کے سے اوصاف پیدا کرو۔

(۳۸۹) تَلَفُ الْمَالِ خَلَفُ الْعُمُر
مال کی بربادی جان کا عوض ہے۔ یعنی جان کی حفاظت کے لیے
مال کو لٹا دینا چاہیئے۔ جان کا صدقہ مال ہے۔

(۳۹۰) تندرستاں را نباشد درد ریش
تندرستوں کو بیمار کا درد نہیں ہوتا۔ دوسروں کا درد دکھ وہی خوب
سمجھتا ہے جو خود اسی حالت میں ہو۔

(۳۹۱) تنہا پیش قاضی روی راضی آئی
حاکم کے پاس اکیلے جاؤ گے تو راضی پلٹو گے یعنی فیصلہ تمہارے موافق
ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ صحیح فیصلہ جب ہی ہو سکتا ہے۔ جب دونوں
فریق حاکم کے سامنے موجود ہوں۔

(۳۹۲) تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم
سارا بدن داغ داغ ہو گیا ہے پھاہا کہاں کہاں رکھوں جب
کسی کام میں اتنی خرابیاں آ پڑتی ہیں کہ اس کی درستی امکان سے
باہر ہو جاتی ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں (دیکھو ۱۲۴)

(۳۹۳) تو از چنگال گرگم در ربودی چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی
تو مجھ کو بھیڑیے کے چنگل سے تو چھڑا لے بھاگا لیکن جب میں نے
دیکھا تو آخر تو خود بھیڑیا نکلا۔ یعنی تو نے مجھ کو دوسرے کے پنجے سے
چھڑا کر اپنے پھندے میں پھانس لیا۔ دوسرے کے ظلم سے تو بچایا مگر خود ہی
ظلم کیا۔

(۳۹۴) تواضع ز گردن فرازان نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

ذی عزت اور صاحب اختیار لوگوں کا انکسار اچھا معلوم ہوتا ہے
اگر فقیر انکسار کرتا ہے تو کیا اس کی تو عادت ہی یہی ہے۔

(۳۹۵) توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

توبہ کا حکم دینے والے خود بہت کم توبہ کرتے ہیں۔ یہ کیوں؟
یعنی تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں
وہ خود اس نصیحت پر عمل نہیں کرتے (دیکھو ۱۰۵۲)

(۳۹۶) تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ

اے بھائی تو پاک رہ اور کسی سے خوف نہ کر دھوبی ناپاک کپڑے
کو پتھر پر پٹکتے ہیں۔ یعنی اگر تم کوئی جرم نہ کرو تو تم کو کسی سے
ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر جرم کرو گے تو سزا پاؤ گے۔
اکثر اس شعر کا صرف پہلا مصرع اور کبھی صرف دوسرا مصرع نقل کرتے ہیں۔

(۳۹۷) تو جنگ پیلاں را کجا دیدہ ای کہ زیں گونہ بر خویش بالیدہ ای

تو نے پہلوانوں کی جنگ کہاں دیکھی ہے کہ اس طرح اپنے آپ پہ
پھولا ہوا ہے۔ تو نے ابھی اہل کمال کو دیکھا ہی نہیں ہے ورنہ
تجھے اتنا غرور نہ ہوتا۔

(۳۹۸) تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

تو کیا جانتے کہ اس گرد میں کوئی سوار ہوگا۔ یعنی تم ظاہری علامتوں سے کوئی صحیح نتیجہ نہیں نکال سکتے۔ تم کیا جانو کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہونے والا ہے۔

(۳۹۹) تو کارِ زمیں را نکو ساختی + کہ با آسمان نیز پرداختی

تونے زمین ہی کا کام خوب کیا کہ آسمان میں بھی ہاتھ ڈالا یا مطلب یہ ہے کہ تم سے فلاں آسان کام تو ہو نہ سکا مشکل کام کا ارادہ کس برتے پر کیا ہے۔

(۴۰۰) تَوَکُّلاً عَلَی اللّٰہ

خدا پر بھروسہ کرکے۔

(۴۰۱) تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہ

میں نے اللہ پر بھروسا کیا۔

(۴۰۲) تونگری بدل است نہ بمال

امیری دل سے ہے نہ کہ مال سے۔

(۴۰۳) تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

قسمت کے تہی دستوں کو رہبرِ کامل سے کیا فائدہ جب کہ خضر سکندر کو آبِ حیات کے چشمے سے پیاسا لے آئے۔ یعنی جن لوگوں کی قسمت میں محرومی و ناکامی ہے انھیں کسی کی مدد سے

بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

نوٹ۔ سکندر حضرت خضر کے ساتھ آب حیات کی تلاش میں گیا تھا مگر ناکام واپس آیا۔

(۴۰۴) تیر انداز کاہل نباشد

تیر انداز کاہل نہیں ہوتا۔ یعنی کام کرنے والے لوگ کاہلی نہیں کیا کرتے ہیں۔

(۴۰۵) تیغ کج را نیام کج باشد

ٹیڑھی تلوار کا میان بھی ٹیڑھا ہوتا ہے۔

(۴۰۶) ثواب روزہ بے عذاب آں روزی نہ شود

روزے کا ثواب بغیر اس کے عذاب کے حاصل نہیں ہوتا یعنی جتنا عیش اٹھاتا ہو اتنی ہی تکلیف اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۴۰۷) جامہ ندارم دامن از کجا آرم

میرے پاس لباس ہی نہیں ہے، دامن کہاں سے لاؤں۔ جب کوئی کسی کی حیثیت کا غلط اندازہ کرکے اس سے کسی ایسی بات کی توقع کرتا ہے جو اس کے امکان میں نہیں ہوتی تو یہ قول نقل کیا جاتا ہے۔

(۴۰۸) جائے استاد خالی ست

استاد کی جگہ خالی ہے۔ جب کوئی آدمی یا کئی آدمی کوئی کام کرنا چاہتے ہیں مگر اسے بخوبی انجام نہیں دے سکتے اور کسی شخص کی

مدد یا ہدایت کی ضرورت ہوتی ہے یا جب کسی کام میں کوئی کسر رہ جاتی ہے اور کوئی شخص آ کے بتا دیتا ہے یا جب کوئی شخص کوئی صحیح اور معقول اعتراض کر دیتا ہے تو یہ جملہ اکثر زبان پر لاتے ہیں۔

(۴۰۹) جائے نشستن کہ برنخیزی

ایسی جگہ بیٹھو کہ اٹھنا نہ پڑے۔ یعنی جب کسی محفل میں جاؤ تو اس جگہ بیٹھو جو تمہاری حیثیت کے موافق ہو ایسا نہ ہو کہ تم اپنے سے بڑے مرتبے والوں کی جگہ پر بیٹھ جاؤ اور پھر وہاں سے اٹھائے جاؤ۔

(۴۱۰) جائے تنگ است و مردماں بسیار

جگہ تنگ ہے اور آدمی بہت سے ہیں۔

(۴۱۱) جائے کہ عقاب پر بریزد ہو از پشہ لاغرے چہ خیزد

جہاں عقاب کے پر جھڑتے ہیں وہاں ایک کمزور مچھر کیا کر سکتا ہے۔ یعنی جس موقع پر بڑے بڑوں کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں وہاں کسی معمولی آدمی کے بنائے کیا بن سکتا ہے (عقاب ایک طاقتور اور بلند پرواز شکاری چڑیا کا نام ہے)

(۴۱۲) جائے گل گل باش و جائے خار خار

پھول کی جگہ پھول بن جا اور کانٹے کی جگہ کانٹا۔ یعنی نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی کرنا چاہئے۔

(۴۱۳) جفت و لاینفک

ایسا جفت جو علیحدہ نہ ہو سکتا ہو۔

(۴۱۴) جگر جگر است و دگر دگر
اپنا اپنا ہی ہے اور غیر غیر ہی ہے۔

(۴۱۵) جَلَّ جلالُہٗ، جَلَّ شانُہٗ
بڑا ہے اُس کا جلال اور بڑی ہے اُس کی شان۔ اللہ کے نام کے ساتھ اکثر یہ فقرے استعمال کیے جاتے ہیں۔

(۴۱۶) جَلَّ شانُہٗ
اُس کی شان بڑی ہے۔

(۴۱۷) جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
ہمنشین کی خوبی نے مجھ پر اثر کیا۔ جب کسی کی صحبت سے کسی میں کوئی خوبی یا عیب پیدا ہو جاتا ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۴۱۸) جنگ دو سر دارد
جنگ کے دو رُخ ہوتے ہیں (شکست و فتح) یعنی مقابلہ کرتے وقت یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ فتح ہماری ہی ہو گی۔ ممکن ہے کہ شکست ہو۔

(۴۱۹) جوابِ ترکی بہ ترکی
ترکی کا جواب ترکی سے۔ جب کوئی شخص کسی سخت بات کا سخت بات سے جواب دیتا ہے تو اُسے "جوابِ ترکی بہ ترکی کہتے ہیں

(۴۲۰) جوابِ تلخ می زیبد لبِ لعلِ شکر خارا
تُرش رُخ اور شیریں لب کو تلخ جواب زیب دیتا ہے۔ یعنی

خوبصورت اور شیریں گفتار آدمی کی زبان سے سخت بات بھی اچھی معلوم ہوتی ہے - یہ مصرع اکثر طنز کے موقع پر پڑھتے ہیں -

(۴۲۱) **جوابِ جاہلاں باشد خموشی**

جاہلوں کی بات کا جواب خاموشی ہے - یعنی اگر کوئی جاہل کسی بات میں تم سے الجھ پڑے تو تم کو چاہئے کہ اس سے بحث نہ کرو بلکہ خاموش ہو جاؤ -

(۴۲۲) **جواں مرداں نہ پیچید از کسے رو**
ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گو

جواں مرد کسی سے منہ نہیں پھیرتے - آدمی یہی میدان ہے یہی تھاپی ہے اور یہی گیند ہے - یعنی اہل کمال مقابلے سے نہیں ڈرتے - اکثر اس شعر کا صرف دوسرا مصرع پڑھتے ہیں -

(۴۲۳) **جورِ استاد بہ ز مہرِ پدر**

استاد کا ظلم باپ کی محبت سے اچھا ہے -

(۴۲۴) **جو فروش گندم نما**

گیہوں دکھا کر جو بیچنے والا یعنی ایسا آدمی جس کا ظاہر کچھ ہو باطن کچھ ہو -

(۴۲۵) **جوئندہ یابندہ**

جو ڈھونڈھتا ہے وہ پاتا ہے -

(۴۲۶) **جوئے طالع ز خروارے ہنر بہ**

جو بھر خوش قسمتی بوجھ بھر ہنر سے بہتر ہے -

(۴۲۷) جہاں دیدہ بسیار گوید دروغ

جہاں دیدہ آدمی بہت جھوٹ بولتا ہے۔

(۴۲۸) جہد کن تا تو بجائے رسی

کوشش کر تاکہ تجھے کوئی رتبہ حاصل ہو۔

(۴۲۹) چارپائے بر او کتابے چند

ایک چوپایہ جس پر کچھ کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ اس سے ایسا آدمی مراد ہوتا ہے جو پڑھا لکھا ہو مگر اس میں قابلیت یا انسانیت نہ ہو (دیکھو ۲۲۸)

(۴۳۰) چارۂ نیست درایں واقعہ الا تسلیم

اس واقعہ پر صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں کوئی اچانک حادثہ ہو تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۴۳۱) چاہ کن را چاہ درپیش

کنواں کھودنے والے کے آگے کنواں پڑتا ہے یعنی جو دوسروں کو بلا میں پھنسانا چاہتا ہے اکثر وہ خود بلا میں پھنس جاتا ہے۔

(۴۳۲) چراغ پیش آفتاب پرتو ندارد

آفتاب کے آگے چراغ میں روشنی نہیں رہتی۔ اس سے اکثر یہ مطلب ہوتا ہے کہ کسی علم یا فن میں کمال رکھنے والے کے آگے اُن لوگوں کی ہستی مٹ جاتی ہے جو اس علم یا فن میں معمولی دستگاہ رکھتے ہیں یا کمال نہیں رکھتے۔

(۴۳۳) چراغ را نتواں دید جز بنور چراغ

چراغ کو چراغ ہی کی روشنی سے دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی اہل کمال اپنے کمال ہی سے پہچانے جاتے ہیں۔

(۴۳۴) چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا

کہاں بجھا ہوا چراغ اور کہاں آفتاب کی شمع۔ جب یہ کہنا ہوتا ہے کہ فلاں چیز کو فلاں چیز سے کوئی نسبت نہیں یا فلاں چیز فلاں چیز سے بدرجہا بہتر ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۴۳۵) چراغِ مفلساں نورے ندارد

غریبوں کے چراغ میں روشنی نہیں ہوتی مفلسوں کا کوئی کام بارونق نہیں ہوتا۔

(۴۳۶) چراغِ مقبلاں ہرگز نہ میرد

خوش نصیبوں کا چراغ کبھی گل نہیں ہوتا یعنی جب تک قسمت کسی کا ساتھ دیتی ہے اُس وقت تک اس کے تمام کام بارونق رہتے ہیں۔

(۴۳۷) چراغے کہ بیوہ زنے برفروخت
بسے دیدہ باشی کہ شہرے بسوخت

تم نے اکثر دیکھا ہوگا کہ جو چراغ کسی بیوہ عورت نے روشن کیا اس نے پورا شہر جلا ڈالا۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کو بالکل بے بس سمجھ کر نہ ستاؤ جس کا کوئی نہیں ہوتا اُس کی مدد غیب سے ہوتی ہے اور جو خود انتقام نہیں لے سکتا اُس کی طرف سے خدا انتقام لے لیتا ہے۔

(۴۳۸) چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

عقلمند آدمی ایسا کام کیوں کرے کہ بعد کو پچھتانا پڑے۔

(۴۳۹) چشم از روئے دوستاں روشن شود نہ از باغ و بوستاں

دوستوں کی صورت سے آنکھیں روشن ہوتی ہیں نہ کہ باغ اور پھلواری سے۔ یعنی دوستوں کی صحبت سے جو خوشی ہوتی ہے وہ باغوں اور چمنوں کی سیر سے نہیں ہوتی۔

(۴۴۰) چشم بد دور

بُری نظر دور رہے۔ یعنی نظر نہ لگے کسی کی تعریف کرتے وقت یہ فقرہ استعمال کرتے ہیں۔

(۴۴۱) چشم ما بسیار ایں خواب پریشاں دیدہ است

ہماری آنکھوں نے ایسے پریشان خواب بہت دیکھے ہیں یعنی ہم نے ایسے کھیل بہت کھیلے ہیں۔ ہم تمہاری باتوں میں نہیں آ سکتے۔ اس قول سے اپنی تجربہ کاری اور ہوشیاری کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

(۴۴۲) چشم ما روشن دل ما شاد

ہماری آنکھ روشن ہمارا دل خوش اس فقرے سے اکثر کسی بات پر اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہیں۔

(۴۴۳) چقندر کاشتم زردک برآمد

میں نے چقندر بویا اور گاجر اُگی جب کسی کام کا نتیجہ خلافِ اُمید نکلتا ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(۴۴۴) چناں نماند و چنیں نیز ہم نخواہد ماند

ویسا نہیں رہا اور ایسا بھی نہ رہے گا۔ یعنی دنیا میں کسی حالت کو قرار نہیں (دیکھو [illegible])

(۴۴۵) چندیں آمد چندیں رفت کجا سلیماں کجا تخت

کتنے آئے اور کتنے چلے گئے کہاں سلیمان کہاں تخت یعنی نہ حضرت سلیمان باقی رہے نہ اُن کا تخت۔ مراد یہ کہ دنیا کی بڑی سے بڑی ہستی اور بڑی سے بڑی حکومت بھی فانی ہے۔

(۴۴۶) چندیں سال خدائی کردی گاؤ و خر را نہ شناختی

تو نے اتنے سال خدائی کی مگر گائے اور گدھے کو نہ پہچانا۔ اگر کوئی شخص مدت تک ایک کام کرتا رہے اور اسی کام میں کوئی سخت غلطی کرے تو وہ اس قول کا مصداق ہوگا۔ اس قول کے متعلق ایک نقل مشہور ہے۔ کسی آغا کے پڑوس میں ایک دھوبی رہتا تھا۔ اس کا گدھا بے وقت بولا کرتا تھا۔ آغا کو اس کے چیخنے سے تکلیف ہوتی تھی تو وہ خدا سے گدھے کے مرنے کی دعا کرتا تھا۔ خود آغا کے یہاں ایک گائے پلی ہوئی تھی اتفاق سے وہ انھیں دنوں میں مر گئی۔ آغا تھے ظریف کہہ اٹھے کہ "چندیں سال ..... ساختی"۔

(۴۴۷) چندیں شکل برائے اکل

یہ تمام صورتیں پیٹ کے لیے ہیں۔

(۴۴۸) چو احمق در جہاں باقی ست مفلس کس نمی ماند

جب تک دنیا میں بیوقوف باقی ہیں کوئی مفلس نہیں رہ سکتا۔
یہاں احمق سے دولتمند احمق مراد ہیں۔

(۴۴۹) چو از قومے یکے بے دانشی کرد نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

اگر کسی قوم کے ایک شخص نے بیوقوفی کی تو نہ بڑوں کی عزت
رہ جاتی ہے نہ چھوٹوں کی۔

(۴۵۰) چوب تر را چناں کہ خواہی پیچ نشود خشک جز بآتش راست

گیلی لکڑی کو جس طرح چاہے موڑ لو مگر خشک ہونے کے بعد وہ آگ ہی سے
سیدھی ہوگی۔ اس شعر سے یہ مراد ہے کہ بچپن میں تعلیم و تربیت آسان
ہوتی ہے مگر سن زیادہ ہو جانے کے بعد بہت مشکل ہو جاتی ہے۔

(۴۵۱) چو بر گردد فلک کچکول سازد تاج شاہی را

جب آسمان پھر جاتا ہے تو شاہی تاج کو بھیک کا برتن بنا دیتا ہے
یعنی جب برے دن آتے ہیں تو امیر سے امیر آدمی غریب اور محتاج
ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ بادشاہوں کو گدائی کرنا پڑتی ہے۔

(۴۵۲) چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا ست

جب کسی اہل دل کی بات سنو تو یہ نہ کہو کہ غلط ہے میری جان!
غلطی تو یہ ہے کہ تم سخن شناس نہیں ہو۔

(۴۵۳) چو بیشہ تہی گردد از نرہ شیر، شغالاں درآیند ہر سو دلیر

جب جنگل شیر نر سے خالی ہو جاتا ہے تو گیدڑ ہر طرف دلیری دکھانے لگتے ہیں۔ اس سے اکثر یہ مراد لیتے ہیں کہ جب کوئی باکمال نہیں ہوتا تو ہر شخص کمال کا دعویٰ کرنے لگتا ہے۔

(۴۵۴) چو تیر از کماں رفت ناید بشست

جب تیر کمان سے نکل گیا تو پھر چٹکی میں نہیں آتا۔ جب کسی کام کا وقت گذر جاتا ہے یا کوئی ایسی غلطی ہو جاتی ہے جس کی اصلاح ممکن نہیں ہوتی تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۴۵۵) چو جاہل کسے در جہاں خوار نیست

دنیا میں جاہل آدمی کے برابر کوئی ذلیل نہیں۔

(۴۵۶) چو دُم برداشتم مادہ برآمد

جب میں نے دم اٹھا کر دیکھا تو مادہ نکلی۔ یہ مصرع اس موقع پر پڑھتے ہیں جب کسی شخص کو ابتدا میں دلیر یا کسی فن کا ماہر سمجھ لیا جائے اور بعد کو وہ ایسا نہ نکلے۔

(۴۵۷) چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

میں نے دیکھا تو آخر میں تو خود بھیڑیا نکلا۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کا محافظ مقرر کیا جائے اور وہ خود اس میں بیجا تصرف کرے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۴۵۸) چو شد زہر عادت مضرت نہ بخشد
جب زہر کی عادت ہو جاتی ہے تو وہ نقصان نہیں کرتا۔

(۴۵۹) چو فردا رسد کار فردا کنیم
جو کل آئیگی تو کل کا کام کرونگا - یہ اُن لوگوں کا قول ہے جو قبل از وقت کوئی کام کرنا پسند نہیں کرتے ہیں۔

(۴۶۰) چو کارے بے فضول تو برآید ترا در وے سخن گفتن نشاید
اگر بغیر تمہارے دخل دئے ہوئے کوئی کام نکلتا ہو تو تم کو اس میں بولنا نہ چاہئے۔

(۴۶۱) چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
جب کعبے سے کفر پیدا ہوگا تو اسلام کہاں باقی رہے گا۔ اس مصرع کا محل استعمال اس مثال سے سمجھ میں آسکتا ہے مثلاً ایک معلم کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو تمیز اور ادب سکھائے اب اگر وہ خود بے تمیزی اور بے ادبی کرے تو وہ اس مصرع کا مصداق ٹھہریگا۔

(۴۶۲) چو مہ بہ ہالہ نشیند دلیل باران است
اگر چاند ہالے میں بیٹھے تو یہ بارش کی علامت ہے (ہالہ اُس سفید حلقہ کو کہتے ہیں جو کبھی کبھی چاند کے گرد نظر آتا ہے)۔

(۴۶۳) چو می بینی کہ نابینا و چاہ است ✦ اگر خاموش بنشینی گناہ است
اگر تم کسی اندھے کو کوئیں کے پاس دیکھو اور خاموش بیٹھے رہو تو یہ گناہ ہے - یعنی اگر کوئی شخص ناواقفیت کی وجہ سے کسی

آفت میں مبتلا ہو جانے والا ہو تو تمھارا فرض ہے کہ اُسے خبردار کردو۔

(۴۶۴) چو میداں فراخ است گوئے بزن

جب میدان وسیع مل جائے تو گیند کھیل لو۔ یعنی جب کوئی اچھا موقع ہاتھ لگ جائے تو اُس سے فائدہ اُٹھاؤ۔

(۴۶۵) چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

مرتا ہے تو مبتلا مرتا ہے اور اُٹھتا ہے تو مبتلا اُٹھتا ہے۔ یہ قول اُن لوگوں کے حسب حال ہے جو ہر حالت میں مصیبتوں میں گرفتار رہتے ہیں۔

(۴۶۶) چوں آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست

(دیکھو ۳)

(۴۶۷) چو نرمی کنی خصم گردد دلیر

اگر نرمی کروگے تو دشمن دلیر ہو جائے گا۔

(۴۶۸) چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد

جب غرض آ پڑی ہنر چھپ گیا۔ یعنی غرض مند آدمی کے ہنر پر نظر نہیں پڑتی۔

(۴۶۹) چوں قضا آید طبیب ابلہ شود

جب موت آجاتی ہے تو طبیب کی عقل جاتی رہتی ہے۔

(۴۷۰) چوں گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است

جس طرح روزہ دار کے کان اللہ اکبر پر لگے ہوتے ہیں۔ یعنی جس طرح روزہ دار مغرب کی اذان کا انتظار کرتا ہے۔ اس

مصرع سے سخت انتظار کی حالت دکھانا مقصود ہوتا ہے۔

(۴۷۱) چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوح کشتیباں

جس کی ناؤ نوح کھیے رہے ہوں اُس کو سمندر کی لہروں کا کیا ڈر۔ یعنی جس شخص کی پشتی پر کوئی بڑا دولت، حکومت اور اختیار والا آدمی ہو اُس کو اپنے دشمنوں سے یا دنیا کے حادثوں سے کچھ خوف نہیں ہوتا۔

(۴۷۲) چہ حاجت است بمشاطہ روئے زیبا را

خوبصورت چہرے کے لئے مشاطہ کی کیا ضرورت۔ یعنی جس چیز میں ذاتی خوبیاں موجود ہیں اُس کو آرائش کی ضرورت نہیں وہ بغیر آرائش کے بھی اچھی معلوم ہوتی ہے۔

(۴۷۳) چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

کیا اچھا ہو کہ ایک کرشمے سے دو کام نکلیں اس کے ہم معنی ایک اُردو مثل بھی ہے "ایک پنتھ دو کاج"

(۴۷۴) چہ خوش چرا نباشد

کیا خوب کیوں نہ ہو۔ طعن اور طنز کے موقع پر یہ فقرہ کہتے ہیں۔

(۴۷۵) چہ خوش گفتہ است سعدی در زلیخا
الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

سعدی نے "زلیخا" میں کیا خوب کہا ہے کہ "الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا" زلیخا سے مراد ہے مثنوی یوسف و زلیخا۔ یہ جامی کی ایک مشہور

مثنوی ہے۔ سعدی کو اُس سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے اوّل تو یہی غلط ہے کہ سعدی نے زلیخا میں یہ کہا اس پرطرّہ یہ کہ یہ قول سعدی کا ہے بھی نہیں۔ پھر طرّے پرطرّہ یہ کہ مثنوی یوسف وزلیخا میں قول سرے سے ہے ہی نہیں۔ یہ بات بھی دیکھنے کی ہے کہ اس شعر کے دونوں مصرعوں کا وزن بھی ایک نہیں۔ غرض کہ یہ شعر غلط بیانی اور بے تکے پن کی بہت عمدہ مثال ہے۔ جب کوئی شخص بے سرپیر کی بات کہہ بیٹھتا ہے یا کوئی بات کسی غیر متعلق شخص سے منسوب کرتا ہے تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔ اکثر صرف پہلا ہی مصرع پڑھ دیتے ہیں۔

(۴۷۶) چہ دا تہ بوزنہ لتہ اُست ادرک

بندر ادرک کے مزے کیا جانے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں شخص فلاں چیز کی خوبیاں کیا جانے۔ ایک اور مثل ہے "شیخ کیا جانے صابن کا بھاؤ"۔

(۴۷۷) چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

وہ چور کتنا دلیر ہے جو ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے ہو۔ جب کوئی شخص کھلم کھلا کوئی بُرا کام کرتا ہے یا کوئی چیز چُرالیتا ہے اور چوری کو چھپاتا بھی نہیں تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۴۷۸) چہ کند بے نوا ہمیں دارد

مفلس کیا کرے اس کے پاس یہی ہے۔ کوئی چیز کسی کو دیتے وقت

اظہار انکسار کے لیے اکثر یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۴۷۹) چہ گو یم کہ نا گفتنم بہتر است

کیا کہوں میرا نہ کہنا ہی اچھا ہے۔

(۴۸۰) چہل سال عمر عزیزت گذشت
مزاج تو از حال طفلی نگشت

تیری عمر عزیز کے چالیس برس گذر چکے مگر تیرا مزاج اب بھی وہی ہے جو بچپن میں تھا۔ جب کوئی آدمی بچوں کی سی حرکت کرتا ہے تو یہ شعر پڑھتا ہے۔

(۴۸۱) چہ نسبت خاک را با عالم پاک

خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت۔ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ فلاں شخص فلاں شخص سے یا فلاں چیز فلاں چیز سے بڑھ کر بہتر ہے۔

(۴۸۲) حاجت بہ کلاہ برکی داشتنت نیست
درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

تجھ کو کلاہ برکی پہننے کی ضرورت نہیں درویشوں کے اوصاف پیدا کر لے اور کلاہ تاتاری پہن۔ یعنی انسان کو اپنے میں عمدہ اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ صرف اچھے لوگوں کی سی پوشاک پہن لینا بے سود ہے (کلاہ برکی ایک طرح کی کھال کی بنی ہوئی ٹوپی ہے جسے اللہ والے فقیر پہنا کرتے تھے

کلاہ تاتاری ایک قسم کی قیمتی ٹوپی جیسے دنیادار امیر پہنتے تھے)۔

(۴۸۳) حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را

اچھی صورت کے لئے مشاطہ کی ضرورت نہیں۔ یعنی جو چیز حقیقت میں اچھی ہے وہ بغیر ظاہری آرائش کے اچھی معلوم ہوتی ہے۔

(۴۸۴) حاصل عمر نثار رہ یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

میں نے اپنی عمر میں جو کچھ حاصل کیا تھا وہ ایک دوست کی راہ پر نثار کر دیا۔ میں اپنی زندگی سے خوش ہوں کہ میں نے ایک کام کیا کوئی بڑا کام کرنے کے بعد یہ شعر پڑھتے ہیں خاص کر اس حالت میں جب وہ کام اپنے ذاتی نفع کی غرض سے نہ کیا گیا ہو۔

(۴۸۵) حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر ، خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بہ مصر بادشاہی میکرد ، میگفت گدا بودن کنعان خوشتر

وطن کی محبت حضرت سلیمان کی سلطنت سے بہتر ہے اور وطن کا کانٹا سنبل اور ریحان سے اچھا ہے۔ حضرت یوسف جو مصر میں بادشاہی کرتے تھے کہتے تھے کہ اس سے کنعان کا فقیر ہونا بہتر ہے (کنعان حضرت یوسف کا وطن تھا) جب وطن کی محبت کا اظہار مقصود ہوتا ہے تو یہ رباعی پڑھتے ہیں۔ کبھی اس رباعی کا صرف پہلا مصرع کبھی صرف دوسرا اور کبھی دونوں نقل کرتے ہیں کبھی کبھی صرف آخر کے دونوں مصرعے بھی پڑھ دیتے ہیں۔

(۴۸۶) حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب معاش
انچہ ما در کار داریم اکثرے در کار نیست

اے بیدل حرص قناعت نہیں کرتی ورنہ معاش کا جتنا اسباب ہمارے کام میں ہے اس میں بہت سا غیر ضروری ہے۔ یعنی حرص کی وجہ سے آدمی تمام سامان جمع کر لیتا ہے ورنہ حقیقت میں اس کو اتنی چیزوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۴۸۷) حرف حق بر زباں شود جاری

سچی بات زبان سے نکل ہی جاتی ہے۔

(۴۸۸) حریف باختہ با خود ہمیشہ در جنگ است

جو اپنے مقابل سے ہار جاتا ہے وہ ہمیشہ اپنے آپ سے لڑتا ہے یعنی شکست سے شرمندہ ہو کر جھنجھلاتا ہے اور اپنے آپ پر غصہ کرتا ہے۔

(۴۸۹) حساب دوستاں در دل

دوستوں کا حساب دل میں رہتا ہے۔ یعنی دوستوں میں غیروں کی طرح کوڑی کوڑی کا حساب نہ ہونا چاہئے۔ اگر کوئی شخص اپنے دوست کے لئے کچھ صرف کر دے تو ضروری نہیں کہ وہ اُسے اسی وقت ادا کر دے۔ مگر اُسے یاد رکھنا چاہئے اور اُس کا معاوضہ کسی مناسب طریقہ سے کرنا چاہئے۔

(۴۹۰) حسنِ خداداد را حاجتِ مشاطہ نیست

خداداد حسن کو مشاطہ کی ضرورت نہیں۔ یعنی اچھی صورت یا اچھی چیز بغیر آرائش کے بھی اچھی معلوم ہوتی ہے۔

(۴۹۱) حقا کہ با عقوبتِ دوزخ برابر است
رفتن بہ پایمردیِ ہمسایہ در بہشت

خدا کی قسم پڑوسی کے بھروسے پر بہشت میں جانا دوزخ کی تکلیفوں کے برابر ہے۔ یہ ہمت والوں کا قول ہے جو ہر کام اپنی قوت بازو سے کرنا چاہتے ہیں کسی کا احسان نہیں لینا چاہتے۔

(۴۹۲) حق بہ حقدار رسید

حق حقدار کے پاس پہنچ گیا۔ یعنی جس کا حق تھا اُس کو مل گیا۔

(۴۹۳) حق بر زبان جاری می شود

سچی بات منہ سے نکل ہی جاتی ہے۔

(۴۹۴) حق بہ مرکز قرار گرفت

حق اپنے مرکز پر ٹھہر گیا۔ یعنی جس کا حق تھا اُس کو پہنچ گیا۔

(۴۹۵) حقہ یک دم دو دم سہ دم باشد
نہ کہ میراث جد و عم باشد

حقہ ایک کش دو کش تین کش پیا جاتا ہے۔ دادا اور چچا کی میراث نہیں ہو جاتا۔ مطلب یہ کہ جہاں کئی حقہ پینے والے

بیٹھے ہوں وہاں کسی کو بہت دیر تک حقہ پیتے نہ رہنا چاہئے دوسروں کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔

(۴۹۶) حکمت بہ لقمان آموختن

لقمان کو حکمت سکھانا۔ جب اپنے سے بہت بڑے مرتبے کے آدمی کو کوئی نصیحت کرتا ہے تو معذرت کے طور پر یہ فقرہ پڑھتا ہے۔

(۴۹۷) حکم حاکم مرگ مفاجات

حاکم کا حکم مرگ مفاجات ہے۔ یعنی جس طرح اگہانی موت یکایک آجاتی ہے اور سوا مرنے کے کوئی چارہ نہیں ہوتا اسی طرح حاکم کا حکم یکایک صادر ہو جاتا ہے اور اس پہ چار ناچار عمل کرنا ہی پڑتا ہے۔

(۴۹۸) حلوا خوردن را روئے باید

حلوا کھانے کے لئے منہ چاہئے۔ یعنی جس چیز کی انسان کو خواہش ہو پہلے اپنے آپ کو اس کے قابل بنانا چاہئے۔

(۴۹۹) حلوا گفتن دہن نسازد شیریں

حلوا کہنے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا ہے۔ یعنی کسی چیز کا صرف ذکر کرنے سے اس چیز کا لطف حاصل نہیں ہوتا۔

(۵۰۰) حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف
از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت است

بہشت کی حوروں کے لیے اعراف دوزخ ہے اور دوزخ میں

رہنے والوں سے پوچھو تو اعراف ان کے لئے بہشت ہے۔
اعراف بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک مقام ہے جہاں
نہ بہشت کا سا آرام ہے نہ دوزخ کی سی تکلیف۔ مطلب یہ
ہے کہ جو لوگ عیش و عشرت کے عادی ہیں۔ اُن کو معمولی طور پر
زندگی بسر کرنے میں بھی بہت تکلیف ہوتی ہے اور جو لوگ مصیبتوں
میں گرفتار ہیں وہ اُس حالت میں بھی خوش رہ سکتے ہیں جس میں اُن کی
تکلیفیں کم ہو جائیں عیش و عشرت کا سامان ہو یا نہ ہو۔

(۵۰۱) حیف باشد دلِ دانا کہ مشوش باشد

اگر عقلمند کا دل فکر مند ہو تو افسوس ہے۔ یعنی عقلمندوں کو
کسی بات سے متفکر نہ ہونا چاہئے۔

(۵۰۲) حیف بر ایں دانش و فرزانگی

اس عقلمندی اور سمجھداری پر افسوس ہے۔ اِس قول سے
کسی کی بیوقوفی کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ 'دانش' اور 'فرزانگی'
کے لفظ طنزاً استعمال کئے گئے ہیں۔

۵۰۳ حیف دانا مردن و افسوس ناداں زیستن

عقلمند کی موت پر افسوس ہے اور بے عقل کی زندگی پر افسوس ہے۔

۵۰۴ حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

افسوس کہ پلک جھپکتے ہی دوست کی صحبت ختم ہو گئی ہم نے

جی بھر کے گُل کی صورت بھی نہ دیکھی اور بہار گزر گئی۔ کسی پُر لطف صحبت کے یکایک درہم برہم ہو جانے پر یا کسی کی ناگہانی موت پر یہ شعر پڑھتے ہیں۔

۵۰۵ حیلہ جورا بہانہ بسیار است
حیلہ ڈھونڈھنے والے کے لئے بہانے بہت ہیں۔

۵۰۶ حیلہ رزق بہانہ موت
روزی کسی حیلہ سے ملتی ہے اور موت کسی بہانے سے آتی ہے۔

۵۰۷ خارِ وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
وطن کا کانٹا سنبل اور ریحاں سے بہتر ہے (دیکھو ۴۸۵)

۵۰۸ خاک از تودۂ کلاں بردار
بڑے ڈھیر سے مٹی اُٹھاؤ۔ یعنی ہمیشہ کسی بڑی مقدار پر ہاتھ ڈالو کہ کچھ ہاتھ بھی لگے اس جملے کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ اپنی حاجت ایسے شخص کے پاس لے جاؤ جسے اُس کے پورا کرنے میں دقت نہ ہو۔

۵۰۹ خاک بہ دہنم
میرے مُنہ میں خاک۔ کوئی بری بات یا کوئی گستاخی کا کلمہ کہتے وقت یہ فقرہ بولتے ہیں۔

۵۱۰ خاک بر فرقِ بیکسی بادا
بیکسی کے سر پر خاک۔ جب کسی کو اپنی بیکسی سے کوئی تکلیف

پہنچتی ہے تو یہ قول نقل کرتا ہے۔

(۵۱۱) خاکسارانِ جہاں را بہ حقارت منگر

دنیا کے خاکساروں کو حقیر نہ سمجھو۔

(۵۱۲) خاک شو پیش ازاں کہ خاک شوی

خاک ہو جا قبل اس کے کہ تو خاک ہو۔ یعنی جب انجام کار مرنا اور خاک میں مل کر خاک ہونا ہی ہے تو چار دن کی زندگی میں غرور و سرکشی کیسی۔ انسان کو چاہیئے کہ خاکساری اور انکساری کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

(۵۱۳) خاکم بدہن

میرے منہ میں خاک (دیکھو ۵۰۹)

(۵۱۴) خاکِ وطن از ملکِ سلیمان خوشتر

وطن کی خاک ملک سلیمان سے اچھی ہوتی ہے۔

۵۱۵ خالصاً لوجہ اللہ

صرف خدا کی راہ پر۔ یعنی بغیر شرکت نفس کے محض خوشنودئ خدا کے لئے۔

۵۱۶ خامشی بہ کہ ضمیر دلِ خویش • با کسے گفتن و گفتن کہ مگوے

خاموش رہنا اس سے بہتر ہے کہ اپنے دل کا بھید کسی سے کہہ کر یہ کہو کہ تم کسی سے نہ کہنا۔

(۵۱۷) خاموشی از ثنائے تو حدِ ثنائے تست

تیری تعریف میں خاموش رہنا تیری تعریف کی انتہا ہے۔ یعنی
تجھ میں اتنے اور ایسے اوصاف ہیں کہ اُن کا بیان ممکن نہیں۔
یہ مصرع کبھی کبھی طنز سے بھی پڑھتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے
کہ تم میں تعریف کے قابل کوئی بات ہی نہیں ہے کہ اُس کا ذکر
کیا جائے بس تمھاری انتہائی تعریف یہی ہے کہ ہم خاموش
رہیں تمھارے عیب بیان نہ کریں۔

(۵۱۸) خاموشی نیم رضا

خاموشی آدھی رضامندی ہے۔

(۵۱۹) خانہ بردوش یک بینی و دو گوش

گھر کندھے پر ایک ناک اور دو کان۔ یعنی ایسا آدمی جس کے
پاس نہ مال و اسباب ہو نہ رہنے کا ٹھکانا ہو۔

(۵۲۰) خانۂ خالی را دیو می گیرد

خالی مکان پر بھوت قبضہ کر لیتا ہے۔

(۵۲۱) خانۂ درویش را شمعے بہ از مہتاب نیست

فقیر کے گھر کے لئے چاندنی سے بہتر کوئی شمع نہیں۔

(۵۲۲) خانۂ دوستاں بروب و درِ دشمناں مکوب

دوستوں کے گھر میں جھاڑو دے مگر دشمن کا دروازہ نہ کھٹکھٹا
یعنی اگر کوئی وقت آ پڑے تو اپنے دوستوں سے مدد لو چاہے اُس کے

عوض میں شخص کوئی ذلیل سی خدمت انجام دینا پڑے مگر دشمنوں سے امداد نہ چاہو۔

(۵۲۳) خانہ شیشہ را سنگے بس است

شیشے کے مکان کے لئے ایک پتھر کافی ہے۔ یعنی بودی اور کمزور چیز بہت آسانی سے ٹوٹ جاتی ہے۔

(۵۲۴) خانہ ملاح درچین است و کشتی در فرنگ

ملاح کا گھر چین میں ہے اور کشتی فرنگستان میں ہے۔ جب کوئی تدبیر سمجھ میں آئے مگر اُس پر عمل کرنا امکان میں نہ ہو تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۵۲۵) خبر بد بہ بوم شوم گذار

بری خبر منحوس اُلو کے لئے چھوڑ دے۔ یعنی کسی کو بُری خبر نہ سُنا (دیکھو ۲۹۹)

(۵۲۶) خجلت ردسوالم بہ زمینم درکرد
بے زری کرد بمن آنچہ بقارون زر کرد

سوال کو رد کرنے میں شرمندگی سے زمین میں گڑ گیا۔ میرے ساتھ مفلسی نے وہ کیا جو قارون کے ساتھ دولت نے کیا تھا (قارون ایک بہت دولتمند شخص تھا۔ حضرت موسیٰ نے اسے اپنی دولت کا کچھ حصہ خیرات کرنے کی ہدایت کی مگر وہ راضی نہ ہوا تب آپ نے خیرات کی رقم کی مقدار کم کرنا شروع کی

مگر قارون ایک حبہ بھی خیرات کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔ آخرکار پیغمبر خدا نے بددعا کی اور وہ اپنی تمام دولت کے ساتھ زمین میں دھنس گیا)۔

(۵۲۷) خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

خدا نے پانچوں انگلیاں برابر نہیں بنائیں۔ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ایک طرح کی چیزیں بھی بالکل یکساں نہیں ہوتی ہیں۔

(۵۲۸) خدا جزائے بہ آناں دہد کہ چارۂ دل
بیک نگاہ نہ کردند و می توانستند

خدا ان کا بھلا کرے کہ میرے دل کا علاج ایک نگاہ سے کر سکتے تھے مگر نہ کیا۔ جب کوئی کسی کی حاجت بہت آسانی سے پوری کر سکتا ہو اور نہ کرے تو یہ شعر پڑھا جاتا ہے۔

(۵۲۹) خدا داری چہ غم داری

تیرے پاس خدا ہے تجھے کیا غم۔ یعنی جو خدا پر بھروسا رکھتا ہے اُسے کوئی فکر نہیں ہوتی۔

(۵۳۰) خدا شرّے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

خدا ایسی بُرائی پیدا کر دیتا ہے کہ اس میں ہماری بھلائی ہوتی ہے۔ یعنی کبھی کبھی ایسے واقعے پیش آتے ہیں جو ظاہر میں ہمارے لئے مضر معلوم ہوتے ہیں مگر آخر میں نتیجہ ہمارے حق

میں اچھا نکلتا ہے (دیکھو ۸۱۶)

(۵۳۱) خدا می بیند و می پوشد ہمسایہ نہ می بیند و می خروشد

خدا (ہمارے افعالِ بد کو) دیکھتا ہے اور چھپا دیتا ہے ہمسایہ نہیں دیکھتا ہے اور غُل مچاتا ہے۔

(۵۳۲) خدا می دہاند خدا می دہد

خدا ہی دلواتا ہے اور خدا ہی دیتا ہے۔

(۵۳۳) خداوندانِ نعمت را کرم نیست

مالداروں میں سخاوت نہیں ہوتی (دیکھو ۹۰۶)

(۵۳۴) خدائے کہ دنداں دہد ناں دہد

جو خدا دانت دیتا ہے وہی روٹی بھی دیتا ہے۔

(۵۳۵) خر ار جُلِّ اطلس بپوشد خر است

گدھا اگر اطلس کی جھول پہن لے تو بھی گدھا ہی رہے گا۔ یعنی پوشاک یا ظاہری آرائش سے کسی کے ذاتی عیب نہیں چھپ سکتے۔

(۵۳۶) خراں را کسے در عروسی نہ خواند + لیکن دمے کابِ ہیزم نماند

گدھوں کو کوئی شادی میں نہیں بلاتا۔ مگر اُس وقت جب پانی اور ایندھن نہیں رہتا۔ یعنی اپنا کام نکالنے کے لئے آدمی اُن لوگوں کی بھی خاطر کر دیتا ہے جن کی یوں کبھی بات بھی نہ پوچھتا تھا۔

(۵۳۷) خر بار بربہ از شیر مردم در

بوجھ لے جانے والا گدھا آدمیوں کو پھاڑ کھانے والے شیر سے بہتر ہے۔ یعنی ایک حقیر و ادنیٰ آدمی جس سے اپنا کچھ کام نکلے اُس معزز اور شاندار شخص سے بہتر ہے جس سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

۵۳۸ خر چہ داند بہائے قند و نبات

گدھا قند اور مصری کی قیمت کیا جانے۔ یعنی جو شخص کسی چیز کی خوبیوں سے واقف نہ ہو وہ اس کی قدر نہیں کر سکتا۔

۵۳۹ خاک باشی خوک باشی یا سگ مردار باشی
ہر چہ باشی باش عرفی اند کے زر دار باشی

اے عرفی چاہے تو خاک ہو۔ سُوّر ہو یا مردار کتا ہو جو کچھ بھی ہو ذرا مالدار ہو۔ یعنی دولت انسان کے عیب چھپا دیتی ہے۔

۵۴۰ خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

دنیا کے خاکساروں کو حقارت سے نہ دیکھ، تجھ کو کیا معلوم شاید اس گرد میں کوئی سوار ہو۔ جس طرح اُٹھتی ہوئی گرد میں سے کبھی کوئی شہسوار نکل آتا ہے، اُسی طرح خاکساری کے لباس میں کبھی کوئی بڑا باکمال چھپا ہوتا ہے۔

(۵۴۱) خرس در کوہ بوعلی سیناست

پہاڑ میں ریچھ بوعلی سینا ہے - یعنی جہاں اہل کمال نہ ہوں وہاں باکمال بن بیٹھنا کچھ مشکل نہیں - بوعلی سینا = ایک حکیم کا نام -

(۵۴۲) خرِ عیسیٰ بہ آسماں نہ رود

حضرت عیسیٰ کا گدھا آسمان پر نہیں جا سکتا اس قول کے دو مطلب ہیں -

(۱) کمینہ آدمی اچھے آدمیوں کی صحبت سے کبھی اس قابل نہیں ہوتا کہ کسی اونچے درجے پر پہنچ جائے -

(۲) اگر کسی شخص کو بڑے مرتبے والے آدمی سے کچھ تعلق ہو مگر اس میں ذاتی خوبیاں موجود نہ ہوں تو وہ محض اس تعلق کی بنا پر اس کے مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا - مثلاً اگر کسی بڑے زبردست باعمل عالم کا بیٹا جاہل یا بد اطوار ہو تو اس کو ہرگز وہ عزت نصیب نہیں ہو سکتی جو اس کے باپ کو حاصل تھی -

نوٹ - اس قول کی بنا مسلمانوں کے اس عقیدے پر ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت حضرت عیسیٰ کو صلیب دینا چاہا تو وہ خدا کے حکم سے چوتھے آسمان پر پہنچا دیئے گئے اور اب تک وہیں ہیں -

(۵۴۳) خرِ عیسیٰ گرش بہ مکہ برند ٭ چوں بیاید ہنوز خر باشد

حضرت عیسیٰ کے گدھے کو اگر مکہ لے جائیں تو بھی واپس آنے پر وہ

گدھا ہی ہوگا۔ مطلب یہ کہ کسی کی فطرت کو بدل دینا ممکن نہیں۔

(۵۴۴) خر قیمت زعفران چہ داند

گدھا زعفران کی قیمت کیا جانے۔ یعنی کسی عمدہ چیز کی قدر وہ نہیں کر سکتا جو اُس کی خوبیوں سے واقف نہ ہو۔

(۵۴۵) خس اگر بر آسماں رود ہماں خسیس است و گوہر اگر در خلاب افتد ہماں نفیس

تنکا اگر آسمان پر پہنچ جائے تو بھی ذلیل ہی ہے اور موتی اگر کیچڑ میں گر پڑے تو بھی نفیس ہی ہے۔ یعنی بُری چیز کو کتنی ہی اچھی جگہ رکھو وہ بُری ہی رہیگی اور اچھی چیز کو کتنی ہی بُری جگہ رکھو اُس کی اچھائی میں کمی نہ ہوگی۔ اسی طرح کمینہ آدمی کتنا ہی بڑھ جائے اُس کا کمینہ پن نہ جائے گا اور شریف آدمی کتنا ہی تباہ حال ہو جائے اُس کی شرافت میں فرق نہ آئے گا۔

(۵۴۶) خسر الدنیا والآخرہ

دین اور دنیا دونوں کا خسارہ۔

(۵۴۷) خس کم جہاں پاک

کوڑا کم دنیا صاف۔ جب کوئی بُرا آدمی کہیں سے چلا جاتا ہے یا مر جاتا ہے تو یہ فقرہ کہتے ہیں۔

(۵۴۸) خشت اول گر نہد معمار کج ٭ تا ثریا می رود دیوار کج

اگر معمار پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھ دیتا ہے تو ثریا تک دیوار ٹیڑھی

چلی جاتی ہے - یعنی اگر کسی کام کی ابتدا خراب ہو جاتی ہے تو وہ
آخر تک درست نہیں ہوتا (ثریا سات تاروں کے ایک مجموعے کا نام ہے)

(٥٤٩) خضرائے دمن حسن روستا

دیہات کا حسن گھورے پر کا سبزہ - اس فقرے سے خوبصورت
گنوار عورت مراد ہوتی ہے -

(٥٥٠) خضر را با پیرہن دوزی چہ کار

خضر کو کرتا سینے سے کیا کام - یعنی اللہ والوں کو دنیاداری
سے کیا تعلق -

(٥٥١) خطائے بزرگاں گرفتن خطاست

بزرگوں کی غلطی پکڑنا خطا ہے -

(٥٥٢) خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

سویا ہوا سوئے ہوئے کو کب جگا سکتا ہے - یعنی ایک غافل
دوسرے غافل کو ہوشیار نہیں کر سکتا -

٥٥٣ خلافِ رائے سلطاں رائے جستن
بہ خونِ خویش باشد دست شستن

بادشاہ کی رائے کے خلاف رائے ڈھونڈھنا اپنے خون سے
ہاتھ دھونا ہے - یعنی حاکم کی مرضی کے خلاف چلنے سے نقصان پہنچتا ہے -

٥٥٤ خلّد اللہ ملکہٗ و سلطانہٗ / سلطنتہٗ

خدا اس کی حکومت کو ہمیشہ قائم رکھے - کسی زندہ بادشاہ کا

ذکر کرکے یہ دعائیہ جملہ کہتے ہیں۔

(۵۵۵) خلق خدا ملک خدا

خلق خدا کی ملک خدا کا۔

(۵۵۶) خلوت از اغیار باید نے زیار

خلوت غیروں سے چاہیئے نہ کہ دوست سے۔ یعنی اپنے راز غیروں سے چھپانا چاہیئے مگر دوستوں پر ظاہر کر دینا چاہیے۔

(۵۵۷) خموشی معنٔے دارد کہ در گفتن نمی آید

خاموشی میں ایسے معنی ہوتے ہیں جو گفتگو میں نہیں آسکتے۔ یعنی بعض وقت خاموشی سے وہ مطلب ادا ہو جاتا ہے جو لفظوں سے ادا نہیں ہو سکتا۔

(۵۵۸) خواب خرگوش

خرگوش کی نیند۔ بہت گہری نیند۔ اس سے انتہا کی غفلت مراد ہوتی ہے۔

(۵۵۹) خواب یک خواب است و باشد مختلف تعبیرہا

خواب صرف ایک خواب۔ یعنی بے اصل چیز ہے مگر اس کی تعبیریں مختلف ہوتی ہیں۔ جب کسی ذرا سی بات سے لوگ طرح طرح کے معنی نکالتے ہیں تو یہ قول نقل کیا جاتا ہے۔

(۵۶۰) خواجہ آنست کہ باشد غم خدمتگارش

مالک وہ ہے جس کو اپنے نوکر کی فکر ہو۔ یعنی نوکروں کا خیال

رکھنا مالک کا فرض ہے۔

۵۶۱ خواجہ داند بہائے شاخ نبات

شاخِ نبات کی قیمت خواجہ جانتے ہیں۔ یعنی کسی چیز کی خوبی اس کے قدر دان کے دل سے پوچھو (خواجہ سے حافظ شیرازی مراد ہیں اور شاخِ نبات خواجہ صاحب کی معشوقہ کا نام ہے)۔

۵۶۲ خوب شد کہ بیل نہ بود

اچھا ہوا کہ بیل نہ تھا۔ یعنی اچھا ہوا کہ فلاں چیز نہ تھی ورنہ نتیجہ اور بھی برا ہوتا۔ یا فتنہ و فساد اور بڑھ جاتا۔ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی بادشاہ کو تحفہ بھیجنا چاہتا تھا۔ پہلے اس نے ارادہ کیا کہ کچھ بیل بھیجوں پھر سوچا کہ بیل سے پیاز اچھی ہے۔ چنانچہ پیاز کے کئی ٹوکرے ساتھ لے کر بادشاہ کے دروازے پر پہنچا۔ بادشاہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ اس بدتمیز کی سزا یہ ہے کہ اسی پیاز سے اس کو مارو۔ یہ حکم ہونا تھا کہ پیاز کی گانٹھیاں اس پر برسنے لگیں یہ دیہاتی بیچارہ پٹتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ "اچھا ہوا کہ بیل نہ تھے" اس قول میں اسی حکایت کی طرف اشارہ ہے۔

۵۶۳ خود پسندی دلیل نادانی است

خود پسندی (یعنی اپنی ہر بات کو اچھا سمجھنا) نادانی کی دلیل ہے۔

(۵۶۴) خود غلط انشا غلط املا غلط

یہ فقرہ ایسی عبارت کے متعلق کہتے ہیں جو ہر حیثیت سے غلط ہو جو بات بیان کی گئی ہو وہ خود غلط ہو۔ انشا یعنی مضمون نگاری کے قواعد کے لحاظ سے بھی غلط ہو۔ اور الفاظ کا املا بھی غلط ہو۔

(۵۶۵) خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

ہم جو سمجھتے تھے وہ خود ایک غلطی تھی۔

(۵۶۶) خود فراموشی کند تہمت دہد استاد را

خود بھول جاتا ہے اور استاد پر تہمت لگاتا ہے یہ مصرع اُس وقت پڑھتے ہیں جب کوئی شخص خود کوئی غلطی کرتا ہے اور دوسرے کے سر تھوپنا چاہتا ہے۔

(۵۶۷) خود را فضیحت دیگراں را نصیحت

خود کو فضیحت دوسروں کو نصیحت۔ یہ جملہ اُس موقع پر بولتے ہیں جب کوئی شخص دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور خود اُس نصیحت پر عمل نہیں کرتا۔

(۵۶۸) خود کردہ را علاجے نیست

اپنے کیے کا کوئی علاج نہیں ہے۔ یہ جملہ اُس وقت بولتے ہیں جب کسی کو اپنے ہی کسی فعل سے نقصان یا تکلیف پہنچ جائے۔

(۵۶۹) خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گلِ کوزہ

آپ ہی پیالہ آپ ہی پیالہ بنانے والا، آپ ہی پیالے کی مٹی۔

یہ اصل میں صوفیوں کا قول ہے جن کے نزدیک سوا خدا کے کوئی
شے موجود نہیں ہے اُن کا خیال ہے کہ دنیا کی ہر چیز خدا ہے
اور جس مادہ سے یہ چیزیں بنی ہیں وہ بھی خدا ہے اور سب
چیزوں کا بنانے والا بھی خدا ہے۔ اب یہ مصرع اس
موقع پر بھی پڑھ دیتے ہیں کہ ایک ہی شخص کئی مختلف حیثیتیں
رکھتا ہو مثلاً کوئی شخص خود ہی کسی اسکول کا منیجر ہو خود ہی ہیڈ ماسٹر
ہو خود ہی بورڈنگ ہاؤس کا سپرنٹنڈنٹ ہو۔ خود ہی کلرک کا کام
کرے اور خود ہی کتب خانے کا مہتمم بھی ہو۔

(۵۷۰) خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

کھانا زندہ رہنے اور عبادت کرنے کے لیے ہے مگر تیرا اعتقاد
یہ ہے کہ زندگی کھانے کے لیے ہے۔ یہ شعر ان لوگوں کے حسب حال
ہے جو اپنی زندگی بیکار اور تن پروری میں بسر کرتے ہیں۔

(۵۷۱) خوردہ نہ بردہ ناحق درد گردہ

نہ کھایا نہ لے گیا بے کار، درد گردہ (میں مبتلا ہو گیا) جب کوئی شخص
مفت کسی زحمت میں پڑ جائے جس سے کسی طرح کا نفع نہ ہو
تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(۵۷۲) خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست

زندگی ہے تو اچھی چیز مگر افسوس کہ ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔

(۵۷۳) خوشامد ہر کہ را گفتی خوشامد

جس کی خوشامد کرو اُسی کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔

(۵۷۴) خوش بود تا محک تجربہ آید بمیاں
تا سیہ روے شود ہر کہ درو غش باشد

اچھا ہو اگر تجربے کی کسوٹی بیچ میں آجائے تاکہ جس میں میل ہو اُس کا منہ کالا ہو جائے سونے کو کسوٹی پر کسنے سے اگر سنہرا چمکدار نشان پڑ جائے تو سونا کھرا ہے اور اگر سیاہی مائل نشان پڑے تو کھوٹا ہے۔ مراد اس شعر سے یہ ہوتی ہے کہ تجربہ بھی گویا ایک طرح کی کسوٹی ہے جس سے اچھائی برائی، جھوٹ سچ سب کھل جاتا ہے۔

(۵۷۵) خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں ؎ گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

بہتر یہ ہے کہ دلبروں کا راز دوسروں کے قصے میں بیان کیا جائے یعنی اگر کسی کا کوئی راز کہنا ہو تو اُس کا نام لیکر نہ کہو دوسروں کے نام سے بیان کرو۔

(۵۷۶) خوش حال کسانے کہ بہر حال خوش اند

خوش حال وہی ہیں کہ جو ہر حال میں خوش ہیں۔

(۵۷۷) خوش خو خویش بیگانگاں است و بدخو بیگانہ خویشاں

خوش اخلاق آدمی غیروں کے لیے اپنا ہے اور بد اخلاق آدمی اپنوں کے لیے غیر ہے۔ یعنی جو شخص سب لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے اُس سے غیر بھی عزیزوں کی طرح محبت

کرنے لگتے ہیں اور جو شخص بُرا برتاؤ کرتا ہے اُس سے عزیز بھی
غیروں کی طرح الگ رہتے ہیں۔

(۵۷۸) خوے بد در طبیعتے کہ نشست
نہ رود جز بوقت مرگ از دست
بُری عادت جس دل میں بیٹھ گئی پھر مرتے ہی وقت نکلتی ہے۔

(۵۷۹) خوے بد را بہانۂ بسیار
بُری عادت کے لئے بہانے بہت ہیں۔ یعنی اگر کسی شخص کو کوئی
بُرا کام کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے تو وہ کسی نہ کسی حیلے سے
وہ کام ضرور کرتا ہے۔

(۵۸۰) خویشی بہ خوشی سودا بہ رضا
قرابت خوشی سے اور سودا رضا مندی سے ہوتا ہے۔

(۵۸۱) خَیْرُ الاُمُورِ اَوْسَطُهَا
ہر کام کا اوسط اچھا ہوتا ہے یعنی ہر کام کی ایک مناسب حد ہوتی ہے
اُس کے آگے بڑھ جانا بھی بُرا ہوتا ہے اور اس سے پیچھے رہنا بھی بُرا ہے۔

(۵۸۲) دارم چرا نپوشم
میرے پاس ہے پھر کیوں نہ پہنوں۔ جب کوئی آدمی کوئی چیز بے موقع
یا بے ضرورت پہن لیتا ہے تو یہ جملہ کہتے ہیں۔

(۵۸۳) داشتہ آید بکار اگرچہ باشد سر مار
رکھی ہوئی چیز کام آتی ہے اگرچہ وہ سانپ کا سر ہو یعنی ہوئی چیز

کتنی ہی بیکار کیوں نہ معلوم ہوتی ہو مگر کبھی نہ کبھی کام
دے ہی جاتی ہے۔

(۵۸۴) داغ فرزندے کند فرزند دیگر را عزیز
ایک لڑکے کا داغ دوسرے لڑکے کو پیارا کر دیتا ہے۔
یعنی جس کا ایک لڑکا مر جاتا ہے اس کو دوسرے لڑکے
سے زیادہ محبت ہو جاتی ہے۔

(۵۸۵) دامے درمے قدمے سخنے
کوڑی سے پیسے سے (ہاتھ) پاؤں سے زبان سے۔
یعنی ہر طرح سے۔

(۵۸۶) داند آنکس کہ فصاحت بکلامے دارد
ہر سخن موقع و ہر نقطہ مقامے دارد
جس شخص کے کلام میں فصاحت ہے وہ جانتا ہے کہ ہر بات
کا ایک موقع اور ہر نقطے کا ایک مقام ہوتا ہے۔

(۵۸۷) دانہ دانہ بہم شود انبار
دانہ دانہ ملکر ڈھیر ہو جاتا ہے۔ تھوڑا تھوڑا بہت ہو جاتا ہے۔

(۵۸۸) دانی ہمہ اوست ور نہ دانی ہمہ اوست
جانو تو سب کچھ وہی ہے اور اگر نہ جانو تو سب کچھ وہی ہے۔
اس قول سے یہ مراد ہوتی ہے کہ تمھارے جاننے نہ جاننے سے
حقیقت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

(۵۸۹) در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند

لالچ چڑیوں اور مچھلیوں کو گرفتار کروا دیتی ہے۔ یعنی لالچ کرنے والا طرح طرح کی دقتوں اور مصیبتوں میں پھنس جاتا ہے۔

(۵۹۰) دریں چہ شک

اس میں کیا شک ہے۔

(۵۹۱) دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ نا مد بروں تختہ بر کنار

اس گرداب میں ہزاروں کشتیاں ایسی ڈوبیں کہ ایک تختہ بھی کنارے نہ نکلا۔

(۵۹۲) در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

باغ میں لالہ اگتا ہے اور شور زمین میں گھاس۔ یعنی جیسی جس کی طبیعت کی افتاد ہوتی ہے ویسا ہی اثر وہ ہر چیز سے لیتا ہے (گلستاں)

(۵۹۳) در بلا بودن بہ از بیم بلا

بلا میں ہونا بلا کے خوف سے اچھا ہے۔ یعنی کسی مصیبت کے آنے سے پہلے اس کے خوف سے جتنی تکلیف ہوتی ہے اتنی مصیبت میں گرفتار ہو جانے سے بھی نہیں ہوتی۔

(۵۹۴) در بیاباں فقیر گرسنہ را ٭ شلغم پختہ بہ ز نقرۂ خام

جنگل میں بھوکے فقیر کے لیے پکا ہوا شلغم خالص چاندی سے

اچھا ہے۔ یعنی ادنیٰ سے ادنیٰ کوئی چیز جو ضرورت کے وقت
کام آئے اُس اعلیٰ سے اعلیٰ چیز سے بہتر ہے جس سے ہمارا کام
نہ نکل سکے۔

(۵۹۵) در بیاباں گر بہ شوقِ کعبہ خواہی زد قدم
سرزنشہا گر کند خارِ مغیلاں غم مخور

اگر کعبے کے شوق میں بیابان میں قدم رکھنا چاہتا ہے تو ببول کے
کانٹوں کے چبھنے کی پروا نہ کر۔ یعنی اگر کوئی کام کرنے کا مصمم ارادہ ہو اس میں جو
تکلیفیں پیش آئیں ان کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

(۵۹۶) در بیشہ گماں مبر کہ خالی است + باشد (شاید) کہ پلنگ خفتہ باشد

جنگل میں گمان نہ کر کہ وہ خالی ہے۔ ممکن ہے کہ چیتا سو رہا ہو۔ یعنی
آدمی کو ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہئے۔ کبھی کہیں یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہمارا
کوئی مخالف یا دشمن نہیں ہے۔

(۵۹۷) در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استادِ ازل گفت ہماں می گویم

مجھ کو طوطے کی طرح رکھا ہے۔ استادِ ازل نے آئینے کے پیچھے سے
جو کچھ کہا وہی میں بھی کہہ دیتا ہوں۔ جب کوئی شخص اپنی عقل سے
بات نہیں کرتا کسی دوسرے کی کہی ہوئی یا سکھائی ہوئی باتیں کہہ رہا
ہے یا جب کوئی شخص کسی معاملے میں خود کوئی رائے نہیں رکھتا
کسی دوسرے کی رائے بیان کر دیتا ہے تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔ کبھی

کبھی اس شعر کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ اپنے اقوال و افعال میں ہم کو کچھ دخل نہیں خدا جو کچھ ہمارے دل میں ڈال دیتا ہے ہم وہی کہتے ہیں اور وہی کرتے ہیں۔ یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ ہم لکیر کے فقیر ہیں۔ جو بات باوا آدم کے زمانے سے ہوتی چلی آئی ہے وہی ہم بھی کرتے ہیں۔

نوٹ۔ طوطے کو پڑھانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس کا پنجرہ ایک آئینے کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے اور پڑھانے والا آئینے کے پیچھے بیٹھ کر طرح طرح کی بولیاں بولتا ہے طوطا آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر یہ سمجھتا ہے کہ یہ دوسرا طوطا ہے جو بول رہا ہے۔ اور اپنے ہم جنس کو بولتے دیکھ کر خود بھی وہی بولیاں بولنے لگتا ہے۔

(۵۵۸) در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست
مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

ہر رونے کے بعد آخر ہنسی ہے۔ انجام پر نظر رکھنے والا آدمی مبارک بندہ ہے۔ جو شخص انجام پر نظر رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ کوئی غم ہمیشہ باقی نہیں رہتا اس لئے وہ کسی غم انگیز حادثے سے بہت پریشان نہیں ہوتا۔

(۵۵۹) در حضرت کریم تقاضا چہ حاجت است

سخی کے سامنے تقاضا کرنے کی کیا ضرورت ہے یعنی سخی آدمیوں کو

اگر معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص حاجتمند ہے تو وہ خود اس کی مدد کرتے ہیں، ان سے مانگنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۶۰۰) در خانہ اگر کس است یک حرف بس است

اگر گھر میں کوئی آدمی ہے تو ایک بات کہہ دینا کافی ہے یعنی اگر تمھارا مخاطب کوئی عقلمند آدمی ہے تو ایک اشارہ کافی ہے۔

(۶۰۱) در خانہ مور شبنمے طوفان است

چیونٹی کے گھر میں ذراسی شبنم ہی ایک طوفان ہے یعنی وہی بات جو ایک بڑے آدمی پر کچھ اثر نہیں کرتی چھوٹے آدمی پر اس کا بہت کچھ اثر پڑتا ہے۔ مثلاً کسی امیر آدمی کا ایک روپیہ کھو جائے تو اسے کچھ بھی تکلیف نہ ہوگی اور اگر کسی غریب کا ایک روپیہ جاتا رہے تو اس کے یہاں کئی فاقے ہو جائیں گے۔

(۶۰۲) درخت کاہلی کفر آورد بار

کاہلی کے درخت میں کفر کا پھل لگتا ہے۔ یعنی کاہلی اتنی بری چیز ہے کہ اس کا انجام کفر تک پہنچتا ہے۔

(۶۰۳) درد خود پیش دردمند بگو

اپنی مصیبت اس شخص کے سامنے بیان کرو جس پر کوئی مصیبت پڑی ہو (وہ تمھاری حالت خوب سمجھے گا اور تم سے ہمدردی کرےگا)

(۶۰۴) درِ درویش را درباں نباید

فقیر کے دروازے پر درباں کی ضرورت نہیں۔ یعنی اللہ والوں

کے یہاں کسی کی روک ٹوک نہیں۔

(۶۰۵) دردست دیگرے ست خزان و بہار ما

ہماری خزاں اور بہار کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ یعنی ہمارا خوش اور رنجیدہ رہنا کسی دوسرے شخص کے اختیار میں ہے وہ چاہے تو ہم کو خوش رکھے اور چاہے تو رنجیدہ رکھے۔

(۶۰۶) در رہِ منزلِ لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں
شرطِ اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

لیلیٰ کے مکان کے راستے میں جان کے خطرے بہت ہیں (اگر تم وہاں پہنچنا چاہتے ہو تو) شرط یہ ہے کہ پہلے ہی قدم پر مجنوں ہو جاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ کسی اعلیٰ مقصد کے حصول میں بہت سی دقتیں پیش آتی ہیں اور وہی شخص کامیاب ہو سکتا ہے جو اس کے حاصل کرنے کی دھن میں دنیا و ما فیہا کو بھول جائے۔

(۶۰۷) درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

سختی و نرمی ساتھ ساتھ اچھی ہوتی ہے جس طرح فصد کھولنے والا کہ نشتر بھی دیتا ہے اور مرہم بھی لگاتا ہے۔ یعنی آدمی میں سختی اور نرمی دونوں ہونا چاہئے۔ سختی کے موقع پر سختی اور نرمی کے موقع پر نرمی کرنا چاہئے۔ نہ ہمیشہ سختی اچھی ہے نہ ہمیشہ نرمی۔

(۶۰۸) در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست

معاف کرنے میں وہ لذت ہے جو بدلہ لینے میں نہیں ہے

(۶۰۹) در عمل کوش ہرچہ خواہی پوش

نیک کام کرنے کی کوشش کرو اور جو چاہو پہنو۔ یعنی اچھے لوگوں کا سا لباس پہن لینا بے سود ہے اچھے کام کرنا چاہیئے۔

(۶۱۰) در کارِ خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

نیک کام کے لئے استخارہ کی ضرورت کچھ نہیں ہے۔ یعنی کسی اچھے کام میں نہ پس و پیش کرنے کی ضرورت ہے نہ صلاح و مشورہ کی حاجت۔

استخارہ = مسلمانوں میں دستور ہے کہ جب کسی نازک موقع پہ عقل یہ تصفیہ نہیں کر سکتی کہ فلاں کام کیا جائے یا نہ کیا جائے تو طبیعت کی یکسوئی کے لئے خدا کی طرف دھیان لگا کے دل میں اُس سے مشورہ کرتے ہیں اور قرعہ ڈالتے ہیں اور قرعہ کے حکم کے مطابق اُس کام کو اختیار یا ترک کرتے ہیں۔ اس قرعہ اندازی کو استخارہ کہتے ہیں۔ لفظ استخارہ کے لغوی معنی ہیں طلب خیر کرنا۔ بھلائی چاہنا۔ استخارہ کے کئی طریقے رائج ہیں۔

(۶۱۱) در کفر ہم ثابت نۂ زنار را رسوا مکن

تو کفر میں بھی پکا نہیں ہے زنار کو ذلیل نہ کر۔ یعنی تم جس جماعت کے رکن ہونے کا دعویٰ کرتے رہو اس کے معیار پر کبھی پورے

نہیں اُترتے۔ اس لئے تمھارا یہ دعویٰ بھی اُس جماعت
کی توہین ہے۔

(۶۱۲) در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را
افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

اپنی محفل میں مجھ جیسے آدمی کو داخل نہ ہونے دو۔ غمگین آدمی
پوری محفل کو غمگین کر دیتا ہے۔

(۶۱۳) درمیانِ رازِ مشتاقاں قلم نا محرم است

شوق والوں کے رازوں میں قلم اجنبی ہے۔ یعنی اہلِ شوق کے
راز لکھنے کی چیز نہیں ہے۔ اُن کو دل ہی خوب سمجھتا ہے۔ نہ زبان
میں ان کے بیان کی قدرت ہے نہ قلم میں ان کے لکھنے کی طاقت۔

(۶۱۴) درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش
(دیکھو ۱۵۶)

(۶۱۵) دروغ وراست بر گردنِ راوی

جھوٹ سچ بیان کرنے والے کی گردن پر۔ اس فقرے کے
کہنے والے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ بات ہم نے یونہی بیان کی گئی
ہے خدا جانے سچ ہے یا جھوٹ۔

(۶۱۶) دروغ گو را تا بہ در باید رسانید
جھوٹے کو دروازے تک پہنچانا چاہئے۔ اس سے یہ مطلب

ہوتا ہے کہ جھوٹے کو جھوٹ بولنے کا اس قدر موقع دینا چاہئے
کہ اُس کا جھوٹ کھل جائے۔

(۶۱۷) دروغ گورا حافظہ نباشد
جھوٹ بولنے والے کو بات یاد نہیں رہتی۔

(۶۱۸) دروغ گویم بروے تو
تیرے منہ پر جھوٹ بولتا ہوں۔ جب کوئی کسی دوسرے
کے سامنے اُسی کے بارے میں کوئی جھوٹی بات کہتا ہے تو
وہ دوسرا شخص یہ جملہ کہتا ہے۔

(۶۱۹) دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز
جس جھوٹ میں کوئی مصلحت شامل ہو وہ اُس سچ سے اچھا
ہے جس سے کوئی فساد اُٹھ کھڑا ہو۔

(۶۲۰) درویش صفت باش و کلاہِ تتری دار
(دیکھو ع ۳۸۴)

(۶۲۱) درویش ہر کجا کہ شب آید سرائے اوست
فقیر کو جہاں رات ہو جائے وہی اُس کا گھر ہے۔

(۶۲۲) دُرِّ یتیم را ہمہ کس مشتری بود
عمدہ موتی کے سب خریدار ہوتے ہیں۔ یعنی اچھی چیز کی سب
قدر کرتے ہیں۔
نوٹ: جب کسی سیپ سے ایک ہی موتی نکلتا ہے تو اُسے

دُرِّ یتیم کہتے ہیں۔ ایسا موتی بالعموم بہت بڑا اور بہت قیمتی ہوتا ہے۔

(۶۲۳) دزد از خانۂ مفلس خجل آید بیروں

مفلس کے گھر سے چور شرمندہ نکلتا ہے۔

(۶۲۴) دزد دانا می کشد اول چراغ خانہ را

عقلمند چور پہلے گھر کا چراغ بجھا دیتا ہے۔ یعنی ہوشیار اور چالاک لوگ جب کوئی بُرا کام کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اس کا انتظام کر لیتے ہیں کہ کوئی اُن کی بدکاری سے واقف نہ ہو سکے۔

(۶۲۵) دست از طلب ندارم تا کام من برآید

جب تک میرا مقصد حاصل نہ ہو جائے گا میں طلب سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا۔ یعنی کوشش سے باز نہ رہونگا۔ اس مصرع سے مستقل ارادے کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

(۶۲۶) دست بہ کار و دل بہ یار

ہاتھ کام میں اور دل دوست میں۔ یہ فقرہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی شخص ہاتھ سے کچھ کام کر رہا ہو مگر اُس کی طرف متوجہ نہ ہو دل میں کچھ اور سوچ رہا ہو۔

(۶۲۷) دست بے ہنر کفچۂ گدائی است

جس ہاتھ میں کوئی ہنر نہ ہو وہ گدائی کا کفچہ (بھیک کا پیالہ) ہے جس شخص کو کوئی ہنر نہیں آتا اُسے بھیک مانگنا پڑتی ہے۔

(۴۲۸) دست خود دہان خود

اپنا ہاتھ اور اپنا منہ - یہ فقرہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی بے تکلف مہمان سے یہ کہنا مقصود ہوتا ہے کہ فلاں چیز تم خود اپنے ہاتھ سے نکالو اور کھاؤ۔

(۴۲۹) دست زیر سنگ را آہستہ می باید کشید

پتھر کے نیچے دبے ہوئے ہاتھ کو آہستہ سے کھینچنا چاہئیے یعنی جب کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ تو اطمینان سے خوب سوچ سمجھ کے اُس سے نکلنے کی تدبیر کرو۔ جلدی میں کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھو کہ وہ مصیبت اور بڑھ جائے۔

(۴۳۰) دست شکستہ وبال گردن

ٹوٹا ہوا ہاتھ گردن کے لئے وبال ہے یعنی جب تک کسی چیز سے ہمارا کام نکلتا رہتا ہے اسی وقت تک ہم اس کی قدر کرتے ہیں اور وہ چیز ہم کو پیاری ہوتی ہے مگر جب وہ ہمارے کام کی نہیں رہتی تو اس کو اپنے پاس رکھنا بھی ہمیں گراں گزرتا ہے۔

(۴۳۱) دست من کوتاہ و خرما بر نخیل

میرا ہاتھ چھوٹا ہے اور چھوہارے درخت پر ہیں۔ جب کوئی چیز کسی دسترس سے باہر ہوتی ہے تو وہ یہ قول نقل کرتا ہے۔
نخیل = چھوہارے کا درخت۔

(۶۳۲) دشمن اگر قویست نگہباں قوی تر است

اگر دشمن طاقتور ہے تو حفاظت کرنے والا (خدا) اس سے زیادہ طاقتور ہے۔

(۶۳۳) دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

اگر دوست مہربان ہو تو دشمن کیا کر سکتا ہے، دوست سے خدا بھی مراد لیتے ہیں۔

(۶۳۴) دشمن دانا بہ از دوست نادان

عقلمند دشمن بے عقل دوست سے بہتر ہے۔

(۶۳۵) دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد

دشمن کو حقیر اور بے بس نہیں سمجھ سکتے۔ یعنی دشمن کتنا ہی کمزور اور کتنا ہی بے بس کیوں نہ ہو اس کی طرف سے غافل نہ رہنا چاہئے۔

(۶۳۶) دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

کوئی دل ہاتھ میں لو (یعنی کسی کی دلجوئی کرو) کہ یہ حج اکبر ہے ایک دل ہزاروں کعبہ سے بہتر ہے۔ یعنی ایک شخص کی دلجوئی کرنا ہزاروں کعبوں کے طواف سے یا کعبہ کے ہزاروں طوافوں سے بہتر ہے۔ اکثر اس شعر کا صرف پہلا مصرع پڑھتے ہیں۔

(۶۳۷) دل بدست دگرے دادن و حیراں بودن

اپنا دل کسی دوسرے کے ہاتھ میں دیدینا اور حیران ہونا۔ جب

کوئی شخص بیٹھے بٹھائے کوئی زحمت مول لیتا ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۴۳۸) **دل بہ یار و دست بہ کار**

(دیکھو ۴۲۶)

(۴۳۹) **دل را بہ دل رہیست دریں گنبد سپہر**

آسمان کے اس گنبد میں (یعنی دنیا میں) دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔

(۴۴۰) **دل نخواستہ را عذر بسیار**

جس کام کو دل نہ چاہے اس کے لئے عذر بہت ہیں۔

(۴۴۱) **دل ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم**

سارا دل داغ داغ ہوگیا ہے کہاں کہاں پھایا رکھوں۔
جب کسی کام میں اتنی خرابیاں آپڑتی ہیں کہ اس کی درستی امکان سے باہر ہوجاتی ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں (دیکھو ۳۹۲)

(۴۴۲) **دلے دارم و اندوہے سرے دارم و سودائے**

میرا دل ہے اور غم ہے۔ میرا سر ہے اور سودا ہے۔ اس مصرعے سے اپنی پریشانیوں اور مصیبتوں کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

(۴۴۳) **دنیا و ما فیہا**

دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے۔

(۴۴۴) دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ

دنیا ہیچ ہے اور دنیا کے سب کام ہیچ ہیں۔

(۴۴۵) دو چیز تیرۂ عقل است دم فرو بستن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

بولنے کے وقت چپ رہنا اور چپ رہنے کے وقت بولنا
ان دو چیزوں سے عقل کی کمی ظاہر ہوتی ہے۔

(۴۴۶) دو چیز در دو چیز گفتن نہ شاید۔ ذکر جوانی در پیری
و ذکر توانگری در فقیری

دو چیزوں کا ذکر دو حالتوں میں نہ کرنا چاہیے۔ جوانی کا ذکر
بڑھاپے میں اور امیری کا ذکر غریبی میں۔

(۴۴۷) دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را

جب دو دل ایک ہو جاتے ہیں تو پہاڑ توڑ ڈالتے ہیں اور
مجمع کو پراگندہ کر دیتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اتفاق و اتحاد سے
بڑے بڑے کام کیے جا سکتے ہیں۔

(۴۴۸) دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

دوست وہ ہے جو پریشانی اور تکلیف کی حالت میں دوست
کا ہاتھ پکڑے یعنی اس کی مدد کرے۔

(۶۴۹) دوست گر دوست شود ہر دو جہاں دشمن گیر

دوست اگر دوست ہو جائے تو دونوں جہانوں کو دشمن سمجھو۔ یعنی جسے تم چاہتے ہو وہ اگر حقیقت میں تمہارا دوست ہو جائے تو پھر دنیا کی کسی چیز سے تعلق نہ رکھنا چاہئے۔

(۶۵۰) دوستی بے خرد چوں دشمنی ست

بے وقوف کی دوستی بھی دشمنی کے مانند ہے۔

(۶۵۱) دوستی مایۂ ناز است نہ کہ سرمایۂ دولت

دوستی ناز کا سامان ہے دولت کا سرمایہ نہیں۔ یعنی دوستی وہ چیز ہے جس پر فخر کیا جائے۔ دولت جمع کرنے کا ذریعہ نہیں ہے اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ فلاں شخص کی دوستی سے تم کو کیا حاصل اور وہ جواب میں یہ قول نقل کر دے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دوستی خود ہی ایسی چیز ہے جس پر ناز کیا جائے یہ دیکھنے کی ضرورت نہیں کہ دوستی سے حاصل کیا ہوگا۔

(۶۵۲) دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را
بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ

مجنوں کی جان کو دہرا عذاب ہے۔ لیلیٰ کی صحبت کی بلا اور لیلیٰ کی جدائی۔ یہ شعر اس وقت پڑھتے ہیں جب کسی بات کے دو پہلو ہوں اور ہر پہلو کو اختیار کرنے میں کچھ نہ کچھ خرابی لازم آتی ہو۔

(۴۵۳) ده درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند
دس فقیر ایک کملی میں سو رہتے ہیں مگر دو بادشاہ ایک ملک
میں نہیں سماتے ہیں۔

(۴۵۴) دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ
کتے کا منہ نوالے سے سی دینا ہی اچھا ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص
کچھ صرف کر دینے سے کسی بدزبان کی بدزبانی سے بچ سکتا ہو تو
اُسے صرف کر دینا ہی مناسب ہے۔

(۴۵۵) دیر آید درست آید
جو کام دیر میں ہوتا ہے وہ ٹھیک ہوتا ہے۔

(۴۵۶) دیگر مجو دمتاز کہ ترکی تمام شد
اب اپنے اوپر ناز نہ کرو کیونکہ ترکی تمام ہوگئی۔ یعنی تمہارا
سارا زور شور ختم ہوگیا رعب داب مٹ گیا اب غرور کس بات پر ہے۔

(۴۵۷) دیوار ہم گوش دارد
دیوار کے بھی کان ہوتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی بات پوشیدہ رکھنا ہو
تو تنہائی میں بھی اُسے منہ سے نہ نکالو ممکن ہے کہ کوئی دیوار کی آڑ
سے سن رہا ہو۔

(۴۵۸) دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند
دیوانہ ہو جا تاکہ دوسرے لوگ تیری خبر گیری کریں۔ یعنی اگر تو
بے غمی اور بے فکری کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے، تو دیوانہ ہو جا

ورنہ جب تک ہوش و حواس بجا ہیں فکروں سے نجات نہیں مل سکتی۔

(۶۵۹) دیوانہ بکار خویش ہشیار

دیوانہ (مگر) اپنے کام کے لئے ہوشیار۔ بعض لوگ دیکھتے ہیں بے وقوف سے معلوم ہوتے ہیں مگر اپنے معاملات میں بڑے ہوشیار ہوتے ہیں یہ مصرع ایسے ہی لوگوں کے لئے کہا گیا ہے۔

(۶۶۰) دیوانہ را ہوئے بس است

دیوانے کے لئے ایک ہو کافی ہے یہ فقرہ ایسے لوگوں کے لئے استعمال کرتے ہیں جو ذرا سے چھیڑ دینے پر بہت کچھ کہنے یا کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

(۶۶۱) دیو بگریز د ازاں قوم کہ قرآن خوانند
آدمی زادہ نگہ دار کہ مصحف نہ برد

جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں اُن سے شیطان بھاگتا ہے مگر آدمی پر نگاہ رکھو کہیں قرآن ہی نہ لے بھاگے یعنی آدمی خود سب سے بڑا شیطان ہے اور اس کی شیطنت سے بچنا بہت مشکل ہے۔

(۶۶۲) ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ یہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔ جب کوئی شخص کسی کو بہت اچھی حالت میں دیکھتا ہے یا اُس میں کوئی عمدہ وصف یا غیر معمولی قابلیت پاتا ہے تو یہ

آہستہ پڑھتا ہے۔

(۶۶۳) ذِکرُ العَیشِ نِصفُ العَیش

عیش کا ذکر آدھا عیش ہے یعنی عیش و آرام کے ذکر میں بھی کچھ عیش کا سا لطف ہوتا ہے۔

(۶۶۴) ذکرِ مکان از ادبِ مکیں

مکان کا ذکر مکین (یعنی مکان میں رہنے والے) کے ادب سے یہ فقرہ اس موقع پر بولتے ہیں۔ جب کسی ایسی چیز کا ذکر کیا جاتا ہے جو خود قابلِ ذکر نہیں ہوتی بلکہ اُس کا تعلق کسی دوسری قابلِ ذکر ذات سے ہوتا ہے۔

(۶۶۵) ذوقِ چمن ز خاطرِ صیاد می رود

چڑیمار کے دل سے چمن کا لطف جاتا رہتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ جو کام اپنے شوق سے کیا جاتا ہے اُس میں بہت لطف آتا ہے اور جو کام ضرورتوں سے مجبور ہو کر کرنا پڑتا ہے اس میں کوئی لطف باقی نہیں رہتا۔ اس میں شک نہیں کہ چمن کی سیر بڑے لطف کی چیز ہے مگر ایک چڑیمار جو اپنے شوق سے نہیں بلکہ اپنا پیٹ پالنے کے لیے چڑیوں کا شکار کرنے کی غرض سے روز چمن میں جایا کرتا ہے اسے اس سیر میں کچھ بھی لطف نہیں آتا۔

(۶۶۶) ذوقِ گل چیدن اگر داری بہ گلزارے برو

اگر تجھے پھول چننے کا شوق ہے تو کسی پھلواری میں جا یعنی اگر تم

کوئی مقصد حاصل کرنا چاہتے ہو تو گھر سے نکلو اور مناسب تدبیریں اختیار کرو۔ بغیر دوڑ دھوپ کئے گھر بیٹھے کوئی مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔

(۶۶۷) راحت طلبان درد دل زار ندانند

جن کی زندگی راحت میں گزرتی ہے وہ درد بھرے دل کا دکھ نہیں سمجھتے۔

(۶۶۸) راز خود با یار خود چندان کہ بتوانی مگو

جہاں تک ممکن ہو اپنا راز اپنے دوست سے بھی نہ کہو۔

(۶۶۹) راز درون پردہ ز رندان مست پرس

پردے کے اندر کا راز مست رندوں سے پوچھو۔ اس سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ جن رازوں سے ہم واقف ہیں تم کو ان کی کیا خبر۔

(۶۷۰) راز دل جز بیار نتوان گفت

دل کا بھید دوست کے سوا کسی سے نہیں کہا جاتا۔

(۶۷۱) راست و دروغ بر گردن راوی

جھوٹ سچ بیان کرنے والے کی گردن پر۔ اس فقرے سے مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ بات ہم سے یوں ہی بیان کی گئی ہے معلوم نہیں کہ سچ ہے یا جھوٹ۔ (دیکھو ۵۱۱)

(۶۷۲) راستی را زوال کے باشد

سچائی کو زوال کہاں۔ یعنی "سانچ کو آنچ نہیں"۔

(۴۷۳) راستی موجب رضائے خدا است

سچائی خدا کی خوشنودی کا باعث ہے۔

(۴۷۴) رحمۃ اللہ علیہ

اُس پر خدا کی رحمت ہو۔ کسی مرحوم بزرگ کے نام کے ساتھ یہ دعائیہ فقرہ استعمال کرتے ہیں۔

(۴۷۵) رحمت حق بہانہ می خواہد
رحمت حق بہا نمی خواہد

خدا کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے۔ خدا کی رحمت قیمت نہیں چاہتی۔

(۴۷۶) رزق را روزی رساں پر می دہد

روزی دینے والا۔ یعنی خدا رزق کو پر دے دیتا ہے یعنی ہر شخص کا رزق کسی نہ کسی طرح اُس کے پاس ضرور پہنچ جاتا ہے۔

(۴۷۷) رسیدہ مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند
چناں نماند و چنیں نیز ہم نخواہد ماند

خوشخبری پہنچی کہ غم کے دن باقی نہ رہیں گے نہ وہ حالت باقی رہی نہ یہ حالت باقی رہے گی۔ یعنی نہ وہ عیش کے دن باقی رہے نہ یہ غم کا زمانہ باقی رہے گا۔

(۴۷۸) رشتہ در گردنم افگندہ دوست می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

دوست نے میری گردن میں ایک رسی ڈال دی ہے اور جہاں

اس کا جی چاہتا ہے مجھے لے جاتا ہے۔ یعنی میں کوئی کام اپنی
خوشی سے نہیں کرتا مجھے کسی دوسرے کی مرضی کے مطابق چلنا
پڑتا ہے۔

(۶۷۹) رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ

مالک کی مرضی سب چیزوں سے بہتر ہے۔ یعنی وہی کام کرنا
چاہئے جس سے خدا خوش ہو۔ اس جملے کے یہ معنی بھی ہوتے
ہیں کہ ہمارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا وہی ہوتا ہے جو خدا
چاہتا ہے۔ جب کسی شخص پر کوئی سخت حادثہ گزر جاتا ہے
تو بھی تسکین قلب یا تلقین صبر کے لئے یہ قول نقل کرتے ہیں
مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا کی مرضی میں بندوں کو کیا دخل جو کچھ
اس کی مرضی تھی وہی ہوا۔

(۶۸۰) رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

خدا اُس سے راضی ہو۔ بزرگان دین کا نام لینے کے بعد اکثر
مسلمان یہ فقرہ کہتے ہیں۔

(۶۸۱) رفتن بہ پائے مردئ ہمسایہ در بہشت

پڑوسی کے برتے پر بہشت میں جانا۔ یعنی کسی دوسرے کے
برتے پر کوئی کام کرنا (دیکھو ۴۹۱)

(۶۸۲) رفیق کنج تنہائی کتاب است

کتاب گوشۂ تنہائی کی رفیق ہے۔ یعنی تنہائی کی حالت میں

کتاب ایک رفیق کا کام دیتی ہے۔

(۶۸۳) رقص کردن خود نداند صحن را گوید کج است

ناچ نہ آئے آنگن ٹیڑھا۔

(۶۸۴) رموزِ عاشقاں عاشق بداند

عاشقوں کے راز عاشق ہی جانتا ہے۔ یعنی کسی کی حالت یا کیفیت کا صحیح اندازہ وہی کر سکتا ہے جس کی خود ہی حالت یا کیفیت ہو۔

(۶۸۵) رموز مملکت خویش خسرواں دانند

اپنی سلطنت کے راز بادشاہ ہی جانتے ہیں۔ عام محاورے میں اس مصرع کے یہ معنی لئے جاتے ہیں کہ ہر شخص اپنی مصلحتیں خود ہی سمجھتا ہے دوسرے لوگ نہیں سمجھ سکتے۔

(۶۸۶) رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار

بے نام و ننگ رند کو مصلحت بینی سے کیا کام۔ یعنی ایک رند مشرب لاابالی آدمی جس کو نیک نامی اور بدنامی کی کبھی پرواہ نہیں مصلحت پر کیوں نظر کرے انجام کیوں سوچے جو اُس کے جی میں آتا ہے کر گزرتا ہے۔

(۶۸۷) رندی و ہوسناکی در عہد شباب اولیٰ

رندی اور ہوس پرستی جوانی ہی میں ٹھیک ہے۔ بڑھاپے میں یہ باتیں زیب نہیں دیتی ہیں۔

(۴۸۸) رنگریز بریش خود درماندہ

رنگریز اپنی داڑھی میں عاجز ہے۔ یعنی وہ اور سب چیزیں تو رنگ دیتا ہے مگر اپنی داڑھی نہیں رنگ سکتا۔ مراد یہ ہے کہ دوسروں کے بگڑے ہوئے کام بنانا آسان ہے مگر جب خود کسی پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو کچھ بنائے نہیں بنتی۔

(۴۸۹) رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

میری آنکھ کی مہتابی اور جھروکہ تیرا گھر ہے۔ کرم کر اور چلا آ کہ یہ جگہ تیرا ہی گھر ہے۔ کسی دوست کو اپنے یہاں بلاتے وقت یہ شعر لکھتے ہیں۔

(۴۹۰) روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم

ناجنس کی صحبت روح کے لئے ایک تکلیف دہ عذاب ہے۔ یعنی ایسے لوگوں میں رہنا ایک مصیبت ہے جن کے طور طریق عادات و خیالات بالکل مختلف ہوں۔

(۴۹۱) روز نو روزی نو

نیا دن نئی روزی۔ یعنی کل کے لئے آج سے فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ آج جو کچھ ملا ہے اُسے اطمینان اور بے فکری سے صرف کرو کل کی بات کل کے ساتھ ہے۔ جس خدا نے آج دیا ہے وہی کل بھی دیگا۔ اس قول کے مصداق وہ لوگ بھی ہوسکتے ہیں

جو اپنی روزی حاصل کرنیکا طریقہ روز روز بدلا کرتے ہیں۔

(۴۹۲) روزی بقدر ہمت ہر کس مقرر است

ہر شخص کی روزی اس کی ہمت کے موافق مقرر ہے۔ یعنی جتنی ہمت جو شخص کرے گا اتنی ہی روزی اُسے ملیگی۔

(۴۹۳) روشن دلاں خوشامد شاہاں نگفتہ اند
آئینہ عیب پوش سکندر نمی شود

صاف دل لوگ بادشاہوں کی خوشامد نہیں کرتے۔ آئینہ سکندر کے عیب نہیں چھپاتا۔

نوٹ۔ کہتے ہیں کہ آئینہ سکندر اعظم کی ایجاد ہے۔

(۴۹۴) رو مسخرگی پیشہ کن و مطربی آموز
تا داد خود از کہتر و مہتر بستانی

جا مسخراپن کو اپنا پیشہ بنا لے اور گانا بجانا سیکھ لے تاکہ چھوٹے بڑے سب تیری تعریف کریں۔ یعنی بلند خیال اور اعلیٰ اصول والے لوگ ہردلعزیز نہیں ہو سکتے۔ مسخرے اور گانے بجانے والے البتہ ہردلعزیز ہو سکتے ہیں۔

(۴۹۵) روئیش بہ بیں حالش مپرس

اُس کی صورت دیکھ۔ اُس کا حال نہ پوچھ۔ یعنی اس کی پریشان حالی اُس کی صورت ہی سے ظاہر ہے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۶۹۶) روئے مفلسی سیاہ

مفلسی کا منہ کالا۔

۶۹۷ رہ راست برو اگرچہ دور است

سیدھے راستے پر چلو چاہے وہ دور ہی ہو۔

(۶۹۸) ریش باید دو سہ موئے وز نخداں پوشئے
نہ کہ ریشئے کہ درو بچہ دہد خرگوشئے

داڑھی ایسی ہونا چاہیئے کہ اس میں دو تین بال ہوں اور ٹھوڑی کو چھپا لے نہ کہ وہ داڑھی جس میں خرگوش بچے دیدے۔

(۶۹۹) زبان خلق نقارۂ خدا

خلقت کی زبان خدا کا نقارہ ہے۔ یعنی اگر سب لوگ یک زبان ہو کر کہیں کہ ایسا ہوگا تو سمجھ لو کہ ویسا ہی ہوگا۔

(۷۰۰) زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم

میرے دوست کی زبان ترکی ہے اور میں ترکی زبان جانتا نہیں ہوں جب کسی کی بات یا کسی کی زبان سمجھ میں نہیں آتی تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(۷۰۱) ز جاہل گریزندہ چوں تیر باش
نیا میختہ چوں شکر شیر باش

جاہل سے تیر کی طرح دور بھاگ، دودھ شکر کی طرح (اس سے) ہل نہ جا۔

(۶۰۲) زدریا می کشد صیاد دام آہستہ آہستہ
ماہی گیر دریا سے آہستہ آہستہ جال کھینچتا ہے یعنی صبر و استقلال کے ساتھ کوشش کرنے سے آدمی رفتہ رفتہ اپنا مقصد حاصل کر لیتا ہے اور جلدی کرنے سے کام بگڑ جاتا ہے۔

(۶۰۳) زر بر سر فولاد نہی نرم شود
روپیہ اگر فولاد پر رکھ دو تو وہ بھی نرم ہو جائے۔ یعنی روپیہ کے ذریعے سے سخت سے سخت آدمی بھی رام کیا جا سکتا ہے۔

(۶۰۴) زر دادن و درد سر خریدن
روپیہ دینا اور سر کا درد خریدنا۔ اگر کوئی شخص روپیہ صرف کر کے کسی طرح کی زحمت یا تکلیف مول لے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۶۰۵) زر را زر می کشد
روپیے کو روپیہ کھینچتا ہے۔ اس جملے سے اکثر یہ مطلب ہوتا ہے کہ جن کے پاس دولت ہوتی ہے انھیں کو اور دولت ملتی ہے۔

(۶۰۶) زر زر کشد در جہاں گنج گنج
دنیا میں روپیہ روپیے کو کھینچتا ہے اور خزانہ خزانے کو یعنی مال داروں ہی کو اکثر اور دولت مل جاتی ہے۔

(۶۰۷) زر کار کند مرد لاف زند
روپیہ کام کرتا ہے اور آدمی ڈینگ مارتا ہے اگر کوئی دولتمند

کسی غریب آدمی سے فخر یہ کہے کہ میں نے مدرسہ بنوا دیا میں نے
سرا تعمیر کرا دی میں نے یہ کیا میں نے وہ کیا تو وہ آدمی یہ
قول نقل کر سکتا ہے۔

(۷۰۸) ز صد تیر آید یکے بر نشاں

سو تیروں میں کہیں ایک نشانے پر بیٹھتا ہے۔ یعنی جب
سو طرح کی تدبیریں کی جاتی ہیں تو کہیں ایک کارگر ہوتی ہے۔

(۷۰۹) زلیخا زن بود یا مرد

زلیخا عورت تھی یا مرد اگر کسی کے سامنے کوئی بات تفصیل
سے بیان کی جائے اور پھر بھی وہ اسے نہ سمجھے تو یہ جملہ بولتے ہیں
ساری داستان سن گئے اور یہ بھی نہ سمجھے کہ زلیخا عورت تھی۔

(۷۱۰) زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز

زمانہ تجھ سے موافقت نہ کریگا تو زمانے سے موافقت کر یعنی تم یہ
فضول کوشش نہ کرو کہ دنیا تمھاری ہم خیال ہو جائے۔ بلکہ تم کو
خود اس راستے پر چلنا چاہیئے جس پر دنیا چل رہی ہے۔

(۷۱۱) زمیں شق کرد و پیدا شد سر خر

زمین پھٹی اور اس میں سے گدھے کا سر نکل آیا۔ یہ جملہ اس وقت
بولتے ہیں جب کوئی ایسا آدمی یکایک آجاتا ہے جس سے
ہم سے دل لگی ہوتی ہے۔

(۱۲ ز) زمین سخت و آسمان دور

زمین سخت ہے اور آسمان دور ہے۔ یہ فقرہ اُس وقت بولتے ہیں جب کسی شخص کے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہ ہو۔ یعنی اگر زمین سخت نہ ہوتی تو وہ اُس میں سما جاتا اور اگر آسمان دور نہ ہوتا تو وہیں جا کر پناہ لیتا۔

(۱۳ ز) زمین شور سنبل بر نیارد * درو تخم عمل ضائع مگرداں

اوسر زمین میں سنبل نہیں اُگ سکتا تو اپنی محنت کا بیج اس میں ضائع نہ کر۔ یعنی پست فطرت آدمی سے اچھائی کی اُمید نہ رکھو۔

(۱۴ ز) زنان پردہ نشیں مصلحت چساں دانند

پردے میں بیٹھنے والی عورتیں مصلحت کس طرح سمجھ سکتی ہیں۔

(۱۵ ز) زن بد در سرائے مرد نکو * ہم دریں عالم است دوزخ او

اچھے آدمی کے گھر میں بُری عورت ہونا اُس کے لئے اسی دنیا میں دوزخ ہے۔

(۱۶ ز) زندہ درگور

زندہ قبر میں۔ جب کسی شخص کی زندگی سخت مصیبتوں میں کٹتی ہے یا کوئی کسی سخت غم یا مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ فلاں شخص زندہ درگور ہے۔

(۱۷ ز) زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ

دھوبی میلے کپڑے کو پتھر پر پٹختے ہیں۔ یعنی جو بُرائی کرتا ہے اُسی سے بُرا سلوک کیا جاتا ہے۔

(۷۱۸) زہے مراتب خوابے کہ بہ ز بیداریست

کیا کہنا اس خواب کا جو بیداری سے بہتر ہے۔

(۷۱۹) زینہار از قرین بد زنہار

پناہ۔ بُرے ساتھی سے پناہ! یعنی بُرے ساتھی سے خدا بچائے۔

(۷۲۰) سال گذشت حال گذشت

سال گزر گیا حال گزر گیا۔ یعنی نہ وہ زمانہ رہا نہ وہ حالت رہی۔

(۷۲۱) سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

جو سال اچھا ہوتا ہے اُس کی بہار ہی سے یہ معلوم ہو جاتا ہے۔
کسی چیز کی اچھائی بُرائی بغیر اس چیز کو دیکھے ہوئے محض بعض
علامتوں کے ذریعے سے جانی جا سکتی ہے۔

(۷۲۲) سبحان اللہ

پاک ہے خدا۔ کسی چیز یا کسی شخص کی تعریف کرتے وقت یہ فقرہ
کہتے ہیں۔ طنز اور مضحکے سے بھی یہ فقرہ استعمال کیا جاتا ہے۔

(۷۲۳) سبزہ بر سنگ نروید چہ کند باراں را

پتھر پر سبزہ اُگتا ہی نہیں ہے بارش کا کیا گناہ۔ یہ مصرع اُس
شخص کے متعلق لاتے ہیں جس میں تعلیم کا اثر قبول کرنے کا
مادہ ہی نہیں ہوتا۔

(۷۲۴) سپردم بتو مایۂ خویش را ۔ تو دانی حساب کم و بیش را

میں نے اپنا سرمایہ تیرے سپرد کر دیا اب کم زیادہ کا حساب

تو جانے۔ یعنی ہم جو کچھ کر سکتے تھے کر چکے اب ہماری کامیابی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ کسی عہدے سے سبکدوش ہوتے وقت یا کوئی رقم اور اُس کا حساب کتاب کسی دوسرے کو حوالے کرتے وقت یا اسی طرح کے اور موقعوں پر بھی یہ شعر پڑھا جاتا ہے۔

(۷۲۵) سخاوت مس عیب را کیمیاست

سخاوت عیب کے تانبے کے لئے کیمیا ہے۔ یعنی جس طرح کیمیا سے تانبا سونا بن جاتا ہے اسی طرح سخاوت آدمی کے عیبوں کو ہنر بنا دیتی ہے۔ یعنی سخی کے عیب بھی ہنر معلوم ہوتے ہیں۔

(۷۲۶) سخن تا نہ پرسند لب بستہ دار

جب تک تجھ سے کچھ نہ پوچھیں تو اپنی زبان بند رکھ۔ یعنی دوسروں کی گفتگو میں بے ضرورت دخل نہ دینا چاہئے۔

(۷۲۷) سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

اے دلبر غلطی تو یہ ہے کہ تو سخن شناس نہیں ہے۔ جب کوئی شخص کسی کے کلام پر اپنی غلط فہمی کی وجہ سے اعتراض کر بیٹھتا ہے یا بات کی تہ کو نہیں پہنچتا تو یہ مصرع پڑھتے ہیں (دیکھو ۷۵۲)

(۷۲۸) سخن فہمی عالم بالا معلوم شد

عالم بالا کی سخن فہمی معلوم ہو گئی۔ جب کوئی شخص بڑا قابل بنتا ہو اور کسی بات کا مطلب غلط سمجھے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

نوٹ۔ اس قول کے متعلق یہ حکایت مشہور ہے کہ ایک دن

اکبر بادشاہ کے دربار میں یہ ذکر ہوا کہ شیخ سعدی نے جس دن یہ شعر کہا تھا ؎ برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار۔ اسی دن اُن کا گزر ایک قبرستان میں ہوا۔ اتفاق سے وہاں اُن کو نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ آیا ہے اور کہتا ہے کہ تمھارا یہ شعر درگاہِ خدا میں مقبول ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اس نے اس شعر کے صلے میں بہشت کا ایک سیب دیا جب شیخ سعدی کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ حقیقت میں ایک نہایت خوش رنگ اور خوشبودار سیب اُن کے پاس رکھا ہوا ہے۔ فیضی نے یہ حکایت سن کر یقین نہ کیا اور کہا کہ اس شعر میں تو بہشت سے شلغم ہی ملنا چاہیے۔ میں اس سے بہتر شعر کہہ سکتا ہوں چنانچہ اُس نے یہ شعر کہا ؎ ہر گیاہے کہ از زمین روید ٭ وحدہٗ لاشریک لہ گوید۔ یہ شعر کہہ کر فیضی بھی کسی قبرستان میں جا کر سو رہے۔ اتفاق سے کسی چڑیا نے اُن کے منہ میں بیٹ کر دی۔ جب آنکھ کھلی اور یہ حالت دیکھی تو کہا: "سخن فہمی عالمِ بالا معلوم شد۔"

(۶۲۹) سرِ بریدہ بانگ نمی دہد
کٹے ہوئے سر سے آواز نہیں نکلتی (دیکھو ۴۲۵)

(۶۳۰) سرکۂ مفت از عسل شیریں تر است
مفت کا سرکہ شہد سے زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔ یعنی جس چیز میں

ذرا کم لگتے ہیں اُس کی اچھائی برائی پر نظر کی جاتی ہے اور مُفت کی چیز ہمیشہ اچھی ہی معلوم ہوتی ہے۔

۷۳۱ سرِ مار کوفتہ بہ

سانپ کا سر کچل دینا ہی اچھا ہے۔ یعنی موذی کو نیست و نابود کر دینا ہی بہتر ہے۔

۷۳۲ سرود بہ مستاں یاد دہانیدن

مستوں کو گانا یاد دلانا جو شخص نشہ میں ہو اس کے سامنے اگر گانے کا ذکر آ جائے یا کوئی کچھ گائے تو بس اُسے گانے کی دُھن ہو جاتی ہے اس لئے یہ فقرہ اس موقع پر بولتے ہیں جب کسی کے سامنے اس چیز کا ذکر کیا جائے جس کا اسے بیحد شوق ہو یا جب کسی ایسے شخص کے سامنے کسی بات کا ذکر کر دیا جائے جو اس کا ذکر سنتے ہی پیچھے پڑ جائے۔

۷۳۳ سرود خانۂ ہمسایہ حسنِ رہگذرے

پڑوسی کے گھر کا گانا اور راہگیر کا حسن (ان دونوں چیزوں سے لطف اُٹھانا جائز ہے) مطلب یہ ہے کہ جو لوگ گانے بجانے کی محفلوں میں شرکت کرنا اور عورتوں کی طرف نگاہ کرنا معیوب سمجھتے ہیں وہ بھی پڑوسیوں کے گھر کا گانا سننا اور راہ چلتی عورتوں کے حسن سے لطف اُٹھانا جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کاموں میں اُن کے ارادے کو

دخل نہیں اور ان سے بچنا ممکن نہیں۔

(۷۳۴) سطر ہا کے راست آید چوں کجی در مسطر است

جب مسطر ہی میں کجی ہے تو سطریں کیونکر سیدھی ہو سکتی ہیں۔ یعنی اگر کسی شخص کی فطرت ہی خراب ہو تو اُس سے اچھے کام نہیں ہو سکتے۔ ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر ہمارے اصول ہی غلط ہیں تو ہم صحیح نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے اور ہمارے کام کبھی ٹھیک سے نہیں ہو سکتے۔

(۷۳۵) سگ اصحاب کہف روزے چند
پے نیکاں گرفت مردم شد

اصحاب کہف کا کتا چند روز نیکوں کے پیچھے چلا اور آدمی ہو گیا (دیکھو ۳۳۹)

(۷۳۶) سگ باش برادر خرد مباش

کتا ہو جا مگر چھوٹا بھائی نہ ہو۔ اگر بڑا بھائی چھوٹے بھائی سے بہت کام لیتا ہے تو دل لگی کے طور پر یہ جملہ کہتے ہیں۔

(۷۳۷) سگ بدریاے ہفتگانہ بشوئی
چونکہ تر شد پلید تر باشد

کتے کو ساتوں سمندروں میں دھو ڈالو جب وہ بھیگے گا تو اور زیادہ نجس ہو جائے گا۔ مطلب یہ کہ جو عیب کسی کی ذات میں شامل ہو جاتا ہے وہ کسی طرح دور نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے

دور کرنے کی جتنی کوشش کی جاتی ہے وہ اتنا ہی اُبھرتا ہے۔

(۷۳۸) سگ حضور بہ از برادر دور

سامنے کا کُتا دور کے بھائی سے اچھا ہے جو آدمی اپنے پاس رہتا ہے وہ بُرا بھلا کیسا ہی ہو اس سے کچھ نہ کچھ کام نکل ہی جاتا ہے اور جو دور رہتا ہے وہ کتنا ہی اچھا اور کتنا ہی ہم سے محبت رکھنے والا کیوں نہ ہو مگر اُس کی اچھائی اور محبت ہمارے کام نہیں آ سکتی۔ یہ جملہ اکثر طنز کے موقع پر بولا جاتا ہے۔

(۷۳۹) سگ حق شناس بہ از مردم ناسپاس

حق پہچاننے والا کُتا ناشکرے آدمی سے اچھا ہے۔

(۷۴۰) سگ زرد برادر شغال

زرد کُتا گیدڑ کا بھائی۔ جب کسی بڑے آدمی کا ذکر کر کے کسی دوسرے آدمی کا نام لیتے ہیں اور یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ بھی قریب قریب اتنا ہی بُرا ہے تو یہ فقرہ بولتے ہیں۔

(۷۴۱) سلام روستائی بے غرض نیست

دہقانی کا سلام بے غرض نہیں ہے۔ جب کوئی چھوٹا آدمی بڑے آدمی کو سلام کرتا ہے اور خاموش کھڑا ہو جاتا ہے مگر اس کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی درخواست کرنا چاہتا ہے تو یہ جملہ کہتے ہیں۔

(۴۴۲) سلیماں باہمہ حشمت نظرہی داشت بامورے

حضرت سلیمان اپنی تمام شان و شوکت کے ہوتے ہوئے ایک چیونٹی کا بھی خیال رکھتے تھے۔ جب کوئی معمولی حیثیت کا آدمی کسی بڑے درجے والے آدمی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے تو یہ مصرع نقل کرتا ہے۔

(۴۴۳) سنگ آمد و سخت آمد

پتھر آیا اور بڑی زور سے آیا۔ یہ جملہ اُس وقت کہتے ہیں جب کوئی ناگوار واقعہ ہو جاتا ہے یا کوئی سخت مصیبت آپڑتی ہے۔

(۴۴۴) سَوادُ الوجہِ فی الدّارین

دونوں جہان میں روسیاہی۔

(۴۴۵) سوادِ دیدہ حل کردہ نوشتم نامہ سوئے تو
کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروئے تو

آنکھ کی سیاہی حل کرکے میں نے تجھ کو خط لکھا ہے تاکہ اسے پڑھتے وقت میری آنکھ تیرے چہرے پر پڑے۔

(۴۴۶) سوال از آسمان جواب از ریسماں

سوال آسمان کے بارے میں جواب رسی کے بارے میں۔ یعنی جواب کو سوال سے کوئی مناسبت نہیں۔

(۴۴۷) سوال دیگر جواب دیگر

سوال کچھ جواب کچھ۔

(۷۴۸) سہ جو در شکم بہ کہ سی من بہ پشت
تین جو جو پیٹ میں ہوں تیس من بوجھ سے اچھے ہیں جو پیٹھ پر
لدے ہوئے ہوں۔

(۷۴۹) سہ چیز بے سہ چیز پائدار نہ ماند علم بے بحث، مال
بے تجارت، ملک بے سیاست۔
تین چیزیں بغیر تین چیزوں کے پائدار نہیں رہتیں علم بے بحث
کے مال بے تجارت کے ملک بے سیاست کے۔

(۷۵۰) سید القوم خادمھم
قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

(۷۵۱) شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن
خوش رہ کر زندہ رہنا چاہیئے ناخوش رہ کر زندہ رہنا چاہیئے۔
یعنی زندگی بہرحال گزارنا ہے خوشی سے گزرے یا ناخوشی سے۔

(۷۵۲) شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم
میں اپنی زندگی سے خوش ہوں کہ میں نے ایک کام کیا کوئی بڑا کام
کرنے پہ یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۷۵۳) شاگرد رفتہ رفتہ بہ استادی رسد
شاگرد رفتہ رفتہ استاد کے برابر ہو جاتا ہے۔

(۷۵۴) شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را
بادشاہ اگر فقیر پر مہربانی کریں تو کیا تعجب۔ کسی ذی رتبہ آدمی

کے سامنے کوئی درخواست پیش کرتے وقت یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۷۵۵) شاہاں کم التفات بہ حال گدا کنند

بادشاہ فقیروں کے حال پر توجہ نہیں کرتے ہیں۔ یعنی امیروں کو غریبوں کی حالت کی خبر نہیں ہوتی۔

(۷۵۶) شاہد در میان کوراں مصحفے در میان زندیقاں

اندھوں میں ایک معشوق اور کافروں میں ایک قرآن ہے۔ جب کوئی قابل قدر چیز ناقدروں کے ہاتھ لگ جاتی ہے یا کوئی باکمال نااہلوں میں گھر جاتا ہے تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔

(۷۵۷) شاید کہ ہمیں بیضہ برآرد پر و بال

شاید کہ یہی انڈا بال و پر نکالے۔ شاید اسی انڈے میں سے بچہ نکلے۔ یعنی شاید یہی تدبیر کارگر ہو۔

(۷۵۸) شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں ہائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

اندھیری رات۔ طوفان کا خوف اور ایسا خوفناک بھنور۔ ساحلوں پر رہنے والے جو بے فکری سے زندگی گزارتے ہیں ہمارا حال کیا جانیں۔ یعنی عیش و عشرت میں بسر کرنے والے مصیبت زدوں کا حال نہیں جانتے۔

(۷۵۹) شتران را به سخره می گیرند
اونٹوں کو بیگار میں پکڑ لیتے ہیں۔ یعنی سیدھے آدمیوں سے لوگ مفت کے کام لیتے ہیں۔

(۷۶۰) شتر بے مہار
بے نکیل کا اونٹ۔ اس سے بے اصول اور خودسر آدمی مراد لیتے ہیں۔

(۷۶۱) شتر صالح به از مردم طالح
نیک اونٹ بدکردار آدمی سے اچھا ہے۔

(۷۶۲) شدنی شد دگر چه خواهد شد
جو ہونے والا تھا وہ ہوا اب اور کیا ہوگا۔

(۷۶۳) شرف المکان بالمکین
مکان کی عزت مکین سے ہے

(۷۶۴) شعر فہمی عالم بالا معلوم شد
(دیکھو ۱۲۸)

(۷۶۵) شعر گفتن به ز در سفتن بود؛ لیک فہمیدن به از گفتن بود
شعر کہنا موتی بیدھنے سے اچھا ہے مگر شعر سمجھنا شعر کہنے سے اچھا ہے۔

(۷۶۶) شعر مرا به مدرسه که برد
میرا شعر مدرسے میں کون لے گیا اس جملے سے یہ مراد ہوتی ہے

کہ اہلِ مدرسہ یعنی مُلّا لوگ شاعرانہ طبیعت نہیں رکھتے اس لئے
شعر کا مطلب صحیح نہیں سمجھتے اور کبھی شعر کو بُرا کہتے ہیں کبھی
شاعر کو۔

(۷۶۷) شغالے را میسّر نیست انگور
گیدڑ کو انگور میسر نہیں۔ انگور کھٹے ہیں۔

(۷۶۸) شکر بجا آر کہ مہمانِ تو ٭ روزیِ خود می خورد از خوانِ تو
شکر بجا لا کہ تیرا مہمان اپنا رزق تیرے دسترخوان پر کھاتا ہے۔
یعنی اگر تو کسی کو اپنے یہاں مہمان رکھے تو اس پر احسان نہ جتا بلکہ
خدا کا شکر کر کہ اُس نے اُس کو تیرے ذریعہ سے رزق پہنچایا۔

(۷۶۹) شکرِ نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو
عذرِ تقصیراتِ ما چنداں کہ تقصیراتِ ما
تیری نعمتوں کا اتنا شکر کرتا ہوں جتنی تیری نعمتیں ہیں اور اپنی
خطاؤں کا اتنا عذر کرتا ہوں جتنی میری خطائیں ہیں۔

(۷۷۰) شلغمِ پختہ بہ ز نقرۂ خام
پکا ہوا شلجم خالص چاندی سے اچھا ہے۔ یعنی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز
جو ضرورت کے وقت کام آئے اُس اعلےٰ سے اعلیٰ چیز سے
بہتر ہے جس کی اُس وقت ضرورت نہ ہو (دیکھو ۵۹۴)

(۷۷۱) شملہ بمقدارِ علم
جتنا علم اتنی بڑی پگڑی۔ یعنی جیسی جس کی حالت یا قابلیت ہو

ویسا ہی رکھ رکھاؤ اُس کو زیبا ہے۔

(۷۷۲) شنیدہ کے بود مانند دیدہ
سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی چیز کے مانند کہاں ہوتی ہے۔

(۷۷۳) شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست
جس دل میں شوق ہو اُس کو رہبر کی ضرورت نہیں۔

(۷۷۴) شیر قالین دگر و شیر نیستاں دگر است
قالین کا شیر اور ہے اور جنگل کا شیر اور ہے یعنی بہادری کا اظہار اور چیز ہے اور بہادر ہونا اور چیز ہے۔

(۷۷۵) شیریں نشود دہن بحلوا گفتن
حلوا کہنے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا۔ یعنی کسی چیز کا صرف ذکر کرنے سے اس چیز کا لطف حاصل نہیں ہوتا۔

(۷۷۶) شیشہ بشکستہ را پیوند کردن مشکل است
ٹوٹے ہوئے شیشے کو جوڑنا مشکل ہے۔ یعنی جب کسی طرف سے دل میں میل آجاتا ہے تو پھر صفائی بڑی مشکل سے ہوتی ہے۔

(۷۷۷) صاحب کرماں ہمیشہ مفلس باشند
کرم والے یعنی سخی لوگ ہمیشہ مفلس رہتے ہیں۔

(۷۷۸) صائب دو چیز می شکنند قدر شعر را
تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس
اے صائب شعر سمجھنے والے کی خاموشی اور نہ سمجھنے والے

کی تعریف ان دونوں چیزوں سے شعر کی قدر کم ہو جاتی ہے۔

(۷۷۹) صبر تلخ است ولیکن برِ شیریں دارد

صبر کڑوا ہے مگر اس کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ یعنی صبر کرنا مشکل کام ہے مگر صبر کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے۔

(۷۸۰) صبرِ درویش بہ ز بذلِ غنی

فقیر کا صبر امیر کی سخاوت سے بہتر ہے۔

(۷۸۱) صحبتِ نیکاں بداں را سود نیست

اچھوں کی صحبت سے بروں کو کوئی فائدہ نہیں یعنی جن لوگوں کی فطرت ہی بری ہے ان پر اچھی صحبت کا کچھ بھی اثر نہیں پڑتا۔

(۷۸۲) صدائے بر نخاست

کوئی آواز نہ آئی۔ کسی نے جواب نہ دیا۔

(۷۸۳) صدر ہر جا کہ نشیند صدر است

صدر جہاں کہیں بیٹھ جائے صدر ہی رہے گا۔ یعنی ایک اونچے رتبہ آدمی محفل میں کسی جگہ بھی بیٹھ جائے اس کا مرتبہ جو ہے وہی رہیگا۔

(۷۸۴) صدقہ دادن ردِ بلا

خیرات کرنے سے بلا دور ہوتی ہے۔

(۷۸۵) صد کلاغ را یک کلوخ بس است

سو کوّوں کے لئے ایک ڈھیلا کافی ہے۔ یعنی بزدلوں کی کثرت سے ڈرنا نہ چاہیئے ایک ذرا سی سختی میں سب تتر بتر ہو جاتے ہیں۔

(۷۸۶) صلاح کار کجا و من خراب کجا

کہاں کام کی درستی اور کہاں مجھ سا مدہوش۔ یعنی مجھ سے کسی کام کی درستی کی اُمید نہ رکھنا چاہئے۔

(۷۸۷) صلاح ما ہمہ آنست کاں صلاح شماست

ہماری بہتری اسی میں ہے جس میں تمھاری بہتری ہے۔

(۷۸۸) صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ

اللہ اُس پر اور اُس کی اولاد پر رحمت اور سلامتی نازل کرے۔ مسلمان اپنے پیغمبرؐ کا نام لے کر یا سُن کر یہ دعائیہ جملہ کہتے ہیں۔

(۷۸۹) صلاے سمرقندی

سمرقند کی دعوت۔ یعنی کسی شخص سے کھانے کے لئے محض رسماً پوچھنا۔

(۷۹۰) صَلِّ علیٰ

یہ فقرہ ۱۲۹ کا مخفف ہے۔

(۷۹۱) صورت بہ بیں حالم مپرس

صورت دیکھ لے میرا حال نہ پوچھ۔ یعنی میری بُری حالت میری صورت ہی سے ظاہر ہے۔

(۷۹۲) صیاد نہ ہر بار شکارے ببرد

صیاد کو ہر دفعہ شکار نہیں مل جاتا ہے۔ یعنی انسان کی ہر

کوشش کامیاب نہیں ہوتی۔

(۷۹۳) ضربُ الغلام اہانتُ المولیٰ

غلام کو مارنا آقا کی توہین کرنا ہے یعنی اگر ہم کسی شخص کی عزت کرتے ہیں تو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ بھی بدسلوکی نہ کرنا چاہیئے جو اس سے کسی طرح کا تعلق رکھتے ہیں۔

(۷۹۴) طاقتِ مہماں نداشتت خانہ بہ مہماں گذاشت

مہمان رکھنے کی طاقت نہ تھی گھر ہی مہمان پر چھوڑ دیا اگر کوئی کسی شخص کے یہاں جائے اور وہ اُس شخص کو تنہا چھوڑ کر کہیں چلا جائے اور واپس آنے میں دیر لگائے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(۷۹۵) طبیبِ مہرباں از دیدۂ بیمار می افتد

مہربان طبیب بیمار کی نگاہ سے گر جاتا ہے۔ اگر کوئی طبیب بہت نرم دل ہو اور بیمار پر ذرا بھی سختی نہ کرے تو بیمار کے دل سے اس کی وقعت جاتی رہے گی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کام کا ذمہ دار بنا دیا جائے اور وہ اپنے ماتحتوں سے بہت نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرے سختی سے ذرا بھی کام نہ لے تو اس کا رعب جاتا رہیگا۔ اس کے ماتحت سرکش ہو جائینگے اور کام بگڑ جائے گا۔

(۷۹۶) طرفہ شاگردے کہ می گوید سبق اُستاد را

عجب شاگرد ہے کہ اُستاد کو سبق پڑھاتا ہے اگر کوئی شخص کسی اپنے سے زیادہ جاننے والے کو کوئی بات بتاسئے تو یہ مصرع پڑھیں گے۔

(۷۹۷) طشت از بام افتاد / افتادہ

طشت کو ٹھے پر سے گر پڑا۔ یعنی بدنامی ہوئی اور بہت ہوئی۔

(۷۹۸) طعام آمد دہاتیاں برخاستند

کھانا آیا اور دیہاتی اُٹھ کھڑے ہوئے۔

(۷۹۹) طفل بہ مکتب نمی رود و لے برندش

لڑکا مدرسہ نہیں جاتا ہے مگر اُس کو لے جاتے ہیں جب کسی کوئی کام جبر سے لیا جاتا ہے تو یہ جملہ بولتے ہیں۔

(۸۰۰) طلعت زیبا از خلعت دیبا

اچھی صورت دیبا کی پوشاک سے اچھی ہے۔ (دیبا ایک نفیس قیمتی کپڑے کا نام ہے)۔

(۸۰۱) طمع راسہ حرف است و ہر سہ تہی

طمع میں تین حرف ہیں اور تینوں خالی ہیں۔ وہ حرف خالی کہلاتے ہیں جن پر کوئی نقطہ نہیں ہوتا لفظ " طمع " کے تینوں حرف بے نقطے ہیں۔ مطلب اِس قول کا یہ ہے کہ لالچ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(۸۰۲) طوق لعنت بر گردن ابلیس
لعنت کا طوق شیطان کی گردن میں۔

(۸۰۳) ظرافت آتش افروز جدائی است
ہنسی مذاق سے جدائی کی آگ روشن ہوتی ہے۔ یعنی بعض
دفعہ ہنسی ہنسی میں لڑائی ہونے لگتی ہے اور جن لوگوں میں
میل تھا اُن میں جدائی ہو جاتی ہے۔

(۸۰۴) ظرافت بسیار ہنر ندیمان است و عیب حکیماں
بہت زیادہ ہنسی دل لگی مصاحبوں کے لئے ہنر ہے اور عالموں
کے لئے عیب ہے۔

(۸۰۵) ظرافت خانۂ رزم است جنگ است
ہنسی مذاق لڑائی جھگڑے کا گھر ہے۔

(۸۰۶) ظنّ المومنین خیرا
باایمان لوگوں کا گمان نیک ہوتا ہے۔ یعنی وہ کسی کی طرف بُرا
گمان نہیں کرتے۔

(۸۰۷) عاشقاں را ملت و مذہب جداست
عاشقوں کا مسلک اور ان کا مذہب سب سے جدا ہے۔

(۸۰۸) عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن
دل بدست دگرے دادن و حیراں بودن
عاشقی کیا ہے؟ کہدو کہ معشوق کا غلام ہو جانا کسی دوسرے کو

دل دے دینا اور حیران ہونا۔

(۸۰۹) عاقبت گرگ زادہ گرگ شود
گرچہ با آدمی بزرگ شود

بھیڑیئے کا بچہ آخر میں بھیڑیا ہی ہو جاتا ہے۔ چاہے وہ آدمیوں میں رہ کر بڑھا ہو۔ یعنی جن لوگوں کی فطرت میں بدی ہوتی ہے ان پر نیکوں کی صحبت کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

(۸۱۰) عاقلاں در پے نقطہ نشوند / نروند

عقلمند لوگ نقطوں کے پیچھے نہیں پڑتے۔ یعنی اگر کاتب نقطے دینے میں غلطی کرے تو بھی عقلمند لوگ وہی پڑھتے ہیں جو لکھا گیا ہے۔

(۸۱۱) عاقلاں را اشارہ کافی است

عقلمندوں کو ایک اشارہ کافی ہے۔

(۸۱۲) عاقل را اشارہ بس است

عقلمندوں کو ایک اشارہ کافی ہے۔

(۸۱۳) عاقلی نبود ز درماں درد پنہاں داشتن

درد کو دوا سے چھپانا عقلمندی نہیں ہے۔ یعنی اپنی حاجت اور اپنی تکلیف کو اس شخص سے چھپانا مناسب نہیں جو اس حاجت کو پورا اور اس تکلیف کو دور کر سکتا ہے۔

(۸۱۴) عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ
دنیا بھر میں ہمارا قصہ مشہور ہے اور ہم کچھ نہیں ہیں۔ یعنی مشہور سے مشہور آدمی بھی بے حقیقت اور فانی ہیں ان کی طاقت و قدرت بھی بہت محدود ہے۔

(۸۱۵) عجب عجب کہ ترا یاد دوستاں آمد
تعجب! تعجب! کہ تجھ کو دوستوں کی یاد آئی۔ جب کوئی شخص اپنے کسی دوست سے بہت دنوں کے بعد ملنے جاتا ہے یا اس کو خط لکھتا ہے تو وہ دوست شکایت کے طور پر یہ قول نقل کرتا ہے۔

(۸۱۶) عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد
دشمن ایسی برائی کرتا ہے کہ اس میں ہماری بھلائی ہوتی ہے یعنی کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دشمن جو کام ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے کرتا ہے اسی سے ہم کو فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ (دیکھو ۵۳)

(۸۱۷) عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
اگر خدا چاہتا ہے تو دشمن بھلائی کا سبب ہو جاتا ہے۔ جب کوئی شخص کوئی کام دشمنی کی راہ سے کرتا ہے اور اس کام سے کچھ نفع پہنچ جاتا ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۸۱۸) عذر گناہ بدتر از گناہ
گناہ کا عذر گناہ سے بھی برا ہے اگر کوئی شخص کوئی برا کام کرے اور پھر اس کو اچھا ثابت کرنے کی کوشش کرے تو اس کا

یہ فعل اس بُرے کام سے بھی بُرا ہے۔

(۸۱۹) عشرتِ امروز بے اندیشۂ فردا خوش است

آج کا عیش کل کی فکر کے بغیر اچھا ہے۔ یعنی موجودہ عیش سے
تبھی لطف حاصل ہوتا ہے کہ آئندہ کی فکریں نہ لگی ہوں۔
(دیکھو ۸۵۵)

(۸۲۰) عشق است و ہزار بدگمانی

عشق ہے اور ہزار بدگمانیاں ہیں۔ یعنی عشق کے ساتھ بدگمانیاں
پیدا ہو جانا ضروری ہے۔

(۸۲۱) عشق اول در دلِ معشوق پیدا می شود
تا نہ سوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود

عشق پہلے معشوق کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ جب تک
شمع نہیں جلتی پروانہ کہاں عاشق ہوتا ہے۔

(۸۲۲) عشق و مشک پنہاں نہ می شود

عشق اور مشک چھپتے نہیں۔

(۸۲۳) عصمتِ بی بی از بے چادری

بی بی کی آبرو چادر نہ ہونے کی وجہ سے۔ اگر کوئی عورت اس وجہ
سے محفلوں وغیرہ میں نہ شریک ہو کہ اُس کے پاس اُوڑھنے
کے لئے چادر نہیں ہے اور لوگ یہ سمجھیں کہ وہ ایسی آبرودار
ہے کہ گھر سے باہر قدم نہیں نکالتی تو گویا چادر نہ ہونے ہی

سے اُس کی آبرو رہ گئی۔ یہ قول ایسے شخص پر صادق
آتا ہے جو مجبوریوں کی وجہ سے بُرائیوں سے باز رہے
اور لوگ اُسے نیک چلن سمجھیں۔

(۸۲۴) عطائے تو بہ لقائے تو

تیری دی ہوئی چیز تیرے مُنہ پر۔ اگر کوئی شخص کسی کو کوئی
بہت بُری چیز دے اور وہ اس دینے والے کے مُنہ پر
کھینچ مارے تو یہ واقعہ بالکل اس فقرہ کے مطابق ہوگا۔
مگر یہ فقرہ ہر ایسے موقعہ پر بولا جا سکتا ہے جہاں کوئی شخص
کسی کی دی ہوئی چیز کو ناخوشی کے ساتھ واپس کر دے۔

(۸۲۵) علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد

واقعے کا علاج اس کے واقع ہونے سے پہلے کرنا چاہئے۔
یعنی اگر کسی ناگوار واقعے کے پیش آنے کا اندیشہ ہو تو اس کی
روک تھام پہلے سے کرنا چاہئے۔

(۸۲۶) علی الصبّاح چو مردم بہ کار و بار روند
بلاکشان محبت بکوئے یار روند

صبح کو جب اور لوگ اپنے اپنے کام پر جاتے ہیں محبت کی بلا
میں گرفتار لوگ اپنے محبوب کی گلی کا راستہ لیتے ہیں۔ یہ شعر اکثر
اُس موقع پر پڑھا جاتا ہے جب کوئی یہ کہنا چاہتا ہے کہ اور
سب لوگ تو مزے میں اپنا اپنا کام کر رہے ہیں

اور ہم ہیں کہ صبح ہوئی اور یہ ناگوار فرض ادا کرنے چلے۔

(۴۲۷) علیٰ ہٰذا القیاس

اسی قیاس پر۔ کوئی بات تفصیل سے بیان کرنے کے بعد جب کوئی اور بات اسی طرح کی کہنا ہوتی ہے تو اس سے پہلے یہ فقرہ کہہ دیتے ہیں اور اسکی طرف صرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو بات ابھی بیان ہو چکی ہے اسی پر اس کو بھی قیاس کر لو۔

(۴۲۸) علم چندانکہ بیشتر خوانی ۞ چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند ۞ چارپائے برو کتابے چند

تو علم چاہے کتنا ہی پڑھ لے اگر تجھ میں عمل نہیں تو تو نادان ہے۔ کسی چوپائے پر کتابیں لدی ہوئی ہوں تو وہ نہ محقق ہو جاتا ہے اور نہ دانشمند۔

(۴۲۹) علم شئے بہ از جہل شئے

کسی بات کا جاننا اس کے نہ جاننے سے بہتر ہے کسی چیز کے جاننے سے اور کوئی نفع ہو یا نہ ہو خود اس کا علم اس چیز سے ناواقف رہنے سے اچھا ہے۔

(۴۳۰) عَلَیہِ الرَّحمَہ

اس پر (خدا کی) رحمت ہو۔ کسی مرحوم بزرگ کے نام کے ساتھ یہ دعائیہ فقرہ بولتے ہیں۔

(۸۳۱) **علیہ السلام**

اس پر سلام ہو۔ کسی بزرگ کا نام لے کر مسلمان لوگ اکثر یہ فقرہ اظہار تعظیم کے لئے بولتے ہیں مثلاً حضرت امام حسین علیہ السلام۔

(۸۳۲) **عمرت / عمرش دراز باد کہ اینہم غنیمت است**

خدا تیری / اس کی عمر زیادہ کرے کہ یہ بھی غنیمت ہے۔

(۸۳۳) **عمرے باید کہ یار آید بہ کنار**

محبوب کو گلے لگانے کے لئے ایک عمر چاہئے۔ جب کسی کام کے انجام پانے میں بہت دیر ہوتی ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۸۳۴) **عوض معاوضہ گلہ ندارد**

عوض معاوضہ میں کچھ گلا نہیں ہوتا۔ یعنی اگر ایک چیز کے بدلے میں دوسری چیز لے لی جائے تو شکایت کا محل نہیں (یہ مثل اردو میں یونہی زبان زد ہے لہذا یونہی لکھی گئی ہے)۔

(۸۳۵) **عیاذاً باللہ**

خدا کی پناہ۔

(۸۳۶) **عیاں را چہ بیاں**

جو بات ظاہر ہو اُس کا بیان کرنا ہی کیا۔

(۸۳۷) **عیب خود ہر کسے نمی بیند**

ہر شخص اپنے عیب نہیں دیکھتا۔

(۸۳۸) عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

شراب کے عیب تو تم نے سب کہہ دئے اُس کی خوبیاں بھی بیان کرو - اگر کسی چیز میں اچھائیاں بُرائیاں دونوں ہوں اور کوئی شخص صرف اُس کی بُرائیاں بیان کر دے اور اچھائیوں کا ذکر نہ کرے تو یہ مصرع پڑھیں گے -

(۸۳۹) عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود

عیسیٰ اپنے دین پر اور موسیٰ اپنے دین پر - یعنی ہر شخص کے خیالات جدا ہوتے ہیں - اختلاف رائے پر جھگڑنا نہ چاہئے -

(۸۴۰) غرض دو گونہ عذاب است جان مجنوں را
بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ

غرض مجنوں کی جان کو دہرا عذاب ہے - لیلیٰ کی صحبت کی بلا اور لیلیٰ کی جدائی (دیکھو ۶۵۲)

(۸۴۱) غرض نقشے است کز ما یاد ماند؛ کہ ہستی را نمی بینم بقائے

میری غرض ایک ایسا نقش بنانا ہے جو میری یادگار رہے کیونکہ زندگی کے لئے بقا نہیں دیکھتا ہوں - لوگ اپنی تصنیف یا تالیف کی ہوئی کتاب میں یہ شعر لکھتے ہیں مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں نے یہ کتاب اس لئے لکھی ہے کہ مرنے کے بعد میرا نام باقی رہے -

(۸۴۲) غلط است آنچہ مدعی گوید

دشمن جو کچھ کہے غلط ہے - جب کوئی شخص اپنے مخالف

کی دلیل سنتا ہی نہیں اور اُس کی ہر بات کو پہلے ہی سے غلط سمجھ لیتا ہے تو یہ قول نقل کیا جاتا ہے۔

(۷۴۳) **غلّہ چوں ارزاں شود امسال سیّد می شوم**

اگر غلّہ سستا ہو جائے تو میں اس سال سیّد ہو جاؤں گا۔

(دیکھو ۱۵۱۳)

(۷۴۴) **غلیواز را با کبوتر چہ کار**

چیل کو کبوتر سے کیا کام۔ یعنی مختلف طبیعت والے آدمیوں میں دوستی اور محبت نہیں ہو سکتی۔

(۷۴۵) **غمِ فردا نباید خورد امروز**

کل کی فکر آج نہ کرنا چاہئے۔ جو مصیبت کل آنے والی ہے اس کا آج ہی سے غم نہ کرنا چاہئے۔

(۷۴۶) **غم نداری بز بخر**

اگر کوئی فکر نہ ہو تو بکری خرید لو۔ اس سے بالعموم یہ مراد ہوتی ہے کہ فلاں کام کرنا مفت کی زحمت اپنے سر لینا ہے۔

(۷۴۷) **غنیمت شمر صحبتِ دوستاں**
کہ گُل چند روز است در بوستاں

دوستوں کی صحبت غنیمت سمجھو کیونکہ پھول باغ میں چند روز کے مہمان ہیں۔ یعنی تمھاری زندگی چند روزہ ہے اس لئے جو وقت دوستوں کی صحبت میں لُطف سے گزر جائے اُسے غنیمت سمجھو۔

(۸۴۸) فَاتَ الشَّرطُ فَاتَ المَشرُوط
شرط فوت ہو گئی مشروط بھی فوت ہو گیا (دیکھو ۲۲۷)

(۸۴۹) فَاعتَبِرُوا یَا اُولِی الاَبصار
آنکھ والو عبرت حاصل کرو۔ کوئی عبرت ناک واقعہ سن کے یا بیان کرکے یہ فقرہ زبان پر لاتے ہیں۔

(۸۵۰) فربہی چیزے دگر آماس چیزے دیگر است
موٹا پا دوسری چیز ہے سوجن دوسری چیز ہے۔ جب دو چیزیں ظاہر میں ایک ہی معلوم ہوتی ہیں اور حقیقت میں بالکل مختلف ہوتی ہیں تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(۸۵۱) فردا کہ دید
کل کس نے دیکھی ہے۔ یعنی آنے والے زمانے کا کیا اعتبار۔

(۸۵۲) فریاد سگاں کم نہ کند رزق گدا را
کتوں کا بھونکنا فقیر کے رزق کو کم نہیں کر دیتا ہے۔ یعنی اپنے کام میں لگے رہو اور لوگوں کو بکنے دو ان کے کہنے سننے کا اثر تمھاری کامیابی پر نہیں پڑ سکتا۔

(۸۵۳) فَضَّلنَا بَعضَھُم عَلٰی بَعضٍ
ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ یعنی دنیا میں ایک سے ایک بڑھ کر موجود ہے۔
نوٹ :۔ یہ قرآن کی ایک آیت ہے۔ بعض لوگ غلطی سے

'بعضہم' کی جگہ 'بعضکم' بول دیتے ہیں۔

(۸۵۴) فکرِ زاہد دیگر و سودائے عاشق دیگر است

زاہد کی فکر کچھ اور ہے عاشق کی دھن کچھ اور۔ یعنی عابد و زاہد لوگ دین کی ظاہری رسموں میں پھنسے رہتے ہیں اور جو خدا کے سچے عاشق ہیں وہ ان رسموں کی پابندی کو کچھ بہت ضروری نہیں سمجھتے مگر خدا کی راہ میں اپنا تن من دھن سب کھپا دیتے ہیں۔

(۸۵۵) فکرِ شنبہ تلخ دارد جمعۂ اطفال را
عشرتِ امروزِ بے اندیشۂ فردا خوش است

سنیچر کی فکر لڑکوں کے جمعہ کو تلخ کر دیتی ہے آج کا عیش کل کی فکر کے بغیر اچھا ہے۔ یعنی موجودہ عیش سے جبھی لطف حاصل ہوتا ہے کہ آئندہ کی فکریں نہ لگی ہوں (اسلامی مدرسوں میں لڑکوں کو جمعے کے دن چھٹی ملتی ہے)۔

(۸۵۶) فکرِ ہر کس بقدرِ ہمّتِ اوست

ہر شخص کی فکر اس کی ہمّت کے مطابق ہوتی ہے۔ یعنی جتنا جس کا حوصلہ ویسے اس کے خیالات۔

(۸۵۷) فی زمانِنا

ہمارے زمانے میں۔ ان دنوں۔ آج کل۔

(۸۵۸) فی النّار و السّقر

آگ میں اور دوزخ میں۔ کسی دشمن یا کسی بڑے آدمی کی موت یا تباہی کی خبر سُن کر یہ فقرہ کہتے ہیں۔

(۸۵۹) قاضی بدو گواہ راضی

قاضی دو گواہوں سے راضی ہو جاتا ہے۔ یعنی قاضی سے اپنے موافق فیصلہ کروالینا کچھ مشکل نہیں۔ صرف دو گواہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

(۸۶۰) قاضی بہ رشوت راضی شود

قاضی رشوت سے راضی ہو جاتا ہے۔ (قاضی مجسٹریٹ کو کہتے ہیں)۔

(۸۶۱) قبل از مرگ واویلا

مرنے کے پہلے ہی واویلا۔ یعنی کسی واقعہ سے پہلے ہی اس کے متعلق غوغا مچانا۔ کسی مصیبت کے آنے سے پہلے ہی اس سے اثر لینا۔

(۸۶۲) قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

کلام میں خوبی اور دل پسندی خداداد ہوتی ہے۔

(۸۶۳) قتل الموذی قبل الایذا

ایذا سے پہلے موذی کو مار ڈالنا۔

(۸۶۴) قحبہ چوں پیر شود پیشہ کند دلالی
فاحشہ عورت جب بوڑھی ہو جاتی ہے تو کٹنا پا کرنے لگتی ہے۔

(۸۶۵) قدر ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی
خدا کی قسم جب تک تم اس شراب کو چکھ نہ لوگے تمھیں اس کی قدر نہ معلوم ہوگی۔ یعنی جب تک تم خود اس بات کا تجربہ نہ کرلوگے تم کو اس کی اصلی کیفیت معلوم نہ ہوگی۔

(۸۶۶) قدرِ زر زرگر بداند قدرِ جوہر جوہری
سونے کی قدر سنار جانتا ہے اور جواہرات کی قدر جوہری جانتا ہے۔ یعنی جو شخص جس چیز کی خوبیوں سے واقف ہوتا ہے وہ اس کی قدر کرتا ہے۔

(۸۶۷) قدرِ عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید
امن کی قدر وہ جانتا ہے جو کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

(۸۶۸) قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری
موتی کی قدر بادشاہ جانتا ہے یا جوہری جانتا ہے۔ یعنی کسی چیز کی قدر وہی کر سکتا ہے جو اس کی خوبیوں سے واقف ہو۔

(۸۶۹) قدرِ مردم بعد مردم
آدمی کی قدر اس کے بعد ہوتی ہے۔

(۸۷۰) قدر نعمت بعد زوال (یا بعد نعمت)
نعمت کی قدر اُس کے زوال کے بعد (یا اُس کے بعد)
ہوتی ہے۔

(۸۷۱) قدّس اللہ سرّہٗ
خدا اُس کی روح کو پاک کرے۔ کسی مرحوم بزرگ کا نام لے کر
یہ دعائیہ فقرہ کہتے ہیں۔

(۸۷۲) قُدّس سرّہٗ
اس کا راز پاک کیا جائے۔ (دیکھو فقرہ ماقبل)

(۸۷۳) قدم نا مبارک و مسعود ÷ گر بدریا رود برآرد دود
نا مبارک اور نحس قدم اگر دریا میں چلا جائے تو اس میں سے
دھواں نکلنے لگے۔ یعنی منحوس آدمی جہاں جائے گا وہاں اس کی
نحوست کا اثر پڑے گا۔

(۸۷۴) قدیمان خود را بیفزاے قدر
اپنے پرانوں کی قدر بڑھاؤ یعنی جن لوگوں کو تم سے بہت دن سے
تعلق ہے اُن کی قدر زیادہ کرنا چاہیے۔

(۸۷۵) قرار در کف آزادگاں نہ گیرد مال
نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب در غربال
آزاد منش لوگوں کے ہاتھ میں مال۔ عاشق کے دل میں صبر اور
چھلنی میں پانی نہیں ٹھہرتا۔

(۸۷۶) قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند

فال کا پانسہ مجھ دیوانے کے نام پھینک دیا۔ اس سے کہنے والے کی مراد یہ ہوتی ہے کہ فلاں کام مجھ کو اپنی مرضی کے خلاف مجبوراً کرنا پڑا۔ (دیکھو ۶۴۷)

(۸۷۷) قِس علیٰ ہٰذا

اس پر قیاس کرلو۔ کچھ باتیں بیان کرکے یہ جملہ کہہ دینے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ اسی طرح کی اور باتیں خود سمجھ لو۔

(۸۷۸) قضیۂ زمین بر سرِ زمین

زمین کا قضیہ زمین ہی پر، جہاں کا جھگڑا ہو وہیں۔ یعنی اگر کوئی جھگڑا چکانا ہو تو جس جگہ سے اُسے تعلق ہے وہیں جاکر چُکانا چاہیئے۔

(۸۷۹) قطب از جا نمی جنبد

قطب ستارہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرتا جب کوئی شخص کسی جگہ سے نہیں ہٹتا یا کسی بات پر اڑ جاتا ہے تو یہ جملہ بولتے ہیں۔

(۸۸۰) قطرہ قطرہ بہم شود دریا

قطرہ قطرہ جمع ہوکر دریا ہوجاتا ہے۔ یعنی تھوڑا تھوڑا مل کر بہت ہوجاتا ہے۔

(۸۸۱) قطرہ قطرہ جمع گردد آنگھے دریا شود

جب قطرہ قطرہ جمع ہو جاتا ہے تو دریا ہو جاتا ہے۔ یعنی تھوڑا تھوڑا بہت ہو جاتا ہے۔

(۸۸۲) قلم اینجا رسید و سر بشکست

قلم نے اس جگہ پہنچ کے اپنا سر پھوڑ لیا۔ کوئی نہایت غمناک واقعہ بیان کر کے یہ مصرع لکھتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ غم کی شدت سے اب قلم رک گیا ہے اور آگے کچھ لکھا نہیں جاتا۔

(۸۸۳) قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

قلندر جو کہتا ہے دیکھ کے کہتا ہے اس قول سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ سُنی سُنائی بات نہیں ہے آنکھوں کی دیکھی ہوئی ہے۔

(۸۸۴) قناعت تونگر کند مرد را

قناعت انسان کو امیر کر دیتی ہے۔ جس شخص میں قناعت ہوتی ہے اس کو مال و زر کی حرص بالکل نہیں ہوتی اس لئے وہ غریبی میں بھی دل کا امیر رہتا ہے۔

(۸۸۵) قول مرداں جاں دارد

مردوں کا قول جان رکھتا ہے۔ یعنی مرد جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔

(۸۸۶) قہر درویش بجان درویش

فقیر کا غصہ فقیر کی جان پر۔ یعنی غریب بے بس آدمی کسی اور کو تو کچھ کہہ نہیں سکتا اپنے غصہ میں آپ ہی جلتا ہے۔

(۸۸۷) قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

میری بہار کا میری پھلواری سے اندازہ کر۔ گذشتہ شان وشوکت یا عیش وعشرت کی بقیہ یادگار دیکھ کر یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۸۸۸) قیمت زعفران چہ داند خر

گدھا زعفران کی قیمت کیا جانے۔ یعنی کسی عمدہ چیز کی قدر وہ نہیں کرسکتا جو اس کی خوبیوں سے واقف نہ ہو۔

(۸۸۹) کار استاد را نشاں دگر است

استاد کے کام کی پہچان اور ہے۔ یعنی جب کسی فن کا استاد کوئی کام کرتا ہے تو اس میں کوئی ایسی بات ضرور ہوتی ہے جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ کسی استاد کا کیا ہوا ہے۔

(۸۹۰) کار امروز بہ فردا مگزار

آج کا کام کل پر نہ چھوڑ۔

(۸۹۱) کار امروز بہ فردا مگزاری زنہار
کہ چو فردا بہ رسد نوبت کار دگر است

آج کا کام کل پر ہرگز نہ چھوڑ کیونکہ جب کل آئیگی تو دوسرے کام

کی باری ہوگی۔

(۸۹۲) کار بوزینہ نیست نجّاری

بندر کا کام نجّاری (بڑھئی کا کام) نہیں ہے۔ یعنی جو جس کا کام ہوتا ہے وہی اُسے خوب کرتا ہے دوسرے نہیں کر سکتے۔ اس مصرع میں ایک مشہور حکایت کی طرف اشارہ ہے۔

(۸۹۳) کار بہ کثرت

کام مشق سے آتا ہے۔

(۸۹۴) کارِ دُنیا کسے تمام نہ کرد ٭ ہر چہ گیرید مختصر گیرید

دُنیا کا کام کسی نے تمام نہیں کیا۔ جو کام ہاتھ میں لو مختصر لو یعنی ہر کام میں اختصار کا خیال رکھو۔ بہت زیادہ کی ہوس نہ کرو۔ اُتنا ہی کام اپنے ذمہ لو جتنا آسانی سے کر سکتے ہو

(۸۹۵) کارے کہ نکو نہ شد نکو شد کہ نہ شد

جو کام اچھا نہ ہوا اچھا ہوا کہ نہ ہوا۔ یعنی بُرے کام کا نہ ہونا ہی اچھا ہے۔

(۸۹۶) کالائے بد بہ ریشِ خاوند

بُری چیز مالک کے مُنہ پر۔ یعنی اچھی چیز کے سب خریدار ہوتے ہیں بُری چیز جس کی ہوتی ہے اُسی کے منہ پر ماری جاتی ہے۔

(۸۹۷) کالشمس فی نصف النہار

دوپہر کے سورج کے مانند۔ یعنی ایسی روشن اور واضح بات جس کے لئے

ثبوت اور دلیل کی ضرورت نہ ہو۔

(۸۹۸) کالنقش فی الحجر

مثل اس نشان کے جو پتھر میں پڑ گیا ہو۔ یعنی ایسا نشان جو مٹ نہ سکے
ایسا اثر جو زائل نہ ہو سکے۔ ایسی بات جو بھلائی نہ جا سکے۔

(۸۹۹) کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

(دیکھو ۱۶۲)

(۹۰۰) کثّر اللہ امثالہم

خدا اُن کی مثالوں کو زیادہ کرے۔ خدا ایسے بہت سے
لوگ پیدا کرے۔

(۹۰۱) کج دار و مریز

ٹیڑھا رکھ اور بہنے نہ دے۔ اگر کسی برتن میں پانی بھرا ہوا ہو اور
کوئی شخص کسی کو حکم دے کہ برتن کو ٹیڑھا کرو مگر پانی گرنے نہ پائے
اور اس حکم کی تعمیل نہ ہونے پر جبر و تشدد سے کام لے تو یہ
حالت بالکل اس قول کے مطابق ہوگی اس لئے اس جملے سے
بالعموم ظلم و زبردستی کے حیلے تلاش کرنا مراد لیتے ہیں۔

(۹۰۲) کردۂ خویش آید پیش

اپنا کیا آگے آتا ہے۔ یعنی جو جیسا کرتا ہے ویسا پھل پاتا ہے۔

(۹۰۳) کرم اللہ وجہہ

بزرگ کرے اللہ اُن کی ذات کو۔ اکثر مسلمان جب حضرت علی علیہ السلام

کا نام لیتے ہیں تو یہ دعائیہ جملہ پڑھتے ہیں۔

(۹۰۴) کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

مہربانی کیجیے اور آئیے کہ (یہ) گھر آپ کا گھر ہے کسی کو اپنے یہاں بلاتے وقت یہ مصرع لکھتے ہیں (دیکھیے ۶۸۹)

(۹۰۵) کرمہائے تو مارا کرد گستاخ

تیری مہربانیوں نے مجھے گستاخ کر دیا۔ جب کسی بڑے رتبے والے شخص سے کوئی درخواست کرتے ہیں یا اس کے سامنے اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۹۰۶) کریماں را بدست اندر درم نیست
خداوندان نعمت را کرم نیست

سخی لوگوں کے ہاتھ میں پیسہ نہیں ہوتا اور مال داروں میں سخاوت نہیں ہوتی۔

(۹۰۷) کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے می کنم

کوئی سنے یا نہ سنے میں گفتگو کئے جاتا ہوں۔ جب کوئی شخص بے موقع بک بک لگاتا ہے یا ایسی گفتگو چھیڑ دیتا ہے جس میں سننے والوں کا دل نہیں لگتا تو دوسرے لوگ یہ مصرع پڑھتے ہیں۔ اگر گفتگو کرنے والا ہی خود یہ مصرع پڑھے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی میری باتوں پر دھیان دے یا نہ دے مجھے جو کچھ کہنا ہے کہے دیتا ہوں۔

(۹۰۸) کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی
(کوئی) کمال حاصل کر کہ دنیا تیری قدر کرے۔

(۹۰۹) کس چہ داند کہ پس پردہ چہ خوب است و چہ زشت
کوئی کیا جانے کہ پردے کے پیچھے کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے
یعنی غیب کا حال کوئی نہیں جانتا۔

(۹۱۰) کس نہ خارد پشت من جز ناخن انگشت من
میری انگلی کے ناخن کے سوا اور کوئی میری پیٹھ نہیں کھجا دیتا ہے۔
یعنی اپنا کام آپ ہی کرنا پڑتا ہے۔

(۹۱۱) کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست
میں نے کسی کو سیدھے راستے سے بھٹکتے نہیں دیکھا۔ یعنی جو
سیدھی راہ جاتا ہے وہ کبھی نہیں بھٹکتا اور منزلِ مقصود
پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

(۹۱۲) کس نگوید کہ دوغ من ترش است
کوئی نہیں کہتا کہ میرا دہی کھٹا ہے۔ اردو میں یہ قول اس طرح
رائج ہے۔ اپنے دہی کو کوئی کھٹا نہیں کہتا ہے۔ یعنی اپنی
چیز کو کوئی برا نہیں کہتا ہے۔

(۹۱۳) کس نیاموخت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد
کسی نے مجھ سے تیر کا فن نہیں سیکھا کہ آخرکار مجھے نشانہ نہ بنایا ہو۔
جس نے مجھ سے تیر اندازی سیکھی اس نے آخرکار مجھی پر وار کیا۔

یعنی جس کے ساتھ میں نے نیکی کی اُس نے میرے ساتھ بدی ضرور کی۔

(۹۱۴) کس نیاید بزیر سایۂ بوم ٭ گر ہما از جہاں شود معدوم
اگر ہما دنیا سے غائب ہو جائے تو اُلّو کے سائے میں کوئی نہیں آتا ہے۔ یعنی اگر قابل لوگ دنیا سے اُٹھ جائیں تو بھی دنیا نااہلوں کو اہل نہ سمجھے گی۔

(۹۱۵) کسے باشد
کوئی ہو۔ یعنی کسی کی تخصیص نہیں۔

(۹۱۶) کلاغے تگِ کبک درگوش کرد ٭ تگِ خویشتن ہم فراموش کرد
ایک کوّے نے چکور کی چال سیکھی اپنی چال بھی بھول گیا۔ اُردو میں یہ مثل یوں مشہور ہے۔ کوّا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھولا۔

(۹۱۷) کَلامُ المُلُوکِ مُلُوکُ الکَلام
بادشاہوں کے کلام کلاموں کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ یعنی بادشاہ کا کلام سب سے بہتر ہوتا ہے۔ بادشاہ کی بات سب سے بالاتر ہوتی ہے۔

(۹۱۸) کُلُّ اَمرٍ مَرہُونٌ بِاَوقَاتِہٖ
ہر کام اپنے وقت کے ساتھ رہن کر دیا گیا ہے۔ یعنی ہر کام کا ایک وقت معیّن ہے۔

(۹۱۹) کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیہِ
ہر برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اُس میں ہوتی ہے۔ اس قول سے

اکثر یہ مراد ہوتی ہے کہ جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر آتا ہے
یا جو جیسا ہوتا ہے ویسا کام کرتا ہے۔

(۹۲۰) **کلاہ دلکش است اما بترک سرنمی ارزد**

ٹوپی خوبصورت تو ہے مگر اتنی قیمتی نہیں کہ اُس کے لئے کوئی سر سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ تھوڑے نفع سے بہت نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے یا جب مال وجاہ کے حصول سے اپنے اطمینان اور آزادی میں خلل پڑنے کا خیال یا جان کا خوف ہوتا ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۹۲۱) **کُلُّ جَدِیدٍ لَذِیذٌ**

ہر نئی چیز مزیدار ہوتی ہے۔

(۹۲۲) **کُلُّ شَیءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ**

ہر چیز اپنی اصلیت کی طرف پھرتی ہے۔

(۹۲۳) **کُلُّ طَوِیلٍ اَحْمَقٌ وَکُلُّ قَصِیرٍ فِتْنَہٌ**

لمبے آدمی بیوقوف ہوتے ہیں اور پستہ قد آدمی فسادی ہوتے ہیں۔

(۹۲۴) **کُلُّ قَصِیرٍ فِتْنَہٌ**

پستہ قد آدمی فسادی ہوتے ہیں (دیکھو مثلِ ماقبل)۔

(۹۲۵) **کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ**

جو کوئی زمین پر ہے وہ فنا ہونے والا ہے۔

(۹۲۶) کَلِّمُوا النَّاسَ عَلیٰ قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ
لوگوں سے اُن کی عقل کے موافق بات کہو۔

(۹۲۷) کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت
ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ یعنی ہر جاندار کے لئے موت ضروری ہے۔

(۹۲۸) کلوخ انداز را پاداش سنگ است
ڈھیلا مارنے والے کی سزا پتھر ہے۔ یعنی جو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔

(۹۲۹) کم خرچ بالا نشین
قیمت کم وقعت زیادہ۔ یعنی ایسی چیز جو اچھی بھی ہو اور کم قیمت بھی ہو۔

(۹۳۰) کم خورد عزیز من نہ خورد جان من
جو کم کھائے وہ مجھے پیارا ہے اور جو بالکل نہ کھائے وہ میری جان (کے برابر) ہے۔

(۹۳۱) کند ہم جنس با ہم جنس پرواز، کبوتر با کبوتر باز با باز
ہم جنس اپنے ہم جنس کے ساتھ اُڑتا ہے کبوتر کبوتر کے ساتھ اور باز باز کے ساتھ۔ یعنی انھیں لوگوں میں خوب میل جول ہوتا ہے جن کی طبیعت ایک سی ہوتی ہے۔

(۹۳۲) کور بہ چراغ احتیاج ندارد

اندھے کو چراغ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۹۳۳) کور را بہ تماشائے گلستاں چہ کار

اندھے کو پھلواری کی سیر سے کیا کام۔

(۹۳۴) کوزہ بے دستہ چو بینی بدو دستش بردار

جب بے دستے کا کوزہ دیکھو تو اُسے کو دونوں ہاتھوں سے اُٹھاؤ۔ یعنی مفلس اور مجبور آدمی کے ساتھ اور بھی زیادہ انسانیت اور نرمی سے پیش آنا چاہیئے۔

(دیکھو ع ۱۰۳۸)

(۹۳۵) کوسِ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ یا کوسِ لِمَنِ الْمُلْک

(دیکھو ع ۹۹۵)

(۹۳۶) کہ از چنگال گرگم در ربودی ٭ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

تو مجھ کو بھیڑیے کے چنگل سے تو چھڑا لے بھاگا لیکن جب میں نے دیکھا تو آخر تو خود بھیڑیا نکلا۔ فرض کرو کہ ایک مسافر کچھ مال لئے ہوئے کہیں سے جا رہا تھا۔ راستے میں اُسے ایک ٹھگ ملا جو اُس سے مال چھیننے لگا۔ ایک سپاہی اُدھر آ نکلا۔ اُس نے مسافر کی مدد کی اور ٹھگ کو مار کر بھگا دیا۔ لیکن خود مسافر کا مال چھین لیا۔ یہ واقعہ اور اسی طرح کے تمام واقعات اس شعر کے مصداق ہونگے۔

(۹۳۷) کہ اوضاع جہاں گاہے چناں گاہے چنیں باشد
دنیا کی حالت کبھی ویسی ہو جاتی ہے کبھی ایسی۔ یعنی دنیا کو ایک حالت پر قرار نہیں۔

(۹۳۸) کہ آہن بہ آہن تواں کرد نرم
لوہا لوہے سے نرم کیا جا سکتا ہے۔ یعنی کڑا آدمی کڑے ہی آدمی سے دبتا ہے۔

(۹۳۹) کہ تعجیل کارِ شیاطیں بود
جلدی کرنا شیطان کا کام ہے۔ یعنی کام اطمینان سے کرنا چاہئے بہت جلدی کرنے سے اکثر کام بگڑ جاتا ہے اردو میں یہ قول یوں رائج ہے۔ ''جلدی کام شیطان کا''

(۹۴۰) کہ تقویم پارینہ ناید بکار
پرانی جنتری کام نہیں آتی۔

(۹۴۱) کہ داد کہ گرفت
کس نے دیا کس نے لیا۔ جب کسی رقم کے متعلق ایسا معاہدہ کیا جائے جس کو پورا کرنے کا ارادہ نہ ہو تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(۹۴۲) کہ زر زر کشد در جہاں گنج گنج
دنیا میں روپیہ روپیے کو کھینچتا ہے اور خزانہ خزانے کو۔ یعنی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مال داروں ہی کو اور دولت مل جاتی ہے۔

(۹۴۳) کج با کج گراید راست با راست

ٹیڑھا ٹیڑھے کی طرف مائل ہوتا ہے اور سیدھا سیدھے کی طرف۔
یعنی جو جیسا ہوتا ہے وہ ویسوں ہی کی طرف جھکتا ہے۔

(۹۴۴) کہ کرد کہ نیافت

کس نے کیا کہ نہیں پایا۔ یعنی اپنے کئے کا پھل ضرور ملتا ہے۔

(۹۴۵) کہ مبادا ازیں بتر گردد

ایسا نہ ہو کہ اس سے بدتر ہو جائے (دیکھو ع ۱۰۵۲)

(۹۴۶) کہ مزدور خوش دل کند کار بیش

خوش دل مزدور زیادہ کام کرتا ہے۔

(۹۴۷) کہ نیاید ز گرگ چوپانی

بھیڑیا بھیڑ سے گلہ بانی نہیں ہو سکتی۔ یعنی بُرے آدمی سے اچھے
کام کی اُمید نہ رکھنا چاہیئے۔ (دیکھو ع ۱۱۱۵)

(۹۴۸) کے آمدی کے پیر شدی

تو کب آیا کب بڈھا ہو گیا۔ اگر کوئی شخص اپنے سن یا اپنے تجربے
سے بڑھ کے کوئی بات کہتا ہے تو یہ جملہ کہتے ہیں۔

(۹۴۹) گاوان و خران باربردار ÷ بہ ز آدمیان مردم آزار

بوجھ اُٹھانے والے بیل اور گدھے لوگوں کو ستانے والے آدمیوں
سے اچھے ہیں۔ یعنی جن آدمیوں سے دوسروں کو تکلیف پہنچے وہ
جانوروں سے بدتر ہیں۔

(۹۵۰) گاہ باشد کہ کودکے ناداں ٭ بہ غلط بر ہدف زند تیرے

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نادان بچہ غلطی سے نشانے پر تیر مار دیتا ہے۔ یعنی بعض دفعہ اتفاق سے کسی معمولی آدمی سے ایسا کام ہو جاتا ہے جس کو بڑے بڑے لوگ نہیں کر سکتے اور وہ خود بھی ہمیشہ نہیں کر سکتا۔ اُردو روزمرہ میں "اندھے کے ہاتھ بٹیر لگنا" اسی معنی میں آتا ہے۔

(۹۵۱) گاہے چنیں گاہے چناں

کبھی ایسا کبھی ویسا۔ کبھی کچھ کبھی کچھ۔ یعنی دنیا ایک حال میں نہیں رہتی۔ زمانہ رنگ بدلتا رہتا ہے۔

(۹۵۲) گدا اگر تواضع کند خوئے اوست

فقیر اگر انکسار کرتا ہے تو یہ اُس کی عادت ہے۔ یعنی اگر کوئی چھوٹا آدمی بڑے آدمیوں سے جھک کر ملتا ہے تو کوئی خاص بات نہیں البتہ اگر ذی رتبہ شخص ادنیٰ آدمیوں سے جھک کے ملے تو وہ قابل تعریف ہے۔ (دیکھو ۲۹۴)

(۹۵۳) گر از بسیط زمیں عقل منعدم گردد
بخود گماں نبرد ہیچ کس کہ نادانم

اگر ساری دنیا سے عقل اُٹھ جائے تو بھی کوئی اپنے بارے میں یہ گمان نہ کرے گا کہ میں بے عقل ہوں۔ یعنی ہر بیوقوف بھی اپنے آپ کو عقلمند سمجھتا ہے۔

(۹۵۴) گر بدولت برسی مست نہ گردی مردی
بادہ نوشیدن و ہشیار نشستن سہل است

شراب پی کے ہوشیار بیٹھنا تو آسان ہے اگر دولت پا کے ہوش میں رہو تو البتہ مرد ہو۔ اکثر اس شعر کا پہلا مصرع پڑھتے ہیں۔

(۹۵۵) گر بر سر و چشم من نشینی ٭ نازت بکشم کہ نازنینی

اگر تو میرے سر آنکھوں پر بیٹھے تو بھی میں تیرے ناز اٹھاؤں گا۔ اس لئے کہ تو نازنین ہے۔

(۹۵۶) گربہ شیر است در گرفتن موش
لیک موش است در مصاف پلنگ

چوہا پکڑنے میں بلی شیر ہے۔ لیکن چیتے سے لڑنے میں چوہا ہے۔ یعنی جو لوگ کمزوروں پر زور دکھاتے ہیں جب کسی شہزور سے ان کا مقابلہ پڑ جاتا ہے تو سارا زور ڈھے جاتا ہے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہی شخص جو ایک آدمی کے مقابلہ میں بہت طاقتور ٹھہرتا ہے دوسرے کے مقابلے میں بالکل کمزور قرار پاتا ہے۔

(۹۵۷) گربہ کشتن روز اول بہ

پہلے ہی دن بلی کو مار ڈالنا اچھا ہے اس قول میں ایک مشہور حکایت کی طرف اشارہ ہے مراد یہ ہے کہ اگر تم اپنا رعب

اور رعب قائم کرنا چاہتے ہو تو شروع ہی سے وہ انداز اختیار کرو کہ لوگ مرعوب ہو جائیں ورنہ اگر ابتدا میں بد رعبی ہو گئی تو پھر رعب قائم کرنا مشکل ہے۔

(۹۵۸) گربہ مسکین اگر پر داشتے ٭ تخم گنجشک از جہاں برداشتے

بلی جو بہت غریب معلوم ہوتی ہے اگر اس کے پر ہوتے تو وہ چڑیا کی نسل دنیا سے مٹا دیتی۔ یعنی بہت سے لوگ صرف اس وجہ سے ظلم نہیں کرتے ہیں کہ ان میں ظلم کرنے کی طاقت ہی نہیں ہے۔ اگر ان میں طاقت ہوتی تو نہ معلوم کیا کر گزرتے۔

(۹۵۹) گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست
ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد

نوے برس کا بڈھا اگر مر جائے تو کوئی تعجب نہیں یہ بڑی غمناک بات ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ جوان مر گیا۔ موقع کی مناسبت کے لحاظ سے کبھی اس شعر کا صرف پہلا مصرع اور کبھی دوسرا مصرع پڑھا جاتا ہے۔

(۹۶۰) گر جاں طلبی مضائقہ نیست
زر می طلبی سخن درایں است

اگر جان مانگو تو مضائقہ نہیں، تم روپیہ مانگتے ہو تو یہ مشکل ہے۔ اس شعر میں بخل کی انتہا دکھائی گئی ہے۔

(۹۶۱) گردن بے طمع بلند شود

جس کو لالچ نہ ہو اس کی گردن اونچی رہتی ہے۔ یعنی وہ کسی سے دبتا نہیں ہے۔

(۹۶۲) گر زرداری بہ زور محتاج نہ

اگر تمھارے پاس روپیہ ہے تو تم کو طاقت کی ضرورت نہیں۔ یعنی روپیہ سے وہ کام بھی نکل جاتے ہیں جن کے لئے طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۹۶۳) گر ضرورت بود روا باشد

اگر ضرورت ہو تو جائز ہے۔ بعض کام یوں تو جائز نہیں ہوتے ہیں مگر سخت ضرورت کے وقت جائز ہو جاتے ہیں۔

(۹۶۴) گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

اگر تو مرتبوں میں فرق نہیں کرتا تو تو کافر ہے یعنی جو جس درجہ کا ہو اسے ویسا ہی سمجھو۔ سب کو برابر سمجھ لینا بھی بڑا گناہ ہے۔

(۹۶۵) گر قبول افتد زہے عز و شرف

اگر قبول ہو جائے تو عزت اور بزرگی کا کیا کہنا۔ کسی بڑے مرتبے والے کو کوئی تحفہ دیتے وقت یہ مصرع پڑھتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ ناچیز تحفہ قبول کر لیا جائے تو میری عزت بڑھ جائے۔

(۹۶۶) گرگ [illegible] آشتی

[illegible] یعنی [illegible] ی دوستی جس کا مقصد فریب دینا ہو۔

(۹۶۷) گرگ باراں دیدہ

وہ بھیڑیا جو برسات دیکھ چکا ہو۔ بڑے تجربہ کار ہوشیار و چالاک آدمی کو "گرگ باراں دیدہ" کہتے ہیں۔

(۹۶۸) گرم و سرد عالم چشیدہ

دنیا کا گرم و سرد چکھے ہوئے۔ یعنی تجربہ کار۔

(۹۶۹) گر نبودے چوبِ تر فرماں نبردے گاؤ و خر

اگر گیلی لکڑی نہ ہوتی تو بیل اور گدھے حکم نہ بجا لاتے یعنی جب تک کسی طرح کا خوف نہ ہو کوئی کسی کی اطاعت نہیں کرتا۔

(۹۷۰) گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اگر چمگادڑ دن کو نہیں دیکھ سکتا تو آفتاب کا کیا قصور یعنی اگر کسی کے فضائل کسی کو نظر نہیں آتے تو یہ اُس کی سمجھ کا قصور ہے۔

(۹۷۱) گر ہما از جہاں شود معدوم
کس نیاید بزیر سایۂ بوم

دیکھو ردیف کا فنا "تازی" ۲۴

(۹۷۲) گر ہمیں مکتب است و ایں ملا۔ کار طفلاں تمام خواہد شد

اگر یہی کتب ہے اور یہ ملّا [illegible] ہو جائے گا۔

مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر فلاں کام فلاں شخص ہی کے سپرد رہے گا اور اسی صورت سے چلتا رہے گا تو نتیجہ ضرور خراب ہوگا۔

(۹۷۳) گر یک ستارہ نیست ملک کم نمی شود

اگر بادشاہ کے پاس ایک جام نہ ہوا تو اس کے مرتبے میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

(۹۷۴) گریۂ وقت بہ از خندۂ بے وقت

وقت کا رونا بے وقت کی ہنسی سے اچھا ہے۔

(۹۷۵) گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

سعدی پھول ہے لیکن دشمنوں کی نظر میں کانٹا ہے۔ یعنی دشمن کو اچھائیاں بھی برائیاں معلوم ہوتی ہیں۔

(۹۷۶) گلِ سرِ سبد

ڈلیا میں چوٹی پر کا پھول۔ پھول بیچنے والوں کا قاعدہ ہے کہ پھولوں کی ٹوکری میں سب سے اچھے پھول سب سے اوپر رکھتے ہیں اس لئے "گلِ سرِ سبد" سے اپنی قسم کی بہت اچھی چیز مراد ہوتی ہے۔

(۹۷۷) گلے رفت کہ نا ید بصد بہار دگر

ایسا پھول چلا گیا کہ اب سو بہاروں میں بھی نہ آئے گا۔ یعنی ایسا آدمی اٹھ گیا جیسا ایک مدت تک پیدا نہ ہوگا۔ کسی قابلِ قدر آدمی کی موت پر یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۹۷۸) گندم از گندم بروید جو ز جو ٭ از مکافاتِ عمل غافل مشو

گیہوں سے گیہوں اُگتا ہے اور جو سے جو اپنے کیے کے بدلے سے غافل نہ رہو۔ یعنی تو جو بوئے گا وہ کاٹے گا۔ جیسا کرے گا ویسا پائیگا۔
ایک ہندی مثل ہے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

(۹۷۹) گندم اگر بہم نرسد جو غنیمت است

اگر گیہوں نہ ملیں تو جو غنیمت ہیں۔ یعنی جب اچھی چیز کسی طرح مل ہی نہ سکتی ہو تو جس چیز سے بھی کام نکل سکے وہی غنیمت معلوم ہوتی ہے۔

(۹۸۰) گندم نما جو فروش

دیکھو ۴۲۴

(۹۸۱) گوسالۂ من پیر شد و گاو نشد

میرا بچھڑا بوڑھا ہوگیا اور بیل نہ ہوا۔ یعنی اتنا سن آگیا مگر مزاج سے بچپن نہ گیا۔

(۹۸۲) گوشت خر و دندان سگ

گدھے کا گوشت اور کتے کے دانت۔ یعنی جیسی جنس ویسے خریدار۔ جیسی روح ویسے فرشتے۔ جیسے کو تیسا۔

(۹۸۳) گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

کہوں تو مشکل نہ کہوں تو مشکل۔ یہ مصرع اس وقت پڑھتے ہیں جب کوئی ایسی بات آپڑتی ہے جو نہ کہتے بنتی ہے نہ چھپاتے بنتی ہے۔

(۹۸۴) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

(۹۸۵) لاحول ولا قوۃ الا باللہ
خدا کے سوا کسی کے پاس مدد اور طاقت نہیں ہے۔ اس جملے
سے اکثر تنفر اور نفرت کا اظہار مقصود ہوتا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے
کہ اس جملے سے شیطان بھاگتا ہے۔

(۹۸۶) لا مناقشۃ فی الاصطلاح
اصطلاح میں کوئی جھگڑا نہیں۔ یعنی اگر اصطلاح کی حیثیت سے
کوئی لفظ کسی خاص معنی میں استعمال کیا جائے تو یہ بات قابل
اعتراض نہیں۔

(۹۸۷) لائق افسر نباشد ہر سرے
ہر سر تاج کے قابل نہیں ہوتا۔ یعنی ہر شخص اس کا اہل نہیں ہوتا
کہ اس کو بڑے سے بڑا مرتبہ دے دیا جائے۔

(۹۸۸) لائق محفل نباشد ہر کہ خندد بے محل
جو بے موقع ہنستا ہے وہ محفل کے قابل نہیں ہے۔

(۹۸۹) لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا
خدا کسی نفس کو اس کی برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

(۹۹۰) لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم
کہانی مزیدار تھی اس لئے میں نے خوب بڑھا کے بیان کی ۔

جب کسی دلچسپ چیز کے بیان میں طول دیتے ہیں تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۹۹۱) لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

مہربانی کرو مہربانی کہ اس سے غیر بھی غلام بن جاتا ہے۔

(۹۹۲) لعنت بہ کارِ شیطان

شیطان کے کام پر لعنت۔ جب کوئی کام بگڑ جاتا ہے تو یہ فقرہ کہتے ہیں۔

(۹۹۳) للجنون فنون

جنوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔

(۹۹۴) للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

خدا کا شکر ہے کہ ہر وہ چیز جس کو دل چاہتا تھا آخر پردۂ تقدیر سے نکل ہی آئی۔ جب کسی کی کوئی خواہش پوری ہوتی ہے تو وہ یہ شعر پڑھتا ہے۔

(۹۹۵) لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْم

آج کے دن بادشاہت کس کے لئے ہے؟ یہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔ قیامت کے دن خدا زبانِ قدرت سے سوال کرے گا "لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْم" اور جواب آئے گا "لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّار" یعنی "خدائے واحد و قہار کے لئے" جب کوئی شخص کسی حیثیت سے

اپنے زمانے میں اس قدر ممتاز ہوتا ہے کہ سب لوگ اُس کی افضلیت تسلیم کر لیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے کوس لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْم بجایا۔" (کوس = نقارہ)

(۹۹۶) لنگلے زیر لنگلے بالا نے غمِ دُزد نے غمِ کالا

وہی لنگی نیچے وہی لنگی اوپر، نہ چور کا ڈر نہ اسباب کا۔ یعنی جس کے پاس تن ڈھانکنے کے لئے کپڑے بھی نہ ہوں اُسے چور کا کیا ڈر۔

(۹۹۷) لَیت و لعلّ

لَیتَ اور لعلّ عربی میں تمنا کے کلمے ہیں۔ لَیتَ اس وقت بولتے ہیں جب کسی ناممکن چیز کی تمنا کی جائے۔ اور لعلّ اس وقت بولتے ہیں جب کسی ناممکن چیز کی خواہش کی جائے اردو میں ان کا تلفظ لَیت اور لعل کیا جاتا ہے اور لَیت و لعل سے کسی کام میں دیر لگانا یا ٹال مٹول کرنا مراد لیتے ہیں۔

(۹۹۸) لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلّا مَا سَعیٰ

انسان جس چیز کے لئے کوشش کرتا ہے اس کے سوا اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔ یعنی انسان کو جو کچھ ملتا ہے اپنی کوشش سے ملتا ہے۔

(۹۹۹) لیلیٰ را بچشمِ مجنوں باید دید

لیلیٰ کو مجنوں کی آنکھ سے دیکھنا چاہئے۔ یعنی کسی چیز کی خوبی اس کے قدردان کے دل سے پوچھو۔

(۱۰۰۰) ما بہ تو مشغول و تو با عمرو زید

ہم تجھ میں مشغول ہیں اور تو عمرو زید میں۔ یعنی ہم تجھ پر جان دیتے ہیں
اور تو اوروں غیروں پہ جان دیتا ہے۔

(۱۰۰۱) ما بہ خیر و شما بہ سلامت

ہم خیریت سے تم سلامتی سے اُردو میں اس کی جگہ پر کہتے ہیں
آپ اپنے گھر خوش رہئے ہم اپنے گھر خوش رہیں۔

(۱۰۰۲) ما بہ الامتیاز

وہ جس سے کہ امتیاز کیا جائے۔ جیسے عورت اور مرد کے چہروں
میں ما بہ الامتیاز ڈاڑھی اور مونچھیں ہیں۔

(۱۰۰۳) مات المفتی مات الفتویٰ

مفتی مر گیا فتویٰ مر گیا۔ کسی مفتی کے انتقال کے بعد اُس کا فتویٰ
قابل عمل نہیں رہتا۔

(۱۰۰۴) ما توفیقی الّا باللّٰہ

مجھے توفیق نہیں ہے مگر خدا سے یعنی خدا ہی کی طرف سے ہے۔ اس
قول سے) انسان اپنی مجبوری اور بے بسی ظاہر کرتا ہے۔ یعنی ہم کیا ہیں
کہ کچھ کر سکیں ہاں اگر خدا ہم کو توفیق دے گا تو کچھ نہ کچھ
ہو جائے گا۔

(۱۰۰۵) ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

ہم کس خیال میں ہیں اور آسمان کس خیال میں ہے۔ جب

کسی شخص کی امید، خواہش یا منصوبے کے خلاف کوئی بات
ہو جاتی ہے تو وہ یہ مصرع پڑھتا ہے۔

(۱۰۰۶) **مارا ازیں گیاہِ ضعیف ایں گماں نبود**

ہم کو اس کمزور گھاس کی طرف سے یہ گمان نہ تھا۔ جب کوئی
شخص اپنی حیثیت یا طاقت سے زیادہ یا توقع کے خلاف کام
کر ڈالتا ہے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۱۰۰۷) **مارا بہ سخت جانیِ خود ایں گماں نہ بود**

مجھکو اپنی سخت جانی کے متعلق یہ گمان نہ تھا۔ یعنی مجھکو یہ گمان
نہ تھا کہ میں اس قدر سخت جان ہوں۔

(۱۰۰۸) **مارا چہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت**

مجھ کو اس قصے سے کیا مطلب کہ گائے آئی اور گدھا گیا۔ کسی
معاملے سے بے تعلقی ظاہر کرنے کے لیے یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۱۰۰۹) **مار گزیدہ از ریسماں می ترسد**

سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے۔ اردو کی مشہور مثل ہے۔ دودھ
کا جلا مٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہے۔

(۱۰۱۰) **ما ز لطفِ تو گزشتیم غضب را چہ علاج**

ہم تمہاری مہربانی سے باز آئے۔ مگر غصے کا کیا علاج۔

(۱۰۱۱) **ما ز یاراں چشمِ یاری داشتیم، خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم**

ہم دوستوں سے دوستی کی امید رکھتے تھے مگر ہم جو سمجھے تھے

وہ بالکل غلط تھا۔ جب دوستوں کا طرزِ عمل اُمید کے خلاف ہوتا ہے
تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔

(۱۰۱۲) ماشاءاللہ

جو چاہا اللہ نے۔ اُردو میں یہ فقرہ تحسین و آفرین کے لئے بولا جاتا ہے۔ جیسے ماشاءاللہ کیا خوب تقریر کی۔ نظرِ بد کا خوف دور کرنے کے لئے بھی یہ فقرہ اکثر بولتے ہیں مثلاً آپ کا بچہ "ماشاءاللہ خوب موٹا تازہ ہے"

(۱۰۱۳) ما علینا الاّ البلاغ

ہم پر کچھ فرض نہیں ہے مگر بات کا پہنچا دینا۔ یعنی ہمارا فرض صرف کہہ دینا ہے ماننے نہ ماننے کا آپ کو اختیار ہے۔

(۱۰۱۴) ما کارِ خویش را بخداوند کارساز
بگزاشتیم تا کرمِ او چہا کند

ہم نے اپنا کام خدائے کارساز پر چھوڑ دیا تاکہ اُس کا کرم جو چاہے کرے۔

(۱۰۱۵) مال از بہرِ آسائش عمر است نہ عمر از بہر گرد کردنِ مال

مال زندگی کے آرام کے لئے ہے، زندگی مال جمع کرنے کے لئے نہیں ہے۔

(۱۰۱۶) مالِ حرام بود بجائے حرام رفت

حرام کا مال تھا حرام کی جگہ پر چلا گیا۔ یعنی بُری طرح حاصل کیا ہوا زر تھا بُرے ہی کاموں میں لگ گیا۔

(۱۰۱۷) مالِ عرب پیشِ عرب
عرب کا مال عرب کے سامنے۔ جب کوئی شخص حفاظت کے خیال سے اپنی کوئی چیز اپنے سامنے رکھ لیتا ہے تو یہ فقرہ بولا جاتا ہے۔

(۱۰۱۸) مالِ مردہ ہمیں مردہ
کسی کے مرنے کے بعد اس کا مال بھی مرجاتا ہے۔ یعنی مرد کے مال کی قیمت بہت کم ہو جاتی ہے۔

(۱۰۱۹) مالِ مفت دلِ بے رحم
مفت کا مال اور بے رحم دل۔ جب کسی کو آسانی سے دولت مل جاتی ہے اور وہ اُسے بے دریغ خرچ کرتا ہے تو یہ فقرہ بولتے ہیں۔

(۱۰۲۰) مال نثارِ جاں بود جان نثار آبرو
جان کا صدقہ مال ہے اور آبرو کا صدقہ جان۔

(۱۰۲۱) ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق
او بصحرا رفت و ما در کوچہا رسوا شدیم
ہم اور مجنوں عشق کے مدرسے میں ایک ہی سبق پڑھتے تھے وہ تو جنگل کو چلا گیا اور ہم گلیوں میں رسوا ہوئے۔ یعنی ہمارا عشق مجنوں کے عشق سے کم نہیں صرف اتنا فرق ہے کہ ہم نے مجنوں کی طرح شہر کو چھوڑ کر جنگل میں رہنا اختیار

نہیں کیا۔

(۱۰۲۲) مباش درپئے آزار و ہرچہ خواہی کن
کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

کسی کے ستانے پر آمادہ نہ ہو اور جو چاہے کرو۔ ہمارے مذہب میں اس کے سوا کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۱۰۲۳) مبر نام فردا کہ فردا کہ دید

کل کا نام نہ لو کل کس نے دیکھی ہے۔ یعنی آنے والے زمانے کا کیا اعتبار۔ جو کچھ کرنا ہو آج ہی کر ڈالو۔ کل کے لئے کوئی کام اُٹھا نہ رکھو۔

(۱۰۲۴) متاع نیک ہر دکاں کہ باشد

اچھا مال کسی دکان کا ہو۔ یعنی ہم کو اچھی چیز چاہئے چاہے جہاں سے ملے (دیکھو ۲۵۴)

(۱۰۲۵) متاعے جمع کن شاید کہ غارت گر شود پیدا

مال جمع کر شاید لوٹنے والا پیدا ہو جائے۔ یعنی انسان کو چاہئے کہ کوئی کمال حاصل کرے پھر قدردان بھی مل جائیں گے۔

(۱۰۲۶) مترس از بلائے کہ شب درمیان است

ایسی بلا سے نہ ڈرو جس کے بیچ میں رات ہو۔ یعنی جس کے آنے میں ایک رات کا وقفہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ کسی مصیبت کے آنے سے پہلے صرف اُس کے خیال سے خوفزدہ نہ ہونا

چاہیئے۔ ممکن ہے کہ کوئی وجہ ایسی پیدا ہو جائے جو اس کو روک دے۔

(۱۰۲۷) محتسب را درون خانہ چہ کار

محتسب کو گھر کے اندر کیا کام۔ یعنی ہم کو کسی کے اندرونی حالات یا راز دریافت کرنے سے کیا مطلب۔

(۱۰۲۸) محتسب گر مے خورد معذور دارد مست را

اگر محتسب شراب پیتا ہے تو مست کو معذور سمجھتا ہے یعنی جو لوگ جرموں کے انسداد اور مجرموں کی سرزنش کے لئے مقرر کیئے گئے ہیں اگر وہ خود ہی جرم کرنے لگیں گے تو مجرموں کے ساتھ نرمی اور اُن کے جرموں سے چشم پوشی کریں گے محتسب اُس عہدہ دار کو کہتے ہیں جو قانون کے خلاف چلنے پر لوگوں سے باز پرس کرتا اور اُن کو سزا دیتا ہے۔

(۱۰۲۹) مدّعی سُست گواہ چست

مطلب ظاہر ہے۔ یہ فقرہ اکثر اُس موقع پر بولتے ہیں جب کسی کام میں صاحب معاملہ سے زیادہ دوسرے لوگ مستعدی دکھاتے ہیں۔

(۱۰۳۰) مرا بہ تجربہ معلوم شد در آخر حال
کہ قدر مرد بہ علم است و قدر علم بہ مال

مجھ کو آخر وقت میں تجربے سے معلوم ہوا کہ آدمی کی قدر علم سے

ہے اور علم کی قدر مال سے ہے۔

(۱۰۳۱) مرا بہ خیر تو امید نیست بد مرساں

مجھ کو تجھ سے بھلائی کی امید نہیں بُرائی نہ کر۔

(۱۰۳۲) مرا بہ سادہ دلیہائے من تواں بخشند

کہ جرم کردہ ام و چشم آفریں دارم

میں اپنے بھولے پن کی بدولت بخشا جا سکتا ہوں کہ جرم کیا ہے اور شاباشی کی اُمید رکھتا ہوں ۔

(۱۰۳۳) مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد

وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

میرے دل میں ایک درد ہے اگر اسے بیان کرتا ہوں تو زبان جلتی ہے اور اگر چپ رہتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ ہڈیوں کا گودا تک جل جائے گا۔

(۱۰۳۴) مربیّ بیار و مربّیٰ بخور

مربیّ لاؤ اور مربا کھاؤ۔ یعنی کوئی سرپرستی کرنے والا ہو تو زندگی عیش سے کٹتی ہے۔

(۱۰۳۵) مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

نتیجہ پر نظر رکھنے والا آدمی مبارک بندہ ہے (دیکھو ۵۹۸)

(۱۰۳۶) مرد باید کہ گیرد اندر گوش ٭ ار نوشت است پند بر دیوار

آدمی کو چاہئے کہ نصیحت سن لے چاہے دیوار ہی پر لکھی ہوئی ہو۔

یعنی اچھی بات جس طرح کبھی معلوم ہو اور جس سے کبھی معلوم ہو
یاد رکھنا چاہیئے اور اُس پر عمل کرنا چاہیئے۔

(۱۰۴۷) **مرد باید کہ ہراساں نشود، مشکلے نیست کہ آساں نشود**

آدمی کو چاہیئے کہ ہراساں نہ ہو کوئی مشکل ایسی نہیں ہے جو آسان
نہ ہو جائے۔

(۱۰۴۸) **مرد بے برگ و نوا را سبک از جائے مگیر**
کوزہ بے دستہ چو بینی بہ دو دستش بردار

کسی بے سروسامان آدمی کو حقارت سے نہ اُٹھاؤ جب بے دستے
کا کوزہ دیکھو تو اُسے دونوں ہاتھوں سے اُٹھاؤ۔ قاعدہ ہے
کہ دستہ دار کوزے کو ایک ہاتھ سے اُٹھاتے ہیں اور جب دستہ
ٹوٹ جاتا ہے تو دونوں ہاتھوں سے اُٹھاتے ہیں اور اس طرح
گویا اُس کی عزت بڑھاتے ہیں۔ اسی قاعدے کے موافق مفلس
اور بے سروسامان آدمی کے ساتھ اور بھی زیادہ انسانیت کا برتاؤ
کرنا چاہیئے۔ کوزہ = ایران میں پانی رکھنے کا مٹی کا ایک ظرف ہوتا ہے جو کہ ، میں
ہندوستان کی صراحی سے مشابہ ہوتا ہے۔

(۱۰۴۹) **مرد بے زر ہمیشہ رنجور است**

مفلس آدمی ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔

(۱۰۵۰) **مرد چوں پیر شود حرص جواں می گردد**

جب آدمی بڈھا ہو جاتا ہے تو اس کی حرص جوان ہو جاتی ہے۔

یعنی بڑھاپے میں ہوس بڑھ جاتی ہے۔

(۱۰۴۱) مردہ آنست کہ نامش بہ نکوئی نہ برند

مردہ وہ ہے جس کا نام نیکی کے ساتھ نہ لیں۔ یعنی اگر کسی کے مرنے کے بعد کوئی اُس کا نام نہ لے یا بُرائی کے ساتھ لے وہ بیشک مردہ ہے۔ ورنہ جب تک کسی کا نام زندہ ہے تب تک اس کو زندہ سمجھنا چاہیئے۔

(۱۰۴۲) مردہ بدست زندہ

زندہ کے ہاتھ میں مردہ۔ مطلب یہ ہے کہ مُردے کے ساتھ زندہ یا مجبور کے ساتھ صاحب اختیار جو سلوک چاہیں کریں۔

(۱۰۴۳) مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

ایک شخص غیب سے نکل آتا ہے اور کوئی کام کر جاتا ہے۔ اس مصرع کے استعمال کے دو موقع ہیں ایک تو وہ موقع جب کوئی شخص اُمید کے خلاف کوئی کام کر گزرتا ہے۔ دوسرے جب یہ کہنا ہوتا ہے کہ ہر کام کا کرنے والا کوئی نہ کوئی نکل ہی آتا ہے۔

(۱۰۴۴) مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ

مالک کی مرضی سب سے بہتر ہے۔

(۱۰۴۵) مرغ سر بریدہ بانگ نمی دہد

سر کٹا مرغ بانگ نہیں دیتا۔ یعنی مجبور دنا چار سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔

(۱۰۴۶) مرگ انبوہ جشنے دارد

انبوہ کے مرنے میں بھی ایک لطف ہے یعنی اگر کوئی مصیبت یا تباہی بہت سے لوگوں پر آپڑتی ہے تو اس میں بھی ایک لطف آجاتا ہے۔

(۱۰۴۷) مرنجاں دلم را کہ ایں مرغ وحشی
زبامے کہ برخاست مشکل نشیند

میرا دل نہ دکھاؤ اس لئے کہ یہ وحشی چڑیا جس کوٹھے سے اڑی پھر وہاں مشکل سے بیٹھتی ہے۔ یعنی مجھے نہ ستاؤ میرا دل جس سے ہٹ جاتا ہے پھر مشکل سے ملتا ہے۔

(۱۰۴۸) مزن فال بد کاورد حال بد

بری فال نہ نکالو کہ یہ بُرے حال کا باعث ہوتا ہے۔ یعنی کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو بری بات زبان سے نکالی جاتی ہے وہی سامنے آتی ہے۔

(۱۰۴۹) مسکیں خر اگرچہ بے تمیز است
چوں بار ہمی برد عزیز است

بیچارہ گدھا اگرچہ بے تمیز ہے مگر چونکہ بوجھ اٹھاتا ہے اس لئے پیارا ہے۔ یعنی کوئی آدمی کتنا ہی حقیر یا بیوقوف ہو اگر اس سے ہمارا کام نکلتا ہے تو ہم اس کو عزیز رکھتے ہیں۔

(۱۰۵۰) مسلماناں درگور و مسلمانی درکتاب

مسلمان قبر میں ہیں اور مسلمانی کتاب میں ہے یعنی مسلمان تو اب رہے نہیں البتہ اسلام کا ذکر کتابوں میں پایا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اب اصول اسلام پر عمل کرنے والا کوئی نہیں۔

(۱۰۵۱) مشت بعد از جنگ

لڑائی کے بعد کا گھونسا۔ یعنی وہ تدبیر جو وقت نکل جانے کے بعد یاد آوے۔

(۱۰۵۲) مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد

جو گھونسا جنگ کے بعد یاد آئے وہ اپنے ہی کلے پر مارنا چاہئے وقت نکل جانے کے بعد کوئی تدبیر یاد آئی تو کیا۔

(۱۰۵۳) مشتے نمونہ از خروارے

ایک گون میں سے مٹھی بھر نمونہ۔ جب بہت سی باتوں میں سے تھوڑی سی نمونے کے طور پر بیان کرتے ہیں تو یہ فقرہ استعمال کرتے ہیں۔

(۱۰۵۴) مشرق رو مغرب رو آنچہ نصیب است کم نہ شود یک جو۔

پورب جاؤ پچھم جاؤ جو قسمت میں ہے اس سے جو بھر کم نہ ہوگا یعنی جو قسمت میں لکھا ہے وہی ہوگا اس میں ذرہ برابر فرق نہ ہوگا۔

(۱۰۵۵) مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

مشک وہ ہے جو خود خوشبو دے نہ کہ وہ جسے عطار بتائے۔

مطلب یہ ہے کہ جو چیز اچھی ہے اُس کی اچھائی خود بخود ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی ضرورت نہیں ہوتی کہ اُسے کوئی اچھا کہے۔

(۱۰۵۶) مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

مجھے ایک مشکل آپڑی ہے اس مجمع میں جو عقلمند ہو، ذرا اُس سے پوچھنا کہ توبہ کا حکم دینے والے خود کیوں بہت کم توبہ کرتے ہیں
اس شعر میں واعظوں پر حملہ ہے کہ جو نصیحتیں وہ دوسروں کو کیا کرتے ہیں اُن پر خود عمل نہیں کرتے۔

(۱۰۵۷) مشکلے نیست کہ آساں نشود
کوئی مشکل ایسی نہیں ہے جو آسان نہ ہو جائے۔

(۱۰۵۸) مصلحت نیست کہ از پردہ بروں اُفتد راز
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست
مصلحت نہیں ہے کہ راز پردے سے باہر ہو ورنہ کوئی ایسی خبر نہیں ہے جو رندوں کی محفل میں نہ ہو مطلب یہ ہوتا ہے کہ معلوم ہم کو سب کچھ ہے مگر مصلحت کی وجہ سے بعض باتیں چھپانا پڑتی ہیں۔

(۱۰۵۹) مطلب سعدی دیگر است
سعدی کا مطلب کچھ اور ہے۔ یہ جملہ اُس موقع پر بولا جاتا ہے جب کسی بات کا مطلب ظاہر میں کچھ ہوتا ہے اور حقیقت میں کچھ ہوتا ہے اور کبھی اس جملے سے یہ مراد ہوتی ہے کہ تم اس بات کا

مطلب نہیں سمجھتے۔

(۱۰۶۰) **مفت را چہ گفت**

مفت کا کیا کہنا۔ یعنی جو چیز مفت ہاتھ آئے اُس کی اچھائی
بُرائی کا خیال کون کرتا ہے۔

(۱۰۶۱) **مفت کرم داشتن**

مفت کا احسان رکھنا۔

(۱۰۶۲) **مفلس تو خوش کہ زر نہ داری۔**

اے مفلس تو ہی اچھا ہے کہ دولت نہیں رکھتا۔ یعنی دولت
کے جھگڑوں سے تجھے نجات ہے۔

(۱۰۶۳) **مقام عیش میسر نمی شود بے رنج**

آرام کی جگہ بغیر تکلیف اُٹھائے میسر نہیں ہوتی۔

(۱۰۶۴) **ملّاح در چین و کشتی در فرنگ**

ملاح چین میں اور کشتی فرنگستان میں۔ (دیکھو ۵۲۴)

(۱۰۶۵) **مُلّا شدن آسان است انسان شدن مشکل**

مُلّا ہونا آسان ہے انسان ہونا مشکل ہے۔

(۱۰۶۶) **ملک خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست**

خدا کا ملک تنگ نہیں ہے میرے (فقیر کے) پاؤں میں لنگ نہیں ہے
یعنی میں مجبور و ناچار نہیں ہوں اور مجھے خدا کی ذات پر بھروسا
ہے۔ یہ شعر اکثر اس موقع پر پڑھتے ہیں جہاں یہ کہنا ہوتا ہے کہ

مجھے آپ کی نوکری کی یا آپ کی کچھ پروا نہیں ہے۔ میرے ہاتھ
پاؤں سلامت رہیں جہاں چلا جاؤں گا کما کھاؤں گا۔

(۱۰۶۷) من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
که با من ہرچه کرد آں آشنا کرد

میں غیروں سے ہرگز نالاں نہیں ہوں اس لئے کہ میرے ساتھ جو
کچھ کیا اُس دوست نے کیا۔ یعنی مجھے غیروں سے شکایت نہیں
میرے ساتھ تو اپنوں نے بُرائی کی ہے۔

(۱۰۶۸) من آنم که من دانم

میں جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں۔ یعنی میں اپنی حقیقت سے خوب
واقف ہوں۔

(۱۰۶۹) من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

میں تجھ کو حاجی کہوں تو مجھ کو حاجی کہہ۔ جب دو آدمی آپس میں،
ایک دوسرے کی تعریف کرتے ہیں تو یہ مصرع پڑھا جاتا ہے۔

(۱۰۷۰) من جرّب المجرّب حلّت به النّدامه

جو آزمائے ہوئے کو آزمایا اُس کو ندامت ہوگی۔ جو بات تجربے سے بُری
ثابت ہو چکی ہو اُس کو اختیار کرنے سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

(۱۰۷۱) من چه می سرایم و طنبورهٔ من چه می سراید

میں کیا گاتا ہوں اور میرا طنبورہ کیا گاتا ہے۔ یہ جملہ اُس وقت بولتے
ہیں جب کہنے والے کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے اور سننے والا کچھ

اور سمجھ لیتا ہے۔

(۱۰۷۲) من خوب می شناسم پیران پارسا را

میں پارسا پیروں کو خوب پہچانتا ہوں۔ یہ مصرع اکثر طنز کے محل پر پڑھا جاتا ہے۔

(۱۰۷۳) من ز وضع زمانہ می ترسم
کہ مبادا ازیں بتر گردد

زمانے کی حالت سے مجھے خوف ہوتا ہے کہ کہیں اس سے بھی بدتر نہ ہو جائے۔

(۱۰۷۴) مَن ضَحِکَ ضُحِکَ

جو ہنسا وہ ہنسا گیا۔ یعنی جو دوسروں پر ہنستا ہے وہ خود بھی ہنسا جاتا ہے

(۱۰۷۵) منم و خیال ساغر منم و خیال جاناں

میں ہوں اور ساغر کا خیال ہے میں ہوں اور معشوق کا خیال ہے۔ یعنی میں شراب اور معشوق کے خیال میں محو ہوں مجھے دنیا اور ما فیہا کی کچھ خبر نہیں۔

(۱۰۷۶) من نہ کردم شما حذر بکنید

میں نے حذر نہیں کیا تم کرنا۔ جب کوئی شخص اپنا وقت بد اعمالیوں میں صرف کرتا ہے اور دوسروں کو نصیحت کرتا ہے تو یہ قول نقل کرتا ہے۔

(۱۰۷۷) من نگویم کہ ایں مکن آں کن
مصلحت بین و کار آساں کن

میں نہیں کہتا کہ یہ نہ کرو وہ کرو مصلحت پر نظر رکھو اور جو آسان ہو وہ کرو۔

(۱۰۷۸) موتوا قبل ان تموتوا

مرجاؤ قبل اس کے کہ تم کو موت آئے۔ یعنی جب آخر کار مرنا ہی ہے تو چار دن کی زندگی میں غرور و سرکشی کیسی۔ انسان کو چاہئے کہ خاکساری اور انکسار کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

(۱۰۷۹) مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند

چاند نور برساتا ہے اور کتا بھونکتا ہے۔ یعنی حاسد اور بدخواہ غل مچاتے ہی رہتے ہیں اور کام کرنے والے کام کرتے ہی رہتے ہیں

(۱۰۸۰) مہ نو می شود ماہ تمام آہستہ آہستہ

نیا چاند آہستہ آہستہ پورا چاند ہو جاتا ہے۔ اس مصرع کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ (۱) ہر ناقص رفتہ رفتہ ترقی کر کے کامل ہو سکتا ہے۔ (۲) کمال آہستہ آہستہ ایک مدت میں حاصل ہوتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص ایک ہی دن میں باکمال ہو جاتا ہے۔

(۱۰۸۱) می چکد آنچہ در آوند من است

جو کچھ میرے برتن میں ہے وہی اس سے ٹپکتا ہے۔ یعنی جیسی

میری فطرت ہے ویسے ہی کام مجھ سے سرزد ہوتے ہیں۔

(۱۰۸۲) میراث پدر خواہی علم پدر آموز

باپ کی میراث چاہتے ہو تو باپ کا علم سیکھو۔ یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ تم کو وہی مرتبہ حاصل ہو جو تمھارے بزرگوں کو حاصل تھا تو اُن کی سی قابلیت پیدا کرو۔

(۱۰۸۳) نابردہ رنج گنج میسر نمی شود

بے تکلیف اُٹھائے خزانہ ہاتھ نہیں آتا۔

(۱۰۸۴) ناز بر آں کن کہ خریدار تست

ناز اُس سے کر جو تیرا خریدار ہو۔ یعنی وہی شخص کسی کے ناز اُٹھا سکتا ہے جس کے دل میں اُس کی محبت یا عزت ہو۔

(۱۰۸۵) ناکردہ ارمان و کردہ پشیمان

جنھوں نے نہیں کیا اُن کو ارمان ہے اور جو کر چکے وہ پچھتاتے ہیں اس قول میں اُن کاموں کی طرف اشارہ ہے جو ابتدا میں بہت دلچسپ معلوم ہوتے ہیں مگر بعد کو وبال ہو جاتے ہیں۔

(۱۰۸۶) ناکردہ کردہ مشمر

نہ کیے ہوئے کو کیا ہوا نہ سمجھو۔ یعنی جب تک تم کوئی کام کر نہ ڈالو یہ یقین نہ رکھو کہ وہ ہو ہی جائے گا۔ بہت سے کام دیکھنے میں بالکل آسان ہوتے ہیں مگر جب کوئی اُن کے کرنے پر آمادہ ہوتا ہے تو بڑی بڑی مشکلیں پیش آتی ہیں۔

(۱۰۸۷) **ناکس بہ تربیت نہ شود اے حکیم کس**

اے حکیم نا اہل تربیت سے اہل نہیں ہو سکتا۔

(۱۰۸۸) **ناگفتہ بہ**

نہ کہا ہوا اچھا (فلاں شخص کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ یعنی ایسی حالت ہے جس کا بیان نہ کرنا بہتر ہے)۔

(۱۰۸۹) **نام بلند بہ از بام بلند**

اونچا نام اونچے کوٹھے سے اچھا ہے نیک نامی حاصل کرنا عالیشان عمارتوں میں امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ رہنے سے اچھا ہے۔

(۱۰۹۰) **نامرد زند ہمیشہ لاف مردی**

بزدل آدمی ہمیشہ مردانگی کی ڈینگ مارا کرتا ہے۔

(۱۰۹۱) **نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد**

بزدلی اور مردانگی میں صرف ایک قدم کا فاصلہ ہے۔

(۱۰۹۲) **نامش کلان و دیہہ ویران**

نام بڑا اور گاؤں ویران۔ ایک اردو مثل ہے "نام بڑا درشن تھوڑے"

(۱۰۹۳) **نام نیک رفتگان ضائع مکن**
تا بماند نام نیکت یادگار

جو لوگ مر چکے ہیں ان کے نیک ناموں کو ضائع نہ کر تاکہ تیرا نام نیک بھی باقی رہے۔

(۱۰۹۴) نبود خیر دراں خانہ کہ عصمت نبود
جس گھر میں عصمت نہیں ہوتی اس میں برکت نہیں ہوتی۔

(۱۰۹۵) نہ بینی کہ چوں گربہ عاجز شود
برآرد بہ چنگال چشم پلنگ
کیا نہیں دیکھتے ہو کہ جب بلی عاجز ہو جاتی ہے تو اپنے پنجے سے چیتے کی آنکھیں نکال لیتی ہے۔ یعنی جب کوئی کسی کی بدسلوکیوں سے عاجز آجاتا ہے تو اُس کو اپنی بساط سے زیادہ نقصان یا تکلیف پہنچا دیتا ہے۔

(۱۰۹۶) نخورد شیر نیم خوردہ سگ
شیر کتے کا جھوٹا نہیں کھاتا۔ یعنی جس چیز پر کوئی ادنیٰ درجے کا آدمی تصرّف کر چکا ہو اُسے کوئی بڑے مرتبے والا آدمی پسند نہیں کرتا۔

(۱۰۹۷) ندہد نقد را بہ نسیہ کسے
کوئی نقد چیز کو اُدھار کے عوض نہیں دیتا ہے۔ ملنے والی چیز کے لئے ملتی ہوئی چیز چھوڑی نہیں جاتی۔

(۱۰۹۸) نرخ متاعے کہ فراواں بود
گر بمثل جاں بود ارزاں بود
جو چیز کثرت سے ہوتی ہے اگر مثلاً وہ جان ہی ہو تو بھی اُس کا بھاؤ سستا ہی ہوتا ہے۔ یعنی جو بکثرت پائی جاتی ہے وہ کتنی ہی قابل قدر کیوں نہ ہو اُس کی قدر نہیں کی جاتی۔

(۱۰۹۹) نرود میخ آہنی در سنگ
لوہے کی کیل پتھر میں نہیں دھنستی ہے۔ اس سے اکثر یہ مطلب ہوتا ہے کہ بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں جن پر نصیحت کا ذرا بھی اثر نہیں ہوتا۔

(۱۱۰۰) نزلہ بر عضو ضعیف می ریزد
نزلہ کمزور عضو پر گرتا ہے۔ اس سے کبھی تو یہ مراد ہوتی ہے کہ کمزور آدمی خسارے میں رہتا ہے کبھی یہ مطلب ہوتا ہے کہ غصہ کمزور ہی پر اتارا جاتا ہے۔

(۱۱۰۱) نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْب
مدد خدا کی طرف سے ہے فتح قریب ہے۔ جب کوئی شخص کسی مشکل یا اہم کام کے لئے چلنے لگتا ہے تو وہ خود اور دوسرے لوگ یہ جملہ کہتے ہیں اور اس طرح اُسے کامیابی کی دعا دیتے ہیں۔

(۱۱۰۲) نِصْفٌ لِی وَ نِصْفٌ لَک
آدھا میرا اور آدھا تیرا۔ یعنی فلاں چیز میں ہم تم برابر کے حصہ دار ہیں۔

(۱۱۰۳) نصیحت بہ لقمان آموختن
لقمان کو نصیحت کرنا یعنی جو شخص کسی بات سے بخوبی واقف ہو اُس کے سامنے اسی بات کا ذکر اس انداز سے کرنا گویا وہ اُس سے بے خبر ہے۔

(۱۱۰۴) نصیحتے کنمت بشنو وبہانہ مگیر
ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

میں تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں، سُن لے اور ٹال نہ دے۔ مہربان نصیحت کرنے والا جو کچھ تجھ سے کہے اُسے مان لیا کر۔

(۱۱۰۵) نظرے خوش گذرے

ایک جلدی سے گزر جانے والی نگاہ۔ یعنی ایک سرسری نظر

(۱۱۰۶) نعوذ باللہ

ہم خدا سے پناہ مانگتے ہیں۔ کسی بری بات سے اپنی برائت ظاہر کرنے کے لئے یہ فقرہ بولتے ہیں۔

(۱۱۰۷) نعوذ باللہ من ذالک

ہم اس چیز سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ کسی بُری بات کے ذکر پر یا کسی بری بات سے اپنی برائت کرنے کے لئے یہ جملہ بولا جاتا ہے۔

(۱۱۰۸) نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اوّل

مصور دوسری تصویر پہلی تصویر سے اچھی کھینچتا ہے۔ یعنی پہلے پہل جو کام کیا جاتا ہے وہ اتنا اچھا نہیں ہوتا ہے جتنا مشق کے بعد ہو سکتا ہے۔

(۱۱۰۹) نقد را بہ نسیہ گزاشتن کار خردمنداں نیست

نقد کو اُدھار کے لئے چھوڑ دینا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ یعنی متوقعہ منافع کے بدلے موجودہ فوائد کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔

(۱۱۱۰) **نقش برآب**
پانی پر کا نشان۔ پانی پر جو نشان بنایا جاتا ہے وہ ذرا دیر بھی قائم نہیں رہتا اس لئے بہت جلد مٹ جانے والی چیز کو نقش برآب کہتے ہیں۔

(۱۱۱۱) **نقش کالحجر**
پتھر کی سی لکیر، نہ مٹنے والا نشان۔ یعنی ایسی بات جو بھلائی نہ جاسکے۔ ایسا اثر جو زائل نہ ہو سکے۔ (دیکھو ۹۹۵)
نوٹ = نقش کالحجر کی ترکیب غلط ہے۔ مگر اردو میں یہ فقرہ رائج ہو گیا ہے۔

(۱۱۱۲) **نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ**
مال کا نقصان اور پڑوسی کی ہنسی۔ یعنی نقصان بھی ہوا اور لوگوں نے ہنسی بھی اڑائی۔

(۱۱۱۳) **نقل عیش بہ از عیش**
عیش کا ذکر عیش سے بہتر ہے۔

(۱۱۱۴) **نقل کفر کفر نہ باشد**
کفر کی نقل کفر نہیں ہے۔ جب کسی بری بات یا کسی برے کام کی نقل کرتے ہیں تو اپنی برائت کے لئے یہ جملہ کہتے ہیں۔

(۱۱۱۵) **نہ کردن یک عیب و کردن صد عیب**
نہ کرنا ایک عیب اور کرنا سو عیب۔ یعنی کسی کام کے نہ کرنے میں صرف یہی الزام رہتا ہے کہ نہیں کیا لیکن کسی کام کے کرنے کے بعد لوگوں کو

اس میں طرح طرح کے عیب نکالنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس قول سے اکثر یہ مراد ہوتی ہے کہ کسی کام کو بُری طرح کرنے سے نہ کرنا اچھا ہے۔

(۱۱۱۶) **نہ کند جور پیشہ سلطانی ٭ کہ نیاید ز گرگ چوپانی**

ظالم آدمی بادشاہت نہیں کر سکتا۔ بھیڑیئے سے گلہ بانی نہیں ہو سکتی۔ یعنی بادشاہ کا کام رعایا پر ظلم کرنا نہیں، بلکہ اُس کی حفاظت کرنا ہے۔

(۱۱۱۷) **نکوئی با بداں کردن چنانست**
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

بروں کے ساتھ بھلائی کرنا ایسا ہے جیسا بھلوں کے ساتھ بُرائی کرنا۔

(۱۱۱۸) **نکوئی کن بہ آں کو با تو بد کرد**

جس نے تیرے ساتھ بُرائی کی تو اُس کے ساتھ بھلائی کر۔

(۱۱۱۹) **نمک خوردن و نمکداں شکستن**

نمک کھانا اور نمکدان توڑنا۔ یعنی جس سے فائدہ اُٹھانا اُسی کو نقصان پہنچانا۔ اُردو میں اس کے بجائے یہ قول رائج ہے۔ ''جس ہانڈی میں کھائیں اُسی میں چھید کریں''

(۱۱۲۰) **نوا را تلخ ترمی زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی**

جب راگ کا شوق کم دیکھو تو آواز میں اور اثر پیدا کرو۔ یعنی جب دیکھو کہ لوگ تمھاری باتوں کا اثر قبول نہیں کرتے

ہیں تو نا اُمید ہو کر خاموش نہ ہو رہو۔ بلکہ اپنے کلام میں اور زیادہ اثر پیدا کرو۔

(۱۱۲۱) نوبت بہ اینجا رسید

نوبت یہاں تک پہنچی۔

(۱۱۲۲) نورٌ علیٰ نور

نور پر نور۔ اس فقرے سے یہ مراد ہوتی ہے کہ فلاں بات تو اچھی تھی یہ اور بھی اچھی ہوئی۔ یہ فقرہ طنز کے موقع پر بھی بولتے ہیں۔

(۱۱۲۳) نَوَّرَ اللہ مَرقَدَہٗ

خدا اُس کی خوابگاہ (قبر) کو روشن کرے۔ کسی مرحوم بزرگ کا نام لینے کے بعد یہ دعائیہ فقرہ زبان پر لاتے ہیں۔

(۱۱۲۴) نوش بے نیش حاصل نہ شود

شہد بے ڈنک کھائے ہوئے ہاتھ نہیں آتا۔ یعنی کوئی اچھی چیز بغیر محنت کئے ہوئے نہیں ملتی اور آرام بغیر تکلیف اُٹھائے ہوئے حاصل نہیں ہوتا۔

(۱۱۲۵) نوشتہ بماند سیہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا امید

سفید پر سیاہ لکھا ہوا باقی رہ جاتا ہے۔ لکھنے والے کے لئے کل کی بھی اُمید نہیں۔ پہلے زمانے کا دستور تھا کہ کسی کتاب کے

لکھنے کے بعد خاتمے پر یہ شعر لکھا کرتے تھے۔

(۱۱۲۶) نویسندہ داند کہ در نامہ چیست

لکھنے والا جانتا ہے کہ خط میں کیا ہے۔

(۱۱۲۷) نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

وہ راز کہاں چھپتا ہے جس سے محفلیں گرم کی جاتی ہیں۔ یعنی جس راز سے بہت سے لوگ واقف ہو جاتے ہیں وہ چھپ نہیں سکتا۔

(۱۱۲۸) نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن

نہ چلنے کو پاؤں نہ رہنے کو ٹھاؤں۔ جب ایسا موقع آپڑتا ہے کہ کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتا تو یہ فقرہ کہتے ہیں۔

(۱۱۲۹) نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

عشق صرف دیکھنے ہی سے نہیں پیدا ہوتا۔ اکثر یہ دولت گفتگو سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

(۱۱۳۰) نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن

نہ رہنے کے لئے جگہ نہ چلنے کے لئے پاؤں (دیکھو ۱۱۲۸)

(۱۱۳۱) نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

پھل دار شاخ زمین پر سر رکھتی ہے۔ اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ جس شخص میں کوئی ہنر یا کوئی کمال ہوتا ہے وہ جھک کر چلتا ہے۔

(۱۱۳۲) نہ روئے رہائی نہ راہ گریز

نہ رہائی کی تدبیر نہ بھاگنے کی راہ۔ اس مصرع سے اپنی مجبوری ظاہر کی جاتی ہے۔

(۱۱۳۳) نہ روئے ماندن نہ راہ رفتن

نہ ٹھہرنے کی تدبیر اور نہ چلنے کا راستہ۔ یہ اُس موقع پر کہتے ہیں جب کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی۔

(۱۱۳۴) نہ محقق بود نہ دانشمند
چارپائے بر او کتابے چند

کسی چوپائے پر کچھ کتابیں لدی ہوئی ہوں تو وہ نہ محقق ہو جاتا ہے نہ دانشمند۔ یعنی خالی کتابیں رٹ لینے سے نہ عقل آتی ہے نہ تحقیق کا مادّہ پیدا ہوتا ہے۔

(۱۱۳۵) نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

ہر جگہ گھوڑا نہیں دوڑایا جا سکتا۔ بہت سے مقاموں پر سپر ڈال دینا چاہیئے۔ یعنی ہر جگہ سختی سے کام نہیں نکل سکتا کہیں کہیں نرمی سے کام نکالنا چاہیئے (سپر انداختن کا لفظی ترجمہ سپر ڈالنا ہے مگر فارسی کے محاورے میں سپر انداختن سے عاجزی کرنا یا ہار ماننا مراد ہوتا ہے)۔

(۱۱۳۶) نہ ہر چہ بہ قامت مہتر بہ قیمت بہتر

ہر چیز جو قد میں بڑی ہوتی ہے قیمت میں زیادہ نہیں ہوتی۔ یعنی

کسی چیز کی قدر اس کے قد کے اعتبار سے نہیں ہوتی بلکہ خوبیوں
کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

(۱۱۳۷) نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

نہ ہر عورت عورت ہے نہ ہر مرد مرد ہے، خدا نے پانچوں انگلیاں
یکساں نہیں بنائی ہیں۔ یعنی بعض عورتیں مردوں سے بہتر ہیں
اور بعض مرد عورتوں سے بد تر۔

(۱۱۳۸) نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند

ہر شخص جو اپنا چہرہ چمکا لے دلبری نہیں جانتا۔ کسی باکمال کی سی
شکل بنا لینا آسان ہے مگر کمال پیدا کرنا مشکل ہے۔

(۱۱۳۹) نہ ہر کہ آئینہ ساز د سکندری داند

ہر شخص جو آئینہ بنا لے سکندری نہیں جانتا۔ کسی نامی آدمی کی کوئی
معمولی سی خصوصیت حاصل کر لینے سے اُس کی برابری کا دعویٰ
نہیں کیا جا سکتا ہے۔

(۱۱۴۰) نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

ہر شخص جو سر منڈ والے قلندری نہیں جانتا۔ یعنی اہل کمال کی وضع
اختیار کرنے سے کوئی شخص باکمال نہیں ہو سکتا۔

(۱۱۴۱) نیست در قانون حکمت ضعف قسمت را علاج

حکمت کے قانون میں قسمت کی کمزوری کا علاج نہیں ہے۔ یعنی

تقدیر کی بُرائی کسی تدبیر سے نہیں جاتی۔

(۱۱۴۲) **نیش عقرب نہ از پئے کین است**
مقتضائے طبیعتش این است

بچھو دشمنی کی وجہ سے ڈنک نہیں مارتا ہے۔ اُس کی فطرت یہی چاہتی ہے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں شخص کسی کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے بُرائی نہیں کرتا ہے۔ بلکہ بُرائی کرنا اُس کے خمیر میں داخل ہے۔

(۱۱۴۳) **نے غم دزد نے غم کالا**

نہ چور کا ڈر نہ اسباب کی فکر۔ جس شخص کے پاس زیادہ مال و اسباب نہیں ہوتا اُس کے متعلق یہ فقرہ کہا جاتا ہے۔

(۱۱۴۴) **نیکی برباد گنہ لازم**

یہ فقرہ اُس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی شخص کسی کا احسان نہیں مانتا بلکہ اُلٹا اُس سے کچھ شکایت کرتا ہے۔ یا اُس پر کوئی الزام لگاتا ہے۔

(۱۱۴۵) **نیکی کن و بدریا انداز**

نیکی کر اور دریا میں ڈال۔ یعنی نیکی کرکے اُسے بھول جانا چاہیئے۔ نہ معاوضے کی خواہش کرنا چاہیئے نہ احسان جتانا چاہیئے۔

(۱۱۴۶) **نیکی نیک راہ بدی پیش راہ**

نیکی کا انجام اچھا ہوتا ہے اور بدی آگے آتی ہے۔

(۱۱۴۷) نیم حکیم خطرۂ جان نیم ملا خطرۂ ایمان

ادھورے حکیم سے جان کا خطرہ ہے اور ادھورے ملا سے ایمان کا خطرہ رہے۔ یعنی جو شخص اپنے فن سے پوری واقفیت نہیں رکھتا اُس سے خطرناک غلطی کا اندیشہ رہتا ہے۔

(۱۱۴۸) نیم نانے گر خورد مردِ خدائے
بذلِ درویشاں کند نیم دگر

اللہ والے اگر آدھی روٹی خود کھاتے ہیں تو باقی آدھی فقیروں کو دے ڈالتے ہیں۔

(۱۱۴۹) واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بہ خلوت می روند آں کارِ دیگر می کنند

یہی واعظ جو محراب اور منبر پر ایسے جلوے دکھاتے ہیں جب خلوت میں جاتے ہیں تو وہ دوسرا کام کرتے ہیں۔ یعنی جو لوگ دوسروں کو ہدایت کرتے ہیں وہ خود لوگوں کی نظر بچا کر وہی کام کرتے ہیں۔ جس سے دوسروں کو منع کرتے ہیں۔

(۱۱۵۰) وائے بر جانِ سخن گر بہ سخنداں نہ رسد

کلام اگر کلام کے پہچاننے والے تک نہ پہنچے تو اُس کے حال پر افسوس ہے۔

(۱۱۵۱) وائے بر من وائے بر احوالِ من

افسوس ہے مجھ پر اور افسوس میرے حال پر۔

(۱۱۵۲) وزیرے چنیں شہریارے چناں

وزیر ایسا بادشاہ ایسا - یعنی جیسا بادشاہ ویسا وزیر - یعنی دونوں بُرے -

(۱۱۵۳) وعدۂ وصل چوں شود نزدیک
آتشِ شوق تیز تر گردد

وصل کا وعدہ جتنا نزدیک آتا جاتا ہے شوق کی آگ اتنی ہی تیز ہوتی جاتی ہے - یعنی کوئی خواہش پوری ہونے کی اُمید جتنی زیادہ ہوتی جاتی ہے اُتنی ہی وہ خواہش اور بڑھتی جاتی ہے -

(۱۱۵۴) وقت از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ باز نیاید

ہاتھ سے گیا ہوا وقت اور کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آتا -

(۱۱۵۵) وقتِ ضرورت چو نماند گریز
دست بگیرد سرِ شمشیرِ تیز

ضرورت کے وقت جب بھاگ بھی نہیں سکتے تو ہاتھ تیز تلوار کا قبضہ پکڑ لیتا ہے - یعنی جب آدمی مجبور ہو جاتا ہے تو مارنے مرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے -

(۱۱۵۶) وَاللّٰہُ اَعلَم

خدا سب سے زیادہ جاننے والا ہے اس جملے سے اپنی ناواقفیت کا اظہار کرتے ہیں -

(۱۱۵۷) وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
حقیقت کو سب سے زیادہ خدا جانتا ہے۔ اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو کچھ ہماری سمجھ میں آیا وہ ہم نے کہہ دیا حقیقت حال کو خدا بہتر جانتا ہے۔

(۱۱۵۸) ولی را ولی می شناسد
ولی کو ولی پہچانتا ہے۔ یعنی ہر شخص اپنے سے آدمی کو خوب پہچانتا ہے۔

(۱۱۵۹) وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہ
اور مجھے توفیق نہیں ہے مگر خدا ہی کی طرف سے۔ اس قول سے انسان اپنی مجبوری اور بے بسی ظاہر کرتا ہے۔ یعنی ہم کیا ہیں کہ کچھ کر سکیں۔ ہاں اگر خدا توفیق دے گا تو کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔

(۱۱۶۰) وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ
اور ہم پر کچھ (فرض) نہیں مگر (بات) پہنچا دینا۔ یعنی ہمارا فرض صرف کہہ دینا ہے ماننے نہ ماننے کا آپ کو اختیار ہے۔

(۱۱۶۱) وَھُوَ ھٰذَا
اور وہ یہ ہے کہ کسی چیز کا ذکر کرنے کے بعد اُس کو پیش کرتے وقت یہ فقرہ نقل کرتے ہیں۔

(۱۱۶۲) ہاں مشو نومید چوں واقف نۂ ز اسرار غیب
باشد اندر پردہ بازی ہائے پنہاں غم مخور
دیکھنا اُمید نہ ہو کیونکہ تو غیب کے رازوں سے واقف نہیں ہے۔

رنج نہ کر، پردے کے اندر کھیل چھپے ہوئے ہیں۔ یعنی کسی ظاہری ناکامی کی وجہ سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ نہ معلوم اُس کا نتیجہ کیا نکلے اور پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہو۔

(۱۱۶۳) ہر آں کہ تخمِ بدی کشت و چشمِ نیکی داشت
دماغ بیہدہ پخت و خیالِ باطل بست

جس شخص نے بدی کا بیج بو کر نیکی کی امید رکھی اُس نے بیہودہ منصوبہ باندھا اور باطل خیال کیا۔ یعنی جو بدی کریگا وہ بدی دیکھے گا۔

(۱۱۶۴) ہر آں کہتر کہ با مہتر ستیزد
چناں اُفتد کہ ہرگز بر نخیزد

جو چھوٹا کسی بڑے سے لڑتا ہے وہ ایسا گرتا ہے کہ پھر اُٹھ ہی نہیں سکتا۔ یعنی جو اپنے سے بڑوں سے مقابلہ کرتا ہے وہ سخت نقصان اُٹھاتا ہے۔

(۱۱۶۵) ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

یہ گمان نہ کر کہ ہر جنگل خالی ہے۔ ممکن ہے کہ چیتا سو رہا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی کو ہر جگہ ہوشیار رہنا چاہئے۔ یہ کبھی نہ سمجھنا چاہئے کہ یہاں ہمارا کوئی مخالف یا کوئی دشمن نہیں ہے۔ (دیکھو ۵۹۶)

(۱۱۶۶) ہر نکتہ کہ من برآورم خام
و ہرچہ خطا کنی صواب است

میں جو پکی بات کہوں وہ (تیرے نزدیک) کچی ہے اور تو جو غلطی کرے وہ بھی درست ہے۔ یعنی تجھکو میری اچھائیاں بھی برائیاں معلوم ہوتی ہیں اور اپنے عیب بھی ہنر دکھائی دیتے ہیں۔

(۱۱۶۷) ہرچہ از دل خیزد بر دل ریزد

جو کچھ دل سے اُٹھتا ہے۔ دل پر ٹپکتا ہے۔ یعنی جو بات کسی کے دل سے نکلتی ہے وہ دوسروں کے دل پر ضرور اثر کرتی ہے۔

(۱۱۶۸) ہرچہ از دوست می رسد نیکوست

دوست سے جو کچھ ملے اچھا ہے۔

(۱۱۶۹) ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

ہم نے کشتی پانی میں ڈال دی اب جو کچھ ہو سو ہو۔ یعنی ہم نے فلاں کام شروع کر دیا۔ اب نتیجہ جو کچھ بھی ہو۔ یہ مصرع بیم و رجا کے مقام پر لاتے ہیں۔

(۱۱۷۰) ہرچہ بہ خود نہ پسندی بہ دیگراں ہم مپسند

جو کچھ تو اپنے لئے پسند نہیں کرتا دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کر۔

(۱۱۷۱) ہرچہ خواہی باش لیکن اندکے زردار باش

تو جو چاہے ہو لیکن ذرا مال دار ہو۔ یعنی دولت ہر عیب پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ (دیکھو ۵۳۹)

(۱۱۷۲) ہرچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از خرابی بسیار

جو کام عقلمند کرتا ہے وہی بے وقوف بھی کرتا ہے مگر بہت خرابی کے بعد۔

(۱۱۷۳) ہرچہ در دل فرود آید در دیدہ نکو نماید

جو چیز دل میں سما جاتی ہے وہ آنکھ کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ یعنی جس چیز سے ہمارے دل کو کچھ لگاؤ ہوتا ہے وہ ہم کو اچھی معلوم ہونے لگتی ہے۔

(۱۱۷۴) ہرچہ در دیگ است بہ کفچہ می آید

جو کچھ دیگ میں ہے وہ کفچے میں آجاتا ہے۔ یعنی جو اصلیت ہوتی ہے وہ ظاہر ہو کر رہتی ہے۔

(۱۱۷۵) ہرچہ در کان نمک رفت نمک شد

نمک کی کان میں جو چیز گئی نمک ہوگئی۔ جب کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی یا کسی جماعت کے رنگ میں رنگ جاتا ہے یا کسی مقام کی خصوصیتیں اختیار کرلیتا ہے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(۱۱۷۶) ہرچہ زود آید دیر نپاید

جو چیز جلد آتی ہے وہ دیر تک نہیں ٹھہرتی۔ یعنی جو کام جلدی میں کیا جاتا ہے وہ دیرپا نہیں ہوتا۔

(۱۱۷۷) ہرچہ گیرید مختصر گیرید
جو کچھ لو مختصر لو۔ یعنی ہر کام میں اختصار کا خیال رکھو، بہت زیادہ کی ہوس نہ کرو۔ اتنا ہی کام اپنے ذمے لو جتنا آسانی سے کر سکتے ہو۔ (دیکھو ۱۹۴)

(۱۱۷۸) ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے
ہر روز عید نہیں ہے کہ کوئی حلوا کھایا کرے۔ عمدہ موقعے روز روز نہیں ملا کرتے۔

(۱۱۷۹) ہر سخن موقع و ہر نقطہ مقامے دارد
ہر بات کا ایک موقع اور ہر نقطے کا ایک مقام ہوتا ہے۔ یعنی ہر بات مناسب محل پر کہنا چاہیئے۔

(۱۱۸۰) ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے دارد
ہر بات کا ایک موقع اور ہر نکتے کا ایک محل ہوتا ہے یعنی ہر بات مناسب موقع پر اور ہر نکتہ مناسب محل پر بیان کرنا چاہیئے۔

(۱۱۸۱) ہر سرے وسودائے
ہر ایک سر اور ایک سودا یعنی ہر شخص کسی نہ کسی فکر یا کسی نہ کسی خبط میں مبتلا ہے۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ہر شخص ایک نئی فکر یا ایک نئے خبط میں مبتلا ہے۔

(۱۱۸۲) ہر شبے گویم کہ فردا ترک ایں سودا کنم
باز چوں فردا شود امروز را فردا کنم
روز رات کو کہتا ہوں کہ کل اس جنون سے باز آ جاؤنگا مگر جب کل

آتی ہے تو پھر آج کو کل کر دیتا ہوں۔ مطلب یہ کہ جو کچھ کرنا ہو فوراً کر ڈالنا چاہئیے۔ جو کام دوسرے دن پر اٹھا رکھے جاتے ہیں وہ اکثر پڑے رہ جاتے ہیں۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ کسی عادت کا ترک کرنا بہت مشکل ہے۔

(۱۱۸۳) ہر عیب کہ سلطاں بہ پسندد ہنر است

جس عیب کو بادشاہ پسند کرے وہ ہنر ہے۔ اعلیٰ طبقہ کے لوگ جو بات اختیار کر لیں وہ عام طور پر اچھی سمجھی جانے لگتی ہے۔ اس کی اچھائی برائی پر کوئی نظر نہیں کرتا۔

(۱۱۸۴) ہر فرعونے را موسیٰ

ہر فرعون کے لئے موسیٰ ہے۔ یعنی ہر زبردست کا سر کچلنے والا کوئی نہ کوئی پیدا ہو جاتا ہے۔

(۱۱۸۵) ہر کارے و ہر مردے

ہر کام اور ہر مرد۔ کوئی آدمی کسی کام کے لئے موزوں ہے اور کوئی کسی کام کے لئے۔

(۱۱۸۶) ہر کجا چشمہ بود شیریں
مردم و مرغ و مور گرد آیند

جہاں کہیں میٹھے پانی کا چشمہ ہوتا ہے وہاں آدمی چڑیاں اور چیونٹیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ مراد یہ ہوتی ہے کہ دولت، سخاوت یا اختیار والوں کے پاس ہر طرح کے لوگ جمع رہتے ہیں۔

(۱۱۸۷) ہر کرا صبر نیست حکمت نیست

جس شخص میں صبر نہیں اُس میں عقل نہیں۔ بے صبر آدمی سوچ سمجھ کے کام نہیں کر سکتا۔

(۱۱۸۸) ہر کرا نیست ادب لائق صحبت نبود

جس شخص میں ادب نہیں وہ صحبت کے لائق نہیں۔

(۱۱۸۹) ہر کس از دست غیر نالہ کند
سعدی از دست خویشتن فریاد

ہر شخص غیر کے ہاتھ سے نالہ کرتا ہے۔ سعدی اپنے ہی ہاتھ سے فریاد کرتا ہے۔ یعنی لوگوں کو دوسروں کے ہاتھ سے تکلیف پہنچتی ہے مگر اپنی تکلیف کا باعث ہم خود ہیں۔ جب کسی کو اپنے ہاتھوں یا کسی عزیز یا دوست کے ہاتھوں تکلیف پہنچتی ہے تو وہ یہ شعر پڑھتا ہے۔

(۱۱۹۰) ہر کس بہ خیال خویش خبطے دارد

ہر شخص اپنے خیال کے موافق کوئی خبط رکھتا ہے۔ یعنی ہر شخص کی طبیعت کا رنگ جُدا ہے اور اسی لئے ہر شخص کی رائے جُدا ہوتی ہے

(۱۱۹۱) ہر کس را فرزند خود بہ جمال نماید و عقل خود بہ کمال

ہر شخص کو اپنا بیٹا خوبصورت معلوم ہوتا ہے اور اپنی عقل کامل معلوم ہوتی ہے۔

(۱۱۹۲) ہر کسے پنج روزہ نوبت اوست

ہر شخص کی باری پانچ دن کی ہے - یعنی زندگی چند روزہ ہے
دنیا میں کوئی بہت دن نہیں رہ سکتا ہے۔

(۱۱۹۳) ہر کسے را بہر کارے ساختند
عشق وے را در دلش انداختند

ہر شخص کو کسی کام کے لئے بنایا ہے اور اس کام کا عشق اس کے
دل میں ڈال دیا ہے - اکثر اس شعر کا صرف پہلا مصرع نقل کرتے
ہیں اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص ہر کام نہیں کر سکتا کسی میں
کسی کام کی استعداد ہوتی ہے کسی میں کسی کام کی۔

(۱۱۹۴) ہر کسے مصلحت خویش نکومی داند

ہر شخص اپنی مصلحت خوب جانتا ہے۔

(۱۱۹۵) ہر کمالے را زوال و ہر بہارے را خزاں

ہر کمال کو زوال ہے اور ہر بہار کو خزاں ہے - اکثر اس مصرع کا صرف
نصف اول نقل کرتے ہیں۔

(۱۱۹۶) ہر کہ از دیدہ دور از دل دور

جو آنکھ سے دور وہ دل سے دور - یعنی جو شخص کسی سے دور رہتا ہے
اس سے محبت کم ہو جاتی ہے۔

(۱۱۹۷) ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت ۔ رفت و منزل بدیگرے پرداخت

جو آیا اس نے ایک نئی عمارت بنائی - وہ چلا گیا اور مکان کسی اور کا

ہوگیا۔ یعنی انسان اپنی چندروزہ زندگی میں اپنے عیش وآرام کے لئے کیا کیا سامان کرتا ہے۔ مگر چند روز میں سب کچھ چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور اس کی تمام چیزوں پر دوسروں کا قبضہ ہوجاتا ہے۔ اکثر اس شعر کا صرف پہلا مصرع نقل کرتے ہیں۔ اُس وقت اس کا مفہوم بدل جاتا ہے۔ اور مُراد یہ ہوتی ہے کہ ہر نیا حاکم اور نیا منتظم ایک نئی بات کرنا چاہتا ہے۔

(۱۱۹۸) ہر کہ با بداں نشیند نیکی نہ بیند

جو بدوں کے ساتھ بیٹھتا ہے وہ نیکی نہیں دیکھتا۔ یعنی بُری صحبت کا نتیجہ بُرا ہوتا ہے۔

(۱۱۹۹) ہر کہ با نوح نشیند چہ غم از طوفانش

جو نوح کے ساتھ بیٹھے اُسکو طوفان کی کیا فکر۔ یعنی جس کے حمایتی بڑے بڑے لوگ ہوں اُس کو حوادث زمانہ کا کیا خوف۔

نوٹ۔ نوح پیغمبر کے زمانے میں ایک بہت بڑا طوفان آیا تھا جس میں اُن چند لوگوں کے سوا جو حضرت نوح کے ساتھ اُن کی کشتی میں بیٹھے ہوئے تھے ساری دنیا غرق ہوگئی تھی۔

(۱۲۰۰) ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہوا۔ یعنی جو دوسروں کی خدمت کرتا ہے لوگ اُس کی خدمت کرتے ہیں۔

(۱۲۰۱) ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم

جو کوئی پڑھے اُس سے دعا کی طمع رکھتا ہوں اس لئے کہ میں
گنہگار بندہ ہوں۔ کسی کتاب کے خاتمے پر یہ شعر اکثر لکھ دیا
کرتے ہیں۔

(۱۲۰۲) ہر کہ خیانت ورزد دست از جبانت بلرزد

جو کہ خیانت کرتا ہے اُس کا ہاتھ بزدلی سے کانپتا ہے۔

(۱۲۰۳) ہر کہ دارد تانیؔ اندر کار
بمرادات دل رسد ناچار

جو شخص آہستہ آہستہ (استقلال کے ساتھ) کام کرتا ہے وہ
اپنی دلی مرادوں تک آخرکار پہنچ ہی جاتا ہے۔

(۱۲۰۴) ہر کہ دست از جاں بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید

جو شخص اپنی جان سے ہاتھ دھو لیتا ہے اُس کے دل میں جو کچھ
ہوتا ہے اُسے کہہ ڈالتا ہے۔

(۱۲۰۵) ہر کہ دنداں داد نان ہم می دہد

جس نے دانت دیئے وہی روٹی بھی دیگا۔ یعنی انسان کو رزق
کی طلب میں حیران نہ ہونا چاہیے خدا پر بھروسا کرنا چاہئے۔

(۱۲۰۶) ہر کہ زن ندارد آسایش تن ندارد

جو بیوی نہیں رکھتا اس کو جسمانی آرام حاصل نہیں ہوتا۔

(۱۲۰۷) ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند

جو تلوار چلاتا ہے اُسی کے نام کا سکہ چلتا ہے۔ یعنی دنیا غلبہ پرست ہے
وہ ہمیشہ زبردست کے سامنے سر جھکاتی ہے۔

(۱۲۰۸) ہر کہ عیب دگراں پیش تو آورد و شمرد
بیگماں عیب تو پیش دگراں خواہد برد

جو کوئی دوسروں کے عیب تیرے سامنے لا کر گن دیتا ہے وہ بیشک
تیرے عیب بھی دوسروں کے سامنے لے جائے گا (یعنی
بیان کرے گا)۔

(۱۲۰۹) ہر کہ محجوب است محبوب است

جس میں شرم ہوتی ہے اُس سے لوگ محبت کرتے ہیں۔

(۱۲۱۰) ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

ہر پھول کا رنگ اور خوشبو جدا ہے۔ اس قول سے اکثر یہ مراد
ہوتی ہے کہ ہر شخص میں کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو دوسروں میں
نہیں ہوتیں۔ جب کہیں ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو ایک
دوسرے سے نہیں ملتیں تو اُس موقع پر بھی یہ قول نقل
کرتے ہیں۔

(۱۲۱۱) ہر گناہے کہ کنی در شب آدینہ بکن
تا کہ از صدر نشیناں جہنم باشی

جو گناہ کر جمعہ کی رات کو کر تاکہ تو جہنم کے صدر نشینوں میں ہو جائے

(شب جمعہ عبادت کے لئے مخصوص ہے اُس میں جو گناہ کیے جاتے ہیں اُن کی سزا معمول سے زیادہ ہوتی ہے)

(۱۲۱۲) **ہر مردے و ہر کارے**

ہر مرد اور ہر کام ۔ یعنی کوئی آدمی کسی کام کے لیے موزوں ہے کوئی کسی کام کے لیے۔

(۱۲۱۳) **ہر ملکے و ہر رسمے**

ہر ملک اور ہر رسم۔ ہر ملک کی رسم الگ ہے۔

(۱۲۱۴) **ہَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ**

نیکی کا بدلا نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے ۔ یعنی اگر تمھارے ساتھ کوئی نیکی کرے تو تم کو بھی اُس کے ساتھ نیکی کرنا چاہئے۔

(۱۲۱۵) **ہمائے اوج سعادت بدام ما اُفتد**
اگر ترا گذرے بر مقام ما اُفتد

اگر آپ کا گزر ہمارے مکان میں ہو جائے تو نیک بختی کی بلندی کا ہما ہمارے دام میں آ جائے۔ یعنی اگر آپ ہمارے یہاں تشریف لائیں تو یہ ہماری بڑی خوش نصیبی ہو گی۔

(۱۲۱۶) **ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق**
باشد بقدرِ ہمت تو اعتبار تو

ہمت بلند رکھو اس لئے کہ خدا اور دنیا والوں کے نزدیک تمھاری ہمت کے موافق تمھاری عزت ہو گی۔ یعنی جتنی تمھاری ہمت

ہوگی اتنی ہی عزت ہوگی۔

(۱۲۱۷) ہمتِ مرداں مددِ خدا

مردوں کی ہمت خدا کی مدد۔ ہمت والوں کی خدا مدد کرتا ہے۔

(۱۲۱۸) ہمچو من دیگرے نیست

میرا سا اور کوئی نہیں ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو سب سے اچھا سمجھتا ہے وہ اس قول کا مصداق ہوتا ہے۔

(۱۲۱۹) ہم خرما و ہم ثواب

چھوہارے بھی اور ثواب بھی۔ جب کسی کام سے کوئی فائدہ بھی حاصل ہو اور ثواب یا نیک نامی بھی ملے تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

(۱۲۲۰) ہمسایۂ بد مباد کس را

خدا نہ کرے کسی کا ہمسایہ بُرا ہو۔

(۱۲۲۱) ہمہ از وست

سب چیزیں اُس (خدا) سے ہیں۔ یعنی کوئی چیز بذات خود موجود نہیں ہے بلکہ ہر چیز اپنے وجود کے لئے خدا کی محتاج ہے۔ یہ قول اہل شریعت کا ہے۔

(۱۲۲۲) ہمہ اوست

سب کچھ وہ (خدا) ہے۔ یہ قول صوفیوں کا ہے جن کے نزدیک سوا خدا کے کسی چیز کا وجود نہیں ہے۔ یہ خدا ہی ہے جو مختلف صورتوں میں دکھائی دیتا ہے۔

(۱۲۲۳) ہمیں گوئے وہمیں چوگاں

یہی گیند اور یہی تھاپی جب کسی کو مقابلے کی دعوت دیتے ہیں تو یہ فقرہ بولتے ہیں۔

(۱۲۲۴) ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گوئے

یہی میدان یہی تھاپی یہی گیند۔ جب کسی کو مقابلے کی دعوت دیتے ہیں تو یہ مصرع پڑھتے ہیں۔

(۱۲۲۵) ہنر بچشمِ عداوت بزرگ تر عیبیست

عداوت کی آنکھ میں ہنر بہت بڑا عیب ہے۔ یعنی دشمن کو ہنر بھی عیب معلوم ہوتا ہے۔

(۱۲۲۶) ہنرور در بے ہنراں خر

ہنرمند آدمی بے ہنروں میں گدھا ہے۔ جو لوگ ہنر نہیں رکھتے وہ ہنرمند کی قدر نہیں کرتے۔

(۱۲۲۷) ہنوز دلی دور است

ابھی دلی دور ہے۔ یعنی مقصد حاصل ہونے میں ابھی بہت دیر ہے۔

(۱۲۲۸) ہنوز روز اوّل

ابھی پہلا دن ہے۔ یعنی فلاں کام ابھی اپنی ابتدائی حالت سے آگے نہیں بڑھا ہے۔

(۱۲۲۹) ہنوز ہموں آش در کاسہ
اب بھی پیالے میں وہی کھانا ہے۔ یعنی جو حالت زار پہلے تھی
وہی اب بھی ہے۔

(۱۲۳۰) ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را
گوشۂ تنہائی میں کوئی آفت نہیں پہنچتی۔ یعنی گوشہ نشین آدمی
تمام آفتوں سے امن میں رہتا ہے۔

(۱۲۳۱) ہیچ راہے نیست کو را نیست پایاں غم مخور
کوئی راستہ ایسا نہیں ہے جس کا خاتمہ نہ ہو۔ (اسلئے)
رنج نہ کر۔ یعنی کوئی مصیبت ہمیشہ باقی نہیں رہ سکتی اس کا
کبھی نہ کبھی خاتمہ ضرور ہوگا۔ اس لئے رنج کرنا بے سود ہے۔

(۱۲۳۲) یا بہ آں شورا شوری یا بہ ایں بے نمکی
یا وہ ہما ہمی یا یہ رکھائی اور بے توجہی۔

(۱۲۳۳) یا تخت یا تختہ
اس قول میں تخت سے تخت سلطنت اور تختہ سے تختہ
تابوت مراد ہے۔ معنی یہ ہیں کہ ہم یا تخت سلطنت پر بیٹھینگے
یا تختہ تابوت پر لیٹینگے۔ یعنی یا سلطنت لے لینگے یا جان دیدینگے۔

(۱۲۳۴) یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید
یا جسم معشوق تک پہنچے یا جان جسم سے نکلے۔ یعنی معشوق کی
جدائی میں زندگی موت سے بدتر ہے اس لئے یا تو معشوق ملے

رسائی ہو جائے یا موت آجائے ۔ جب کوئی شخص حصولِ مقصد
کے لئے جی توڑ کوشش کرنے کا عہد کرتا ہے تو یہ قول نقل کرتا ہے۔

(۱۲۳۵) یار اہل است کار سہل است

دوست لائق ہے تو کام آسان ہے ۔ (دیکھو ۵۵ء)

(۱۲۳۶) یار در خانہ و من گرد جہاں می گردم

دوست گھر میں ہے اور میں دنیا بھر میں (ڈھونڈھتا) پھرتا ہوں
جب کوئی چیز کسی کے پاس موجود ہو اور وہ اس کی تلاش کرتا
پھرے تو یہ مصرع پڑھتے ہیں اُردو میں اس مفہوم کے لئے
یہ مثل مشہور ہے "بغل میں لڑکا شہر میں ڈھنڈھورا"

(۱۲۳۷) یار را یارے بود آں یار را یارے دگر

دوست کا دوست ہوتا ہے اور اس دوست کا اور دوست
ہوتا ہے ۔ اخفائے راز کے سلسلے میں یہ قول اکثر نقل کیا جاتا
ہے ۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم کو کوئی بات چھپانا ہو تو تم اپنے
دوست سے بھی اُس کا ذکر نہ کرو ورنہ تمھارا دوست اپنے دوست
سے کہے گا اور پھر تمھارے دوست کا دوست اپنے دوست سے
کہیگا اسی طرح بات پھیلتی چلی جائے گی۔

(۱۲۳۸) یار زندہ صحبت باقی

اگر دوست زندہ ہے تو صحبت باقی ہے کسی جلسے یا صحبت کے
برخاست ہونے کے وقت یہ قول نقل کرتے ہیں ۔ مراد یہ ہوتی ہے کہ اگر

زندگی ہے تو پھر کبھی ملاقات اور یکجائی کا موقع مل ہی جائے گا۔

(۱۲۳۹) **یارِ شاطر باید نہ بارِ خاطر**

ہوشیار دوست کی ضرورت ہے نہ کہ ایسے شخص کی جو بارِ خاطر ہو۔

(۱۲۴۰) **یارِ من نیکوست اما رسم و آئینش بد است**

میرا دوست تو اچھا ہے مگر اس کے طور طریق بُرے ہیں۔

(۱۲۴۱) **یک انار و صد بیمار**

ایک انار اور سو بیمار۔ جب کوئی چیز کم ہو اور اُس کی ضرورت یا خواہش بہتوں کو ہو تو یہ قول نقل کیا جاتا ہے۔

(۱۲۴۲) **یک انگور و صد زنبور**

ایک انگور اور سو زنبور۔ جب کوئی چیز کم ہو اور اس کے خواہشمند بہت ہوں تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔

زنبور ۱؎ بھڑ ۲؎ شہد کی مکھی۔

(۱۲۴۳) **ایک جان و دو قالب**

ایک جان اور دو جسم۔ جب دو آدمیوں میں بیحد ارتباط اور اتفاق ہوتا ہے تو وہ اس قول کے مصداق ہوتے ہیں۔

(۱۲۴۴) **یک دانہ محبت است و باقی ہمہ کاہ**

ایک دانہ محبت ہے اور باقی سب گھاس ہے۔ یعنی دنیا میں محبت ہی ایک چیز ہے باقی سب ہیچ ہے۔

(۱۲۴۵) یک در گیر و محکم گیر

ایک دروازہ پکڑو اور مضبوط پکڑو۔ اس قول سے بالعموم یہ مراد ہوتی ہے کہ روزی پیدا کرنے کا کوئی ایک مستقل ذریعہ نکالنا چاہیے۔ اِدھر سے اُدھر ڈانواں ڈول پھرنا ٹھیک نہیں۔ یا یہ کہ اپنا مربی و سرپرست کسی ایک شخص کو بنانا چاہیے اور پھر اس کا دامن نہ چھوڑنا چاہیے۔

(۱۲۴۶) یک دل و خیل آرزو دل بچہ مدعا نہم
تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ایک دل اور آرزوؤں کا ہجوم! کس کس مقصد کی طرف توجہ کروں۔ تمام جسم داغ داغ ہوگیا ہے پھاہا کہاں کہاں رکھوں۔ جو بات پہلے مصرع میں کہی گئی ہے وہی دوسرے مصرع میں استعارے کے رنگ میں دوہرا دی گئی ہے۔ جب اس شعر کا صرف دوسرا مصرع نقل کرتے ہیں، تو اس کے مفہوم میں پورے شعر کے مفہوم سے بہت فرق ہو جاتا ہے (۹۲)

(۱۲۴۷) یک را بگیر و دیگرے را دعویٰ کن

ایک کو لے اور دوسرے پر دعویٰ کر۔ یعنی ایک چیز پر قبضہ کر لو۔ دوسری چیز پر اپنا حق ثابت کرو۔ اس صورت سے کم سے کم ایک چیز تو مل ہی جائے گی۔

(۱۲۴۸) یک روز کہ خندید کہ سالے نہ گریست

ایک دن کون ہنسا کہ سال بھر نہ رویا۔ جو ایک دن ہنستا ہے وہ سال بھر روتا ہے۔ یعنی دنیا میں خوشی بہت کم اور غم بہت زیادہ ہے۔

(۱۲۴۹) یک سر ہزار سودا

ایک سر اور ہزار فکریں۔ اس قول سے فکروں کی کثرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

(۱۲۵۰) یک سنگ و دو کلاغ

ایک پتھر اور دو کوّے۔ جب ایک تدبیر سے دو مقصد حاصل ہو جائیں تو یہ قول نقل کرتے ہیں۔ اردو کی ایک مثل ہے "ایک پنتھ دو کاج"

(۱۲۵۱) یک رعایت / عنایت قاضی نہ صد گواہ

نہ قاضی کی ایک رعایت نہ سو گواہ۔ قاضی کی ایک رعایت ایک طرف اور سو گواہ ایک طرف۔ یعنی اگر حاکم عدالت رعایت کرنے پر آمادہ ہو جائے تو اس سے وہ کام نکل سکتا ہے جو سو گواہوں سے نہیں نکل سکتا۔

(۱۲۵۲) یک لقمۂ صباحی بہتر ز مرغ و ماہی

صبح کا ایک لقمہ مرغ اور مچھلی سے بہتر ہے۔ یعنی صبح کو ذرا سا ناشتہ کر لینا اچھی غذاؤں سے زیادہ مفید ہے۔

(۱۲۵۳) **یک من علم را دہ من عقل باید**

ایک من علم کو دس من عقل چاہیئے۔ یعنی خالی علم بے کار ہے۔ علم سے کام لینے کے لیئے عقل کی ضرورت ہے۔ اگر کسی کے پاس علم کم ہو اور عقل زیادہ تو وہ اپنے تھوڑے علم سے بہت فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔

(۱۲۵۴) **یک نہ شد دو شد**

ایک نہ ہوا دو ہوئے۔ یعنی ایک بات تو تھی ہی دوسری اور ہوئی۔

(۱۲۵۵) **یکے بر صد آید نہ صد بر یکے**

ایک سو کی طرف چلا آتا ہے۔ سو ایک طرف نہیں آتے۔ یعنی سب کثرت کا ساتھ دیتے ہیں۔

(۱۲۵۶) **یکیست جان و درو صد ہزار نیرنگی است**

ایک جان ہے اور اُس میں سو ہزار نیرنگیاں ہیں۔ ایک جان کے لیئے ہزاروں زحمتیں ہیں۔

(۱۲۵۷) **یکے کردہ بے آبروئی بسے**
چہ غم دارد از آبروئے کسے

ایک شخص جس نے بہت بے آبروئی کی ہو اُس کو کسی کی آبرو کی کیا فکر۔ یعنی جس شخص نے اپنی آبرو کا خیال نہ کیا وہ دوسرے کی آبرو کا خیال کیا کرے گا۔

(۱۲۵۸) یکے نقصان مایہ و دیگرے شماتت ہمسایہ

ایک تو مال کا نقصان دوسرے پڑوسی کی ہنسی یعنی نقصان بھی ہوا اور لوگوں نے ہنسی بھی اُڑائی۔

(۱۲۵۹) یک یوسف و ہزار خریدار

ایک یوسف اور ہزار خریدار۔ اگر ایک چیز کے بہت سے خریدار یا خواہشمند ہوں تو یہ قول نقل کیا کرتے ہیں۔

(۱۲۶۰) یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید

ایک جاتا ہے اور دوسرا آتا ہے۔ یعنی دنیا میں آنا جانا، مرنا جینا لگا ہی رہتا ہے۔

(۱۲۶۱) یوسف کہ بہ مصر بادشاہی می کرد
می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

حضرت یوسف جو مصر میں بادشاہی کرتے تھے کہتے تھے کہ کنعان کا فقیر ہونا اس سے اچھا۔ کنعان حضرت یوسف کا وطن تھا۔ اس شعر سے وطن کی محبت کا بیان مقصود ہوتا ہے۔ (دیکھو ۴۸۵)

(۱۲۶۱) یوسف گم گشتہ باز آید بہ کنعاں غم مخور

کھویا ہوا یوسف پھر کنعان میں آجائے گا غم نہ کر یعنی مصیبت کے دن کٹ جائینگے اور پہلی حالت پھر واپس آئیگی اسلئے رنج نہ کرنا چاہئے۔

تمام شد

پرنٹر و پبلشر

کے۔بی۔ اگروالا۔ شانتی پریس

الہ آباد

TE